بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشاہیرِ اَولیا، اکابر صوفیہ و عرفا، درویشانِ کامل اور واصلانِ حق کی حیات و خدمات
اور اُن کی تعلیمات و معمولات پر مشتمل ایک روح پرور اور دل آویز تاریخی دستاویز

برکاتُ الاولیاء

تصنیف لطیف

مورخِ اِسلام عارف باللہ مولانا سید امام الدین احمد نقوی حنفی گلشن آبادی
ابن علامہ مفتی مولانا سید عبد الفتاح قادری میر سید اشرف علی گلشن آبادی

-: تسہیل وترتیب و تقدیم :-

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بأبي أنتَ وأمّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيكَ أيُّها النَّبيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : برکاتُ الاولیاء

تالیف : مولانا سید امام الدین احمد نقوی حنفی گلشن آبادی
ابن علامہ مولانا مفتی عبد الفتاح گلشن آبادی

ترتیب وتقدیم : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی
afrozqadri@gmail.com

تحریک وتائید : مفکرِ اسلام رفیق گرامی علامہ سید رضوان احمد رفاعی شافعی
rifai.rizwan11@gmail.com
Mobile: 09923819343

تصحیح وتقریب : مبلغِ اسلام علامہ مفتی محمد عبد المبین نعمانی قادری مدظلہ

غرض وغایت : تحفظ وترویجِ اَثاثۂ علماے اہل سنت

صفحات : تین سو چوراسی (384)

اشاعت : 2015ء - ۱۴۳۶ھ

تقسیم کار : رفاعی مشن، ناسک شریف۔ مہاراسٹرا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ o
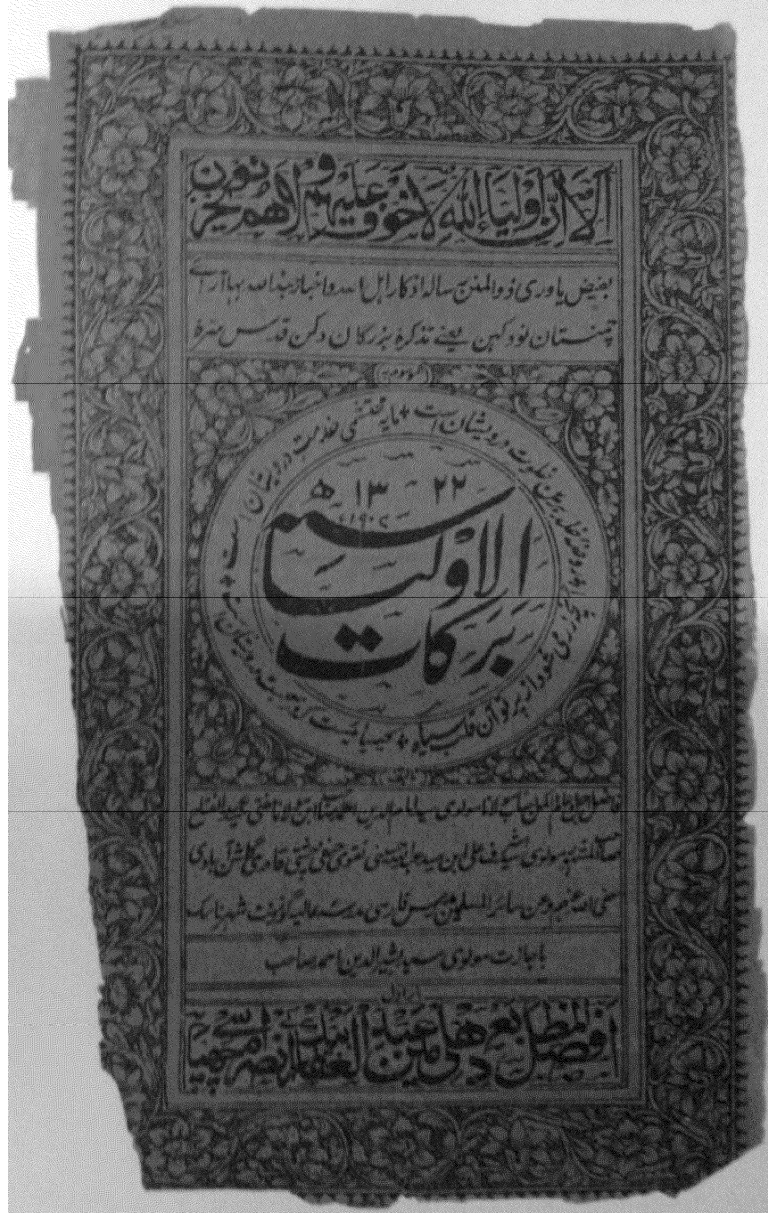
[۱۳۲۲ھ میں افضل المطابع دہلی سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

فہرست کتاب برکات الاولیاء

[افضل المطابع دہلی سے طبع شدہ نسخے کی فہرست مضامین کا پہلا صفحہ]

عرضِ رفاعی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لأهلہ والصلوٰۃ علیٰ أهلها

ہر دور میں اہل اِسلام کو سیرت نگاری اور تذکرہ نویسی سے خدا واسطے کا شغف رہا ہے۔اس سلسلے میں انھوں نے جو کچھ نا قابل فراموش خدمات انجام دیں اس کا شمار تقریباً ناممکن ہے۔سیرت وسوانح نگاری ایک مشکل صنف اور پُر پیچ فن ہے۔اگر اس کے جملہ حقوق ولوازمات ملحوظ رکھیں جائیں تو بات ہے؛ ورنہ بے مقصد سوانحی خاکے اور کراماتی سیرتیں تو خود رَو پودوں کی طرح آئے دن لکھی جاتی ہیں اور پھر اگلے ہی روز اپنی موت آپ مرجاتی ہیں۔گویا جیسے مرنے والے میں کوئی جان نہیں ہوتی ویسے ہی اس کی لکھی ہوئی سیرت بھی بے جان ہوتی ہے۔

ہماری نگاہ میں سیرت دراصل وہی ہے جسے پڑھ کر ہم اپنی عملی بے راہ رویوں پر قابو پاسکیں،جس کے آئینے میں ہم اپنا حال سنوار سکیں،جس کے سنہرے خدوخال سے ہماری زندگی کے لیل ونہار رشک باغ وبہار بن جائیں اور جو ہمیں کامیاب زندگی جینے کا شعور دے جائے۔اس خصوص میں دیکھا جائے تو عالم باعمل اور مورخ بے بدل مولانا سید امام الدین احمد نقوی حنفی گلشن آبادی کی مرتبہ تاریخی کتب' سیرت وتاریخ کے گلیاروں سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے کسی درِ بے بہا اور متاعِ گراں مایہ سے کم نہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اقوام وملل کا حال جب بھی غیر مطمئن اور بدحال ہوا ہے تو اعیانِ ملت نے قوم کی رشد وہدایت کے لیے ان مشائخ عظام کو اور ان کی باقیات صالحات کو قوم کے سامنے پیش کیا ہے جن کے وجود پر خود تاریخ بھی نازاں ہے۔اسلاف شناسی دراصل روحِ اسلامی کی غایت کا نام ہے،اور گم شدہ روحانی توانائیوں کی بازیافت کا وسیلہ ہے۔

وہ تاریخ ہی تو ہے جو من وتو کے بھید کو مٹا کر ہر مکتب فکر کے تعلق رکھنے والوں کو اپنے مرکز سے مربوط کر دیتی ہے اور اسے آفاقی شعور کا حامل بنا دیتی ہے۔ جب کبھی ہم نے تاریخ سے بے اعتنائی برتی ہے، بے رحم اور خود غرض ہاتھوں نے ہمیں لقمہ تر بنا کر طوفانِ حوادث کے حوالے کر دیا۔ جس سے نہ صرف ہمارا وجود مٹا بلکہ ہماری پہچان وشناخت بھی ختم ہو کر رہ گئی۔

یہ سچ ہے کہ جو قوم اپنی پہچان و شناخت کھو دیتی ہے، عظیم دانش کدوں میں اسے زوال کی اِنتہا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذہبی تہذیب وتمدن اور اپنے ثقافتی ورثہ کو سمجھنے کے لیے قوم وملت کا رشتہ اسلاف سے مربوط ہونا از حد ضروری ہے۔ جہاں اس رشتہ میں کمی آئی زوال ونکبت نے ڈیرے ڈال دیے۔

خدا اپنی رحمتوں کی مینہ برسائے سجادگانِ خانقاہِ صادقیہ پر جنھوں نے کئی صدیوں سے قوم وملت کی علمی وروحانی قیادت وسرپرستی کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے۔ ناسک اور اس کے اَطراف میں پھیلی ہوئی امن وشانتی کی خوشبوئیں اور اسلامی اخوت وبھائی چارہ کی فضائیں دراصل گلشن صادق ہی کا فیضانِ روحانی وعرفانی ہیں۔ مولانا سید عبداللہ حسینی کے پاک انفاس سے پھوٹا ہوا یہ آبشار مولانا سید عبدالفتاح گلشن آبادی کے قدموں کے لمس کی برکتیں حاصل کرتا ہوا مولانا سید امام الدین احمد نقوی تک پہنچا، اور مولانا نے اس آبشار سے جنم جنم کے پیاسوں کی سیرابی کا سامان نیز قوم وملت کی رگِ مردہ میں حیاتِ تازہ کی لہر دوڑا کر بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف ہونے کا ثبوت بہم فراہم کیا ہے۔

معمولی سی عمر میں مولانا جتنے عظیم کام کر گئے وہ کرشمہ خداوندی اور عنایت مصطفوی کے مظہر ہی کہے جائیں گے، ان کے معرکۃ الآرا کام اَسلاف کی یادیں تازہ کرتے ہیں اور اَخلاف کے لیے نشانِ ہدایت قائم کرتے ہیں۔ آج اہل اللہ اور عرفاے حق کے نام کی رٹ لگانے والے ان بزرگوں کے عمل وکردار کے رنگ میں کہاں تک رنگے ہوئے ہیں یہ ایک چبھتا ہوا سوال ہے جس کا بہت سنجیدگی سے جواب دینے کی ضرورت ہے۔

علامہ عبدالفتاح حنفی گلشن آبادی کی مظلوم وفراموش شدہ شخصیت کو قوم سے متعارف کروانے اور لوگوں میں اس تعلق سے ایک خوشگوار بیداری دیکھنے کے بعد ہمیں کافی حوصلہ ملا ہے۔ آج علم واَدب کے ایوان میں اُن کے نام اور کام کی گونج دے کر ہماری پیشانیاں بےساختہ بارگاہِ ایزدی میں جھک جاتی ہیں کہ مولا نے ہم ناتواں بندوں سے کیسا کام لے لیا۔ اب آپ کے لائق وفائق صاحب زادے مولانا سید امام الدین احمد نقوی کی حیات وخدمات کو معمورۂ عدم سے نکال کر جلوۂ شہود عطا کرنے میں ہماری توانائیاں صرف ہورہی ہیں۔ اُمید ہے کہ علامہ کی طرح ہماری اس تحقیقی کاوش کو بھی آپ بہ نگاہِ تحسین دیکھیں گے۔

خدا دونوں جہان روشن کرے رفیق گرامی قدر اَدیب شہیر مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی کے، جو اِنتہائی مصروف ہونے کے باوصف محض خیالِ خاطر اَحباب کے پیش نظر ہمارے لیے کچھ نہ کچھ وقت نکالتے رہتے ہیں۔ یہ ساری بہاریں دراصل انھیں کرم کریمانہ کی عکاس وغماز ہیں۔ اور مجھے اس اعتراف میں کوئی عار نہیں کہ اگر ان کا علمی تعاون اور فکری رہنمائی حاصل نہ ہوتی تو شاید ہمارے یہ خواب اس قدر جلد تعبیر آشنا نہ ہوپاتے۔

اب آپ دیکھیں کہ مولانا امام الدین صاحب کے نقوشِ حیات کی ہمیں تلاش تھی، اَحباب سے رابطہ کیا، سب نے جواب دے دیا، گھر کے لوگ بھی ان کی سوانح کے عرفان سے قاصر ہیں؛ مگر مولانا نے اپنے زورِ مطالعہ اور قوتِ تحقیق کی روشنی میں کوئی گیارہ صفحے میں مولانا کی مبسوط سوانح عمری لکھ ڈالی۔ اسے عنایاتِ ربانی کے سوا اور کیا نام دیا جائے!۔

رفاعی مشن کے نام اور کام کو روشن رکھنے والے جملہ اَفراد صمیم قلب سے ہمارے تشکر واِمتنان کے مستحق ہیں۔ اللہ اس کارِ خیر میں دامے، درمے، قدمے، سخنے، قلمے حصہ لینے والوں کو جگ جگ سلامت رکھے، انھیں شرورِ حاسداں اور بلاے ناگہاں سے محفوظ فرمائے، اور دولت ایمان ویقین ان کا مقدر کردے۔ —اللہ بس باقی ہوس—

سید رضوان اَحمد رفاعی شافعی۔ بانی وسرپرست: رفاعی مشن، ناسک
یکم رجب المرجب، ۱۴۳۶ھ ...... مطابق ۲۱/اپریل ۲۰۱۵ء بروز سہ شنبہ

کلماتِ تبریک

مفکرِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد المبین نعمانی قادری - دامت برکاتھم -

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم وآله وصحبه أجمعين .

اللہ کے نیک بندوں کا تذکرہ لکھنا، سننا اور سنانا سب باعث برکت بھی ہے اور سبب عبرت ونصیحت بھی۔ ان کی کرامات، محیر العقول واقعات اور زہد وتقویٰ سے بھرپور زندگی کی حکایات دل کشا بھی ہوتی ہیں اور چشم کشا بھی، اور آنے والی نسلوں کے لیے ان کے نقوشِ حیات مشعل راہ بھی ہوتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب 'برکات الاولیاء' ایسا ہی ایک عرفاں آگیں اور معرفت بردوش تذکرۂ جمیل ہے، جس میں دَکن (آندھرا پردیش) گجرات، مہاراشٹر کے اَولیا وعلماے ربانیین کا ذکر خیر ہے خصوصیت سے انھیں علاقوں کے اَولیا کا تذکرہ ہے؛ مگر ہندوستان کے دیگر خطوں کو بھی یک سر نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔

دہلی، اتر پردیش (یوپی)، بہار بشمول جھارکھنڈ، پنجاب، اور راجستھان وغیرہ کے علما ومشائخ بھی کثیر تعداد میں شامل تذکرہ ہیں بلکہ پاکستان کے بھی بعض اولیا وصوفیہ اس میں آگئے ہیں۔ کیوں کہ یہ تذکرہ غیر منقسم ہندوستان کی یادگار ہے۔

فہرست کتاب کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد دکن وحوالی دکن کے علاوہ خطوں کے مشاہیر اَولیاے کرام کے اسماے گرامی پر آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہاں اُن کا ذکر باعث طوالت بھی ہے اور تکرارِ لا حاصل بھی۔

تقریباً ایک سو چونتیس (۱۳۴) سال قدیم یہ تذکرہ ہے۔ جو غالباً ایک ہی بار شائع ہوا، اور پھر نایاب ہو گیا۔ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی بیلگام سیمینار سے لوٹتے ہوئے علماے چریاکوٹ کی تحقیق کے سلسلے میں ناسک گئے، وہاں حضرت مولانا سید رضوان احمد رفاعی ثقافی سے ملاقات ہوئی، ان کے کرم کریمانہ سے انھیں بہت سے مخطوطات ونوادرات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اسی دوران اس تذکرے کا بھی پتہ چلا جس کی مولانا نے بڑے قرینے سے سجا سنوار کر حروف سازی کی، اس کی زبان وبیان کو جدید لب ولہجہ سے ہمکنار کیا اور ایک جاندار تقدیم لکھ کر رفاعی مشن کے پلیٹ فارم سے اس کی طباعت ثانیہ کے لیے راہ بھی ہموار کر لی۔

مولانا موصوف نے فہرست کو اوّلاً تو سن وار ہجری وائز مرتب کیا اور پھر میری تحریک وتشویق پر الف بائی (Alphabetical) سسٹم سے اسے مزین کیا۔ تاکہ تلاش کرنے والے کو اپنے مطلوبہ اَسما کو نکالنے میں آسانی ہو۔ نیز ایک ہی نام کے کتنے اس تذکرے میں مذکور ہیں اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔

اس کے مصنف عالم ربانی حضرت مولانا سید امام الدین احمد نقوی حنفی ہیں جو مشہور عالم حضرت مولانا سید عبد الفتاح عرف سید اشرف علی گلشن آبادی علیہ الرحمہ (م۱۳۲۳ھ) کے فرزند گرامی ہیں، جنھوں نے مہاراشٹر اور قرب وجوار کے دیگر صوبہ جات کے علما و مشائخ اور اولیاء اللہ کے تذکرے میں بڑی عرق ریزی سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ شاید اس کے بعد سے اَب تک ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

مولانا نے دیگر علاقوں کے مشاہیر اولیا کو اگرچہ لے لیا ہے، تاہم بیشتر اولیا وصوفیہ اور علما ومشائخ رہ گئے ہیں؛ اس لیے ضرورت ہے کہ پورے ہندوستان کا سروے کر کے ایک ایسا 'تذکرۂ اولیاے ہند' ترتیب دیا جائے جس میں چودھویں کے ساتھ پندرھویں

صدی کے اکابر کے اَسما بھی شامل ہوجائیں۔

یہ تذکرہ چودھویں صدی ہجری کے صرف ۱۳۲۲ھ تک وفات یافتہ بزرگوں کے ذکر پرمشتمل ہے، خود اسی صدی کے ابھی اٹھہتر سال کے درمیان وفات پانے والے بزرگانِ دین باقی ہیں۔ پھر پندرہویں صدی کے بھی ۳۵ سال گزر گئے ہیں، اس طرح ایک سو چودہ سال کے اَکابر صوفیہ واَولیا اور علما ومشائخ کے اَسما کی تلاش وجستجو اور ترتیب وتدوین ایک بڑا مرحلہ ہے۔

بڑی حیرت ہوتی ہے ہم اولیاء اللہ سے جن قدر عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ان کے حالات وتذکرے کی ترتیب وتدوین اور اشاعت سے اسی قدر غفلت برت رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس طرف توجہ دی جائے، ضروری اخراجات کا بار اُٹھایا جائے اور اس کام کے لیے اَفراد تلاش کیے جائیں۔ آج بڑے بڑے کام انجام پا رہے ہیں، اگر توجہ ہوجائے تو یہ چھوٹا کام بھی پایۂ تکمیل کو پہنچایا جاسکتا ہے۔

خاص سلسلہ قادریہ کے مشائخ ہند پر تو مولانا ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم مصباحی ہمدرد یونیورسٹی دہلی نے تین جلدوں میں ایک ضخیم تذکرہ لکھ دیا ہے۔ یوں ہی مشائخ چشت ونقش بندیہ پر بھی بعض علمانے قلم اُٹھایا ہے؛ لیکن میں چاہتا ہوں جملہ سلاسل سے تعلق رکھنے والے مشائخ کرام واَولیاے عظام کے تذکرے ضبط تحریر میں آئیں تو تذکرہ وتاریخ کا ایک بڑا کام انجام پا جائے۔

یقیناً اولیاء اللہ کے تذکرے سے دلوں کو چین ملتا ہے اور ایمان کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔ ان پاک بازانِ اُمت کے عمل وکردار اور زہد وتقویٰ سے سبق لینے کا موقع فراہم ہوتا ہے، اپنے کو اُن کی زندگی کے سانچوں میں ڈھالنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، ان کی علمی کاوشوں اور تعلیمی جدوجہد کے چہروں سے پردہ ہٹتا ہے، دینی وعلمی معلومات میں اضافہ ہوتا

ہے، اور اسلاف کے تذکروں اور تصنیفی کارناموں سے پیش آمدہ نسلیں آشنا ہوتی ہیں۔

اولیا وصوفیہ اور علما ومشائخ کو بسا اَوقات فقر وفاقہ کی زندگی بھی گزارنی پڑی ہے، ان پر ابتلا وآزمایش کے دور بھی آئے ہیں اور ہر ایک کو ان پاک ہستیوں نے بہ طیب خاطر گوارا فرمایا ہے، اور آزمایشوں کی خاردار وادیوں سے بہ خندہ پیشانی گزرتے چلے گئے ہیں...... راضی بہ رضائے الٰہی کو اپنا شیوہ بنایا ہے...... دنیا اور آسایش دنیا کو ہمیشہ قدموں کی ٹھوکر پر رکھا ہے...... اور قناعت وصبر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔

اگر کوئی مصیبت زدہ آدمی ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرے تو اس کو ڈھارس بندھے، اور صبر کا حوصلہ ملے؛ اس لیے ان کے واقعات پڑھنا باعث سعادت بھی ہے اور سبب عبرت ونصیحت بھی؛ لہٰذا اس کتاب کو عام ہونا چاہیے، اور اسے گھر گھر پہنچنا چاہیے۔

مصنف ومرتب کو داد دینی چاہیے کہ بڑی جاں کاہی کے بعد ایسی کتابیں منظر عام پر آپاتی ہیں۔ مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مصنف ومرتب وناشر سب کو جزاے جزیل اور خیر کثیر سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری

۲۹ر جمادی الآخرہ ۱۴۳۶ھ

-: رکن وبانی :-
المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور
اعظم گڑھ، اترپردیش

-: ناظم ومدیر :-
دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ
ضلع مئو، اُترپردیش 276129

صاحب کتاب کی بابت

میں کہ مری نوا میں ہے آتش رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

شہر ناسک (گلشن آباد) اپنی مخصوص معاشرت ومعیشت اور کامیاب صنعت وتجارت کے ساتھ ایک علمی شکوہ وجلال اور مذہبی غلبہ وتصلُّب بھی رکھتا ہے۔اس دھرتی نے اہل علم کے علاوہ بہت سے اہل اللہ اور واصلانِ حق بھی جمائے ہیں جن کے پاک اَنفاس کی برکتوں نے آج تک شہر ناسک اور اس کے اَطراف کو امن وآشتی کا گہوارہ اور الطافِ ربانیہ کامہبط ومرکز بنا رکھا ہے۔اس خطے کوصدیوں فضل وکمال کی آبیاری وسرپرستی کرنے کا اِعزاز حاصل ہے۔بلاشبہ علمی اَقدار وتحقیقی معیار میں اس خطے کے علما ومفکرین کی زرّیں خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

گلشن آباد کی سوندھی مٹی سے اُٹھنے والوں میں اور اس کے نام کا بھرم قائم رکھنے والوں میں ایک معتبر اور ممتاز شخصیت علامہ مفتی سید عبدالفتاح گلشن آبادی علیہ الرحمہ کے لائق وفائق صاحبزادے مولانا سید اِمام الدین احمد نقوی حنفی کی بھی ہے، جن کا نوکِ قلم فکروفن کی مجاہدانہ خدمت کرنے، خصوصاً سیرت وتاریخ کی زلف برہم کو سنوارنے اور خادمانِ علم وشریعت کی حیات وخدمات کے مخفی گوشوں کو اُجاگر کرنے میں تادمِ حیات بے تکان چلتا رہا۔اُمت مسلمہ عموماً اور جماعت اہل سنت خصوصاً اپنے ان عباقرۂ روزگار پر جتنا بھی فخر وناز کرے کم ہے!۔

مولانا سید امام الدین احمد نقوی ۱۲۶۶ھ میں گلشن آباد کے ایک علمی وروحانی گھرانے کا چشم و چراغ بن کر معمورۂ وجود میں جلوہ آرا ہوئے۔ خانوادۂ نبوت کے گل سرسبد ہیں۔ سادات حسینی ہونے کے باعث آپ کا خانوادہ شروع ہی سے دکن کے علاقے میں 'پیرزادہ خاندان' کہلاتا تھا۔ آپ متبحر عالم، عارف حق نگر، اور باپ ہی کی طرح میدانِ تصنیف وتدریس کے شہسوار اور دنیاے رشدو ہدایت قافلہ سالار تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے :

سید امام الدین احمد نقوی بن سید عبد الفتاح بن سید عبد اللہ حسینی قادری پیرزادہ گلشن آبادی، بن سید شمس الدین، بن سید زین العابدین، بن سید محی الدین، بن سید عبد الفتاح، بن سید شیر محمد عرف اسد اللہ حسینی، بن حضرت سید شاہ محمد صادق حسینی سرمست، بن سید امین الدین، بن شیر محمد، بن سید علی اسد اللہ، بن احمد راجو، بن سید اسد اللہ، بن سید محمد راجو، بن سید امین الدین، بن سید صفی ہمدانی، بن سید محمد، بن سید احمد اصغر، بن سید علی اصغر، بن سید حسین عسکری، بن سیدنا امام علی نقی عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ آپ نسباً نقوی، مذہباً حنفی اور مشرباً قادری ہیں۔

گھر کے علمی وروحانی ماحول میں آپ کی تعلیم وتربیت کا بھرپور اہتمام ہوا۔ تحصیل علم کا آپ نے فطری ذوق پایا تھا۔ کہتے ہیں کہ شیر کے بچے کو شکار کرنا اور مچھلی کے بچے کو تیرنا نہیں سکھایا جاتا، یہ چیزیں فطرت وجبلت کا عطیہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح علمیت وروحانیت کی اس سوندھی مٹی سے اُٹھنے والے بچے کو بھی بس انگلی پکڑانے کی دیر ہوتی ہے، بقیہ مراحلِ شوق جبلی شاہین طے کرا دیتا ہے۔

آپ کے پدر بزرگوار مولانا سید عبد الفتاح حسینی عرف میر سید اشرف علی گلشن آبادی برصغیر کے اُن مایۂ ناز علما میں تھے جن کے وجود سے چودھویں صدی کو فخر واِعزاز حاصل تھا۔ آپ امام اہلسنّت بھی تھے، اور مجاہد سنیت بھی۔ آپ کے دم قدم سے ناسک

اوراس کے اَطراف میں عقیدۂ اہل سنت خوب پھلا پھولا، اورآپ جیتے جی اس کی آبیاری کا مؤمنانہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

چنانچہ ایسے ذمہ دار باپ نے آپ کے فکروادب کو صیقل کرنے اورآپ کو کردار وعمل کا غازی بنانے میں کوئی کسر روا' نہ نہیں رکھی تھی۔ خدا کا شکر کہ آپ بھی والدین کی دعاہاے نیم شبی کا نتیجہ واَثر ثابت ہوئے، اورخودکو زیورِعلم سے آراستہ کرنے کے بعد بوڑھے باپ کی وراثت علمی اورفرائض منصبی کو بخوبی سنبھالنے کے لیے نہ صرف آمادہ کرلیا بلکہ 'اگر پدر نتواند پسر تمام کند' کی بھولی بسری یادوں کو بھی تازہ کردیا۔

آپ نے کتب درسیہ فارسیہ باضابطہ اپنے دادا سید عبداللہ حسینی سے پڑھیں۔ فقہ واَدب، تفسیر وحدیث اورفرائض کا درس اپنے والد ماجد سے لیا۔ نیز مولانا نظام الدین لاہور، مولانا فرحت اللہ، اور مولانا ہدایت اللہ فاروقی وغیرہ کی بارگاہوں سے بھی اکتسابِ علم وکمال کیا۔ جب کہ سلوک ومعرفت اورتصوف وروحانیت کے مقامات مولانا سید عبدالصمد بخاری کی کڑی نگرانی وسرپرستی میں طے کیے۔(۱)

مگرآپ کی زندگی نے بہت زیادہ وفانہیں کیا، اورعمرغزالی تک پہنچتے پہنچتے پیمانۂ حیات لبریز ہوگیا؛ اس لیے تصوف وروحانیت کا فیضان عام کرنے اورمعارف وحقائق کی جوت جگانے کا آپ کو بہت زیادہ موقع نہیں ملا۔ تاہم جو وقت بھی ملا وہ تصنیف وتالیف، فیوضاتِ ظاہری وباطنی کی تقسیم، خلق خدا کی نفع رسانی اور تدریس وتوعیظ کے لیے وقف رہا۔ بتایا جاتا ہے کہ سرکاری مدرسہ عالیہ گلشن آباد عرف ناسک میں آپ نے ملازمت بھی کی ہے اورعربی وفارسی کے کامیاب مدرس کے طور پر طالبانِ کو زیورِعلم وعمل سے آراستہ وپیراستہ کیا ہے۔

صاحب تذکرۂ علماے اہل سنت مولانا محمود احمد قادری رفاقتی لکھتے ہیں :

---

(۱) تطیب الاخوان بذکرعلماء الزمان، معروف بہ تذکرۂ علماے حال: ۱۵۔ منشی نول کشور ۱۸۹۷ء

'مولانا سید امام الدین حسینی آپ (مولانا عبدالفتاح گلشن آبادی) کے صاحب زادے، عالم متبحر اور عارف حق نگر تھے۔آپ ہی کی طرح درس وتدریس اور رشدوہدایت کا مشغلہ رکھتے تھے۔مولانا امام الدین نے تین جلدوں میں تاریخ الاولیاء کے نام سے عہد رسالت سے چودھویں صدی تک ربع اوّل تک کے اُن علما کا تذکرہ لکھا جو عارف بھی تھے'۔(۱)

تبلیغ دین متین،عقائد حقہ کا فروغ اور روحانی اقدار کی بحالی اس خانوادے کا طرۂ اِمتیاز رہ چکا ہے۔ چنانچہ شعور وآگہی اور حقائق ومعارف کا جو آبشار حضرت صادق حسینی سرمست علیہ الرحمہ کے قدموں کی ٹھوکر سے پھوٹا تھا اس کا فیضان نسلاً بعد نسلٍ مولانا عبدالفتاح گلشن آبادی سے ہوتا ہوا آپ تک پہنچا،اور آپ نے اپنی ذاتِ ستودہ صفات سے اسے عام وتام کرنے اور تشنہ کامانِ معرفت تک بڑھانے میں بھرپور قائدانہ ومرشدانہ رول اَدا کیا تھا۔

آپ نے حضرت سید شاہ محمد صادق سرمست حسینی کی علمی وفکری وراثت کو بڑے آبرومندانہ طریقے پر آگے بڑھایا۔اوروالد ماجد علامہ سید عبدالفتاح گلشن آبادی کے تحقیقی وتصنیفی مشن کواس کے قابل رشک انجام تک پہنچایا۔اس طرح جدواَب کی خصوصی عنایات اور اُن کے روحانی فیوضات کے مورد ومہبط بنے۔علم وکمال کے فروغ میں اس خانوادۂ صادقیہ کی خدمات بڑی وقیع اور باثروت رہی ہیں۔میر وارث علی بن میر ہدایت علی پیر زادہ نے اس حوالے سے بڑی حقیقت لگتی بات لکھ دی ہے :

'شکر ہے اس جل شانہ وعم نوالہ کا کہ حضرت سید صادق حسینی کے فرزند حضرت شیر محمد کی شاخ میں چار ہستیاں ایسی پیدا ہوئیں جنھوں نے اِس بجھی ہوئی شمع کو روشن کیا۔قرآن،تصوف،فقہ،حدیث اور اپنے جدامجد کی سوانح

(۱) تذکرۂ علماے اہل سنت:۱۳۹۔مطبوعہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ،فیصل آباد۔باردوم ۱۹۹۲ء

حیات پر بہت سی تصنیفات کر کے قوم کی خدمت کی۔ یہ ہستیاں گویا اپنے زمانے کے روشن ستارے تھے، اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مذہباً اہل سنت تھے اور سجادہ نشینی کی مسند کو تادم حیات قائم وجاری رکھا۔ ان کی تصانیف کی وجہ سے انھوں نے اپنے وطن ناسک کا نام بھی روشن کر دیا۔ ان کے علم وقلم کی ہر دانش مند شخص نے، ہر اہل ادب وفکر اور علماے وقت نے داد دی ہے۔ ان چاروں ہستیوں نے منجملہ تقریباً ۵۶ کتابیں شائع کی ہیں۔ یہ کتابیں عربی، فارسی، اور اُردو میں شائع ہو چکی ہیں۔ ماسوا کچھ رسائل اور کچھ ابیات بھی شائع ہوئے ہیں۔ ان کی بہت سی کتابیں مستند اور قابل تحسین وآفرین ہیں۔ ان چاروں بزرگ اور لائق ستائش ہستیوں کے نام یہ ہیں: سید عبداللہ حسینی گلشن آبادی، مولوی مفتی سید عبدالفتاح عرف اشرف علی گلشن آبادی، سید امام الدین احمد گلشن آبادی، اور سید مولوی بشیر الدین احمد گلشن آبادی۔(۱)

آپ کی حیاتِ طیبہ کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آپ کی زندگی کا اصل مشن اسلاف شناسی کا فروغ اور اَثاثۂ اکابر کا تحفظ وترویج تھا۔ اسی لیے والد ماجد اور جد امجد نے جو علمی میراث چھوڑی اسی کو تب وتاب بخشنے میں آپ نے حیاتِ مستعار کی گنی چنی سانسیں صرف کر دیں۔ اور پھر یہی رنگ آپ کے بچوں خصوصاً مولانا بشیر الدین نقوی میں بھی منتقل ہوا کہ جو کام باپ کی حیات میں تشنہ رہ گیا تھا اس کی تکمیل کا اہتمام کر کے انھوں نے بزرگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اُن کی ارواح کی سیرابی وشادابی کا بھرپور سامان کیا۔

اِحقاقِ حق وابطالِ باطل اس خاندانِ نقویہ کا ہمیشہ سے طرۂ امتیاز رہا ہے۔ چنانچہ

(۱) گلشن صادق، از: میر وارث علی۔ ص: ۱۲۸-۱۲۹۔ مطبوعہ مالیگاؤں، ناسک، بارِاوّل ۱۹۸۱ء

مولانا سید عبدالفتاح گلشن آبادی علیہ الرحمہ نے تو فرقہ ضالہ وہابیہ کی تردید میں 'تحفہ محمدیہ' نام سے ایک دنداں شکن، جامع اور ضخیم کتاب ہی تحریر کردی ہے۔ مولانا سید امام الدین احمد نقوی کی اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب تو ہماری نگاہ سے نہیں گزری؛ تاہم آپ کی بعض تحریریں اس کا بھرپور اِشاریہ دے رہی ہیں۔

سوادِ اعظم کی مربوط کڑی سے وابستہ علماے کرام اور مشائخ عظام نے آقاے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا غلامانہ خراجِ محبت پیش کرنے کے لیے ہر دور میں میلاد کے متنوع موضوع پر کچھ نہ کچھ تحریر کیا ہے۔ سیرت کے باب میں جتنا میلادِ پاک کے موضوع پر لکھا گیا شاید ہی کسی اور موضوع کو کمیت و کیفیت کے اعتبار سے اِتنا برتا گیا ہو۔ مولانا امام الدین نقوی نے بھی میلاد کے موضوع پر 'رحمۃ للعالمین فی مولد خاتم النبیین' نامی کتاب لکھ کر دراصل خسرِوخوباں، والیِ کون ومکاں اور پیغمبرِانس وجاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں، اِرادتوں اور محبتوں کا خراج پیش کیا ہے۔

خداے بخشندہ نے آپ کو بڑا سیال وجوال قلم عطا فرمایا تھا۔ تاریخی گلیارے اس کی دلچسپی کا خاص میدان تھے۔ نت نئے موضوعات وعناوین کی تلاش کا وہ خوگر تھا۔ اسی لیے اس کی بازیافتیں اور تحقیقیں اہل علم واَدب کے لیے بڑا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ آپ نے اپنی قلمی وفکری ساری پونجی سیرت وتاریخ کی زلف برہم کو سنوارنے کے لیے گروی رکھ دی تھی۔ شاید آپ نے جماعت اہل سنت کی اس میدان میں جمود و بے حسی کو محسوس کرلیا تھا، جس کے کفارے کے لیے آپ کو ہزاروں صفحات پر مشتمل تاریخ الاولیاء، برکات الاولیاء، تذکرۃ الانساب، تاریخ روم وشام وغیرہ جیسی وقیع، مدلل اور معرکۃ الآرا کتب تصنیف کرنا پڑیں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سیادت پناہ فضیلت دستگاہ مولانا سید امام الدین احمد نے جس موضوع کو بھی اُٹھایا اسے خوب نبھایا۔ آپ کی تصانیف مکتبہ اہل سنت وجماعت

میں ایک خوبصورت اِضافہ ہیں، ان میں تکرار کا دور دور تک کوئی گزر نہیں۔ کمیت کے اعتبار سے آپ کی مصنفات گرچہ کچھ کم ہیں مگر کیفیت و وزن کے اعتبار سے بہت ہی وقیع وگراں ہیں۔ جن کتابوں کا علم ہمیں ہوسکا ان کی تفصیلات حسب ذیل ہیں :

☆ تاریخ الاولیاء جلد اوّل، جلد دوم، جلد سوم: یہ آپ کا عہد ساز اور تاریخ آفریں کام ہے۔ آپ نے اس میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر چودہویں صدی کے ربع اوّل تک کے اُن علما وفضلا کا ذکر جمیل کیا ہے جو عارف حق نگر اور واصل باللہ بھی تھے۔

☆ تذکرۃ الانساب: یہ بھی ایک جامع اور اپنے موضوع پر بھرپور کتاب ہے۔ اس کتاب میں خصوصاً خلفاے راشدین کی اولاد میں جو بزرگانِ دین گزرے ہیں ان کے مختصر حالات مع شجرہاے نسب تحریر ہیں۔ یوں ہی ائمہ دوازدہ کی اولاد میں جو عارفانِ حق، علماے ذوی الاحتشام اور وارثین علوم ظاہری وباطنی ہوئے ہیں ان کی سوانح شجروں کے ساتھ منضبط ہے۔

☆ برکاتُ الاولیاء: یہ کتاب اولیاے ہندوپاک پر مختصر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں بھی تاریخ الاولیا کا سا انداز اپنایا گیا ہے کہ جو علما، عرفاے حق ہوئے ہیں انھیں کے تذکارِ جمیل کو زینت کتاب بنایا گیا ہے۔

سلوک العارفین ...... سرورِ عاشقین ...... سراج الفقراء ...... تاریخ روم وشام ...... تذکرۂ حیات العلماء ...... اور رحمۃ للعالمین فی مولد خاتم النبیین وغیرہ۔

رحمۃ للعالمین کی تمہید میں مولانا نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ اس کتاب کی مانند میں نے قطب ربانی، محبوبِ سبحانی، غوث صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم کے منظوم ومنثور مناقب پر مشتمل جدید طرز واُسلوب کی رعایت کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی ہے۔ خدا معلوم وہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی یا دیگر کتب کی طرح دیمکوں کا رزق بن کر رہ گئی۔

حیرت کی بات ہے کہ مولانا کے گھر کے سیرت نگاروں نے (گلزارِ صادق اور گلشن صادق وغیرہ میں) آپ کی تصانیف کے تحت دیگر کتابوں کا تو بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے، حتیٰ کہ وہ کتابیں بھی بیان کرڈالی ہیں جنھیں طباعت کے مرحلے سے گزرنا نصیب نہیں ہوا؛ مگر آپ کی قلمی خدمات میں مذکورہ بالا کتاب (رحمۃ للعالمین) کا کہیں کھوجے سے بھی ہمیں نام نظر نہیں آیا، حالانکہ یہ کتاب مطبع فتح الکریم، بمبئی سے ۱۲۹۶ھ کی طبع شدہ ہے اور ہماری تحویل میں بھی ہے۔ اور غالباً یہ اس کا دوسرا ایڈیشن ہے۔

شعروشاعری کا خصوصی مذاق بھی آپ کو مبدأ فیاض کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ گویا باپ جن جن محاسن ومفاخر سے مرصع تھا ہونہار بیٹے میں بھی اس کی وافر جھلک موجود تھی۔ جس طرح علامہ سید عبدالفتاح اپنا تخلص اشرؔف رکھتے تھے ویسے ہی مولانا نے اپنے لیے احمدؔ تخلص منتخب کیا تھا۔

مولانا اپنے قلبی واردات کے اظہار وبیان کے لیے بڑی اچھی زمینوں کا انتخاب فرماتے اور قافیہ سازی وردیف گری میں تو اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ کا میلادنامہ میرے دعوے پر بھرپور دلیل رکھتا ہے۔ اس کتاب میں ہر روایت کے بعد مولانا نے ایک قصیدہ رقم کرنے کا التزام کیا ہے، جن میں بیشتر قصائد علامہ عبدالفتاح گلشن آبادی کے ہیں، بعض دیگر شعرا کے ہیں اور بقیہ آپ کے طبع زاد اور آپ کی فکر وقلم کا نتیجہ ہیں۔

آپ کی زندگی کے بیشتر گوشے مورخین کی کرم فرمائی کے باعث ہنوز پردۂ خفا میں ہیں۔ آپ کا سن وفات بھی غیر معلوم ہے۔ تاہم غالب گمان یہ ہے کہ قریباً ۱۳۲۲ھ میں آپ کے وجود سے دنیا کی بزمِ کمال خالی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ آپ والد کی حیات ہی میں راہی ملک بقا ہوگئے تھے، اور والد کا اِنتقال ۱۳۲۳ھ میں ہوتا ہے، جب کہ آپ نے یہ کتاب 'برکات الاولیاء' (جوکہ شاید آپ کی زندگی کی آخری کتاب ہو) ۱۳۲۲ھ میں مرتب کیا تھا۔ تو اس طرح دیکھا جائے تو ۱۳۲۲ھ اور ۱۳۲۳ھ کی درمیانی کسی ساعت میں آپ کا اپنی جان' جان آفریں کے حوالے کردینے کا سراغ ملتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ جماعت کی کتنی اہم اور برگزیدہ شخصیات کو ہمارے تساہل وعدم اِعتنا نے پردۂ خمول کی نذر کر چھوڑا ہے،اور تاریخ نے انھیں دفنا کر اپنے ہاتھ سے مٹی بھی جھاڑ لی ہے۔ حالت یہ ہے کہ آج کچھ شخصیات کے نام مل رہے ہیں تو اُن کے کام ہماری دسترس سے باہر ہیں اور کچھ کے کام مل رہے ہیں تو اُن کے سوانحی خاکے ندارد ہیں۔

مولانا عبدالسمیع بنارسی معروف بہ حافظ گھسیٹا قدس سرہ اور ابوالحامد مجاہدِ سنیت مولانا احمد علی مئوی حنفی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر کام کرنے کے دوران ہمیں اس چیز کا نہایت شدت سے اِحساس ہوا۔ یہ دونوں ہماری جماعت کی بہت ہی مستند، باوقار اور ذمہ دار ہستیاں ہوئی ہیں؛ مگر آج ان کے کام تو ایک طرف رہے، ان کے نام سے بھی اچھے اچھوں کے کان نا آشنا ہیں۔ ایسے میں بجز **فإلی اللّٰہ المشتکی** کہنے اور **لاحول ولا قوۃ الاباللّٰہ العلي العظیم** پڑھنے کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے!۔

اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی! ضرورت ہے کہ آج اہل سنت کے جیالے اُٹھیں، شعور کی آنکھیں کھولیں، عقل کے ناخن لیں، دعوت وعزیمت کی پژمردہ روح میں حیاتِ تازہ کی لہر دوڑا دیں اور حالات کو مزید اَبتر ہونے سے بچانے میں اپنا مؤمنانہ کردار اَدا کریں۔ یقین رکھیں کہ ان قربانیوں سے نہ صرف اہل سنت کے دن پھریں گے بلکہ آپ خود بھی زندۂ جاوید ہو جائیں گے۔

قوموں کی تاریخیں پڑی ہیں پڑھیں اور دیکھیں کہ اَسلاف کے کارناموں کو اُجاگر کرنے والے کس طرح خود اُجاگر ہو گئے۔ دوسروں کی خوراک کا سوچنے والے کبھی خود بے خوراک نہیں سوتے۔ جو لوگ بڑے بڑے مہمان خانے بناگئے، وہ کبھی بھوکے نہ رہے۔ یعنی دست غیب سے ان کی اِمداد ہوتی رہی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اِنسان اِنسان کے کام آئے۔ اسی لیے اس نے اپنے محبوبِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان غیب ترجمان سے ہم تک یہ پیغام بھجوایا ہے :

اللّٰہ في عون العبد ما کان العبد في عون أخیہ .(۱)

یعنی اللہ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ اِمدادالٰہی کا بادل ہمارے سروں سے نہ ہٹے اور فضل رحمانی کا شامیانہ ہم پر سدا تنا رہے تو اس کا ایک آسان نسخہ یہ ہے کہ ہم اِنسان دوست اور اِنسانیت نواز بن جائیں۔صوفیہ کرام کی زندگی چونکہ اس کا علمی پیکر رہی ہے؛ اس لیے ہم کھلی آنکھوں دیکھ سکتے ہیں کہ جب امدادِ الٰہی کے بادل- ان کے اس دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد بھی- ان کے سر سے نہیں ٹل رہے ہیں اور زمانہ کھنچا کھنچا ان کے فیوض وبرکات کی خیرات لینے آرہا ہے، تو پھر ان کی حیاتِ طیبہ میں رحمت ربانی اور فضل رحمانی کی اُن پر کیا برکھا رہی ہوگی!۔

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں اور سوچ کر حیران ہوجاتا ہوں کہ یہ خانقاہ اور مزارات والے لوگ بھی کیا لوگ تھے کہ مرکر بھی زندہ ہیں، اور ایسے زندہ ہیں کہ ہماری ہزار زندگیاں بھی ان کی ایک زندگی کی برابری نہیں کرسکتیں۔اور پھر مبدأ فیاض کی طرف سے انھیں ہر زمانے میں جو ایک دوسری زندگی عطا کی جاتی ہے وہ ان پر مستزاد ہے۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اُن کی موت بھی گویا زندگی ہے اور ہماری زندگی بھی گویا موت ہے۔ اُن کے مزارات آج بلاوجہ مرجع خلائق نہیں، کوئی طاقت تو ضرور ہے جو انھیں کھینچ کر اُن کی دہلیزوں تک لے آتی ہے۔آج شاید ہم اپنی زندگی میں لوگوں کو دعوتیں دے کر اتنی بھیڑ جمع نہ کرسکیں جو یہ صاحبانِ مزار بلاکسی ظاہری دعوت کے اپنی قبروں پر ہجوم عقیدتمنداں جمع کرلیتے ہیں۔ان اللہ والوں نے اپنی قبروں پر میلے لگوادیے ہیں، اور ہم چلتی پھرتی لاشیں

---

(۱) صحیح مسلم: ۲۱۲/۱۳ حدیث: ۴۸۶۷...... سنن ابوداؤد: ۱۱۰/۱۳ حدیث: ۴۲۹۵۔

ہیں بلکہ ہم نے تو اپنی زندگی کو قبرستان بنا رکھا ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ جن شخصیتوں نے اِتنا اُجلا ستھرا دین ہم تک پہنچایا، سنت و شریعت کی بہاروں سے ہمیں آشنا کیا، ہمارے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کے لیے فصیلیں چنیں، اور ہمیں سچا پکا مسلمان بنے رہنے کے اُصول وفروع عطا کیے، کیا وہ اتنی کی بھی مستحق نہ تھیں کہ ہم اُن کے اَسمائے گرامی سے اپنی زبان تر کرتے، نوکِ قلم کو ان کے ذکر میں بھگوتے، اور اُن کے آثار ومعارف کو پیش آمدہ نسلوں تک منتقل کرتے!۔

آخر اِحسان کا بدلہ اِحسان ہی تو ہوا کرتا ہے؛ مگر بدقسمتی سے ہم ایسوں میں نہ ہوئے اور ناشکریِ اکابر کے مرتکب ہو بیٹھے، جو اصلاً خدا کی ناشکری ہے؛ نتیجتاً فکری نکبت وادبار اور تحقیقی جمود وتعطل کا عذاب ہم پر مسلط کردیا گیا۔

کاش! ہم نے اِحسان کا بدلہ اِحسان دیا ہوتا تو ہمارا یہ عمل یقیناً شکرگزاری کے زمرے میں آتا جو اصلاً شکر مولا کی تعبیر ہے، تو اس شکر مولا سے بے پایاں نعمتیں بھی بڑھتیں، اور عزت وشہرت کی فراواں خوراک بھی ہمیں عطا ہوتی۔ ابھی بہت دیر نہیں ہوئی ہمیں بس اپنے رویے پر سنجیدگی سے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ خدا چاہے تو حالات آن کی آن میں بدل جائیں گے۔ اور اللہ کے لیے ایسا کردینا کچھ مشکل نہیں!۔

اللہ ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے، ہماری جماعت کا حامی وناصر ہو، ہمیں اپنے اَسلاف کے کارناموں کو اُجاگر کرنے، اُن کے شجرہائے سایہ دار سے پیوستہ رہ کر اُمیدوارِ بہار رہنے اور دارین کی سعادتیں بٹورنے والے اُمور سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

اِس میں اپنے لہو کا ضیاع ہی سہی ☆ لَو چراغوں کی ہم تیز کر جائیں گے

اَبو رفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوب افریقہ

یہ کتاب کیا ہے؟

برصغیر ہندو پاک میں گزشتہ چند ایک صدیوں کے اندر علمائے اہلسنّت نے جو زندہ علمی خدمات انجام دی ہیں وہ آبِ زرّیں سے رقم کرنے کے لائق ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود وہ کرشماتی طور پر اِتنا کچھ کر گئے کہ آج وسائل کی ہزار فراہمی کے باوصف ہم سے اُس کا عشرِعشیر بھی نہیں ہو پاتا- خدا اُن کی خدمتوں کا بھرپور صلا عطا فرمائے-

سچے پیروکار ہونے کا حق تو یہ تھا کہ ہم اُن شہ پاروں کی عصرِ حاضر کے طباعتی تقاضوں کے مطابق اِشاعت کر کے خلقِ خدا کے اِستفادے کا سامان کرتے؛ مگر ہماری غفلت کوشی اور عدم دلچسپی نے نہ خود کچھ کام کرنے دیا اور نہ اَکابرِ اُمت کے کارناموں کو اُجاگر کرنے کا موقع عطا کیا۔ بالآخر وہ ہیرے موتی گردشِ زمانہ کی نذر ہو کر رہ گئے، کچھ دیمکوں کا رزق بنے اور کچھ تاریخ کے ملبوں کا حصہ بن گئے؛ لیکن یہ ہیرے موتی ایسے تو نہ تھے جنھیں گردِ خمول اپنے اندر چھپا لیتی۔ پھر کیا ہوا کہ اُن کی تب و تاب نے غواصوں کو اپنی طرف متوجہ کیا، اور اُن کی بازیافت کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ نتیجتاً تاریخ نے جنھیں اپنے زعم میں دفنا کر اپنے ہاتھ سے مٹی تک جھاڑ لی تھی، اب وہ شہ پارے اور نوادرِ روزگار بھی ہم دست ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

جماعت اہل سنت کی کم ہی خوش نصیب ہستیاں اور بخت آور شخصیات ہیں جن کی خدمات و نقوشِ حیات کو خاطر خواہ انداز میں منظرِ عام پر لانے کا جماعتی فریضہ سرانجام دیا گیا؛ ورنہ بیشتر ہماری بے توجہی کے عتاب کا شکار ہو کر رہ گئیں۔ اور آج نوبت بایں جا رسید کہ اُن کے کام تو کام، نام سے بھی نسلِ نو واقف نہیں!۔

اِحیاے تراثِ اہلِ سنت کی اِسی فکر کے تحت ہم نے ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں 'تحریک تحفظ وترویجِ اِثاثۂ علماے اہلسنّت' کی بنیاد رکھی، اور بہت سی فراموش شدہ شخصیات پر جنگی پیمانے پر کام کا آغاز کردیا۔ اِس پلیٹ فارم سے مولانا حسن رضا بریلوی کی نثری وشعری خدمات جو 'کلیاتِ حسن' اور 'رسائلِ حسن' کی شکل میں ڈیڑھ ہزار صفحات پر رضا اکیڈمی ممبئی سے شائع ہوچکی ہے۔- ہماری اوّلین پیش کش ہے۔ رسائل محدث قصوری ہمارا دوسرا سنگ میل تھا۔ اس کے بعد علامہ سید عبدالفتاح گلشن آبادی کی پے در پے کئی کتابیں بھی اسی سلسلہ زرّیں مربوط کڑیاں تھیں۔ اوراب ہم علامہ ہی کے صاحبزادے کی گراں مایہ تحقیقات کو نئی آب وتاب کے ساتھ منصۂ شہود پر لانے کے لیے پَرتول رہے ہیں۔

صوفیہ صافی' بلاشبہہ اِسلام کی دینی تاریخ میں بہت بڑا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن وحدیث کے بعد سب سے زیادہ عزت واِحترام کے قابل ہے؛ اس لیے کہ اس کا ایک ایک حرف اس ذہن کی پیداوار ہے جس پر قرآن وحدیث کا رنگ خوب رچ چکا تھا۔ یہ کتاب 'برکات الاولیاء' دراصل انھیں مشاہیرِ اَولیا، اکابر صوفیہ وعرفا، درویشانِ کامل اور واصلانِ حق کی حیات وخدمات اور اُن کی تعلیمات ومعمولات پر مشتمل ایک دل آویز تاریخی دستاویز اور محبوبانِ بارگاہ کے جلوۂ صد رنگ کا آئینہ خانہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے اہل اللہ کی حیاتِ طیبہ وراضیہ کے زندگی بخش نقوش ہماری نگاہوں کے سامنے گھوم جائیں گے جن کے مطابق ہم نفس اَمارہ کی مار سے پٹی ہوئی اپنی زندگیوں کو ڈھال کر قربِ خداوندی کی نعمتوں اور معرفت سرمدی کی لذتوں سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔

یہ اہل اللہ اور عرفاے حق کے اَحوال وکوائف کا سدا بہار مجموعہ ہے۔ اس میں چار معروف اور مرکزی سلاسل روحانیت سے متعلق اولیاے کرام کے تذکارِ جمیل کے ساتھ سلسلہ شطاریہ...... سلسلہ رفاعیہ...... سلسلہ اویسیہ...... سلسلہ مجددیہ...... سلسلہ احراریہ......

سلسلہ ابوالعلائیہ...... سلسلہ قلندریہ...... سلسلہ کبرویہ...... سلسلہ اشرفیہ...... سلسلہ صفویہ...... سلسلہ فریدیہ...... سلسلہ عیدروسیہ...... سلسلہ نوشاہیہ اور سلسلہ فردوسیہ وغیرہ کے مشاہیر اولیا وخلفا پر بھی بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح یہ مجموعہ رنگا رنگ گل ہائے سلاسل کا حسین روحانی گلدستہ بن گیا ہے۔

کہنے کو تو یہ اولیاے دکن کا ایک تذکرہ ہے؛ مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کتاب کو برصغیر ہندو پاک اور اس کے علاوہ بھی بہت سے معروف وغیر معروف خطوں کے اولیاے متقدمین ومتاخرین کا ایک اِجمالی وتفصیلی اِنسائیکلوپیڈیا کہنا چاہیے۔ مولانا نے اس میں نہ صرف ہندوستان کے طول وعرض کے مشاہیر اولیا وعرفا اور علما وصوفیہ کا تذکرہ کیا ہے بلکہ پاکستان، افغانستان، بنگلہ دیش، اور کشمیر وغیرہ کے مشاہیر اولیا کے احوال وخدمات بھی سلک تحریر میں گندھ گئی ہیں۔ جن خطوں کے اَولیا واکابر کا تذکرہ اس کتاب کی زینت ہے ان کے اَسما درجِ ذیل ہیں :

گجرات میں سورت، پیران پٹن نہروالہ، ماندوگڑھ، دھولقہ، قصبہ کھٹو، بھڑوچ، امروں، کھمایت، گھانٹ نرمدا، بڑودہ، اُکلیسر، پنجاب...... حیدرآباد میں مستعد پورہ، نام پلی، اُردو بازار، باغ گوردھن داس، رنمست پورہ...... احمد آباد میں شاہ پور، سرکھیج، حاجی پورہ، باٹوہ، خاپلور، خان پور...... بیجاپور میں زہرہ پور، بادشاہ پور، نوباغ، اللہ پور، دریہ، ابراہیم پور...... برہان پور میں اُتاؤلی، سندھی پورہ، شیخ پورہ۔

علاوہ بریں جن قصبوں اور دیہی علاقوں میں یہ اہل اللہ آرام گزیں ہیں ان کے اسما یہ ہیں: ملک برار، متھرا، موضع الاس تعلقہ مرچ مرتضیٰ آباد، موضع ارک تعلقہ مرچ مرتضیٰ آباد، نذر بار ضلع خاندیس، ترچنا پلی ملک تلگھاٹ، قصبہ منگلور ملک برار، ہانسی، گلبرگہ، اورنگ آباد، پانی پت، سیوہاں ملک سندھ، چندیری ملک مالوہ، دولت آباد، قصبہ پین کوکن، پرینڈ قلعہ بالاگھاٹ، بیجاپور، دہلی، پونہ، جودھن، کرچیان، احسن آباد، لکھنو، پنڈوہ، مہائم ممبئی،

مونگی پٹن، ردولی، جون پور، مچھ گوہ، برہان پور، نوساری، قصبہ بیڈولی، اودھ، پیپری اُگت پوری، آسیر برہان پور، رائے چور، سرسیمنی، قصبہ ملانواں، مرشد آباد عرف مندو، تلہتی، ہر پور، کرنول، سائی پور، بیدر، گوالیار، جانپانیر، گنگوہ، مندسور، شولا پور، تھانیسر، بھیمڑی، فتح پور سکری، ملہر ضلع خاندیس، جامود، نارنول، بانسہ، ورنگل، نیلور، بودوٹو، سکندر پور، کوڑھ فتح پور، ناسک، اکبرآباد، اجمیر، کالپی، بدایوں، بریلی، رام پور، مرادآباد، کچھوچھہ، خیرآباد، جون پور، مارہرہ، بنارس، مغل سرائے، سرہند، چچولی، سلون، نوشہرہ، نادیر، جالندھر، امتیاز گڑھ، بالاپور، مغل پورہ دہلی، تاج پور، کرانہ، شاہ جہاں آباد، جُنیر، میلا پور، ویلور، ایلچپور، پٹنہ، نذربار، رحمت آباد، نیلنگہ، مدراس، ڈھاکہ، عظیم آباد، مٹھن کوٹ، سنام، داناپور، بھوپال، تونسہ، کانپور، سیالکوٹ، تاج پورہ، ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ۔

مولانا موصوف نے اس کتاب کی تیاری میں ذاتی معلومات اور سندی دستاویزات کے ساتھ بہت سی نادرونایاب کتب ورسائل سے بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ استفادہ کیا ہے۔ کتاب پر ایک نظرے خوش گزرے ڈالنے سے یہ نام سامنے آئے: رسالہ جہاد الرحمٰن...... رسالہ خفوریہ...... رسالہ صحائف السادات...... ملفوظ گنج الاسرار...... شرایف مقصودی...... مناقب فخریہ...... معارج الولایت...... تاریخ خورشید جاہی...... تذکرۃ المشائخ...... تاریخ الاولیاء...... ملفوظ اطوار الابرار...... حدیقۃ الاولیاء...... سیر الاولیاء...... ریاض الاولیاء...... روضۃ الاولیاء...... تذکرۂ اولیاے احمد آباد...... لطائف اشرفی...... ضمیر الانسان...... مرأۃ العارفین...... تحفۃ المجالس...... تاریخ مرآتِ سکندری...... ملفوظ قطبیہ...... مشکوٰۃ النبوۃ...... تاریخ برہان پور...... مونس الطالبین...... ہدیۂ مجددیہ...... مناقب اخیار...... جامع المناقب...... مقامات العارفین...... فتاویٰ فیض النقش بند...... کثیر الفوائد...... مناقب المحبوبین...... ملفوظ صادقیہ...... ملفوظ رزاقیہ...... صحیفۃ الہدیٰ...... مجمع الانساب...... تاریخ سیر دکن...... روائح الانفاس...... ثمرات الحیات...... عروسِ

عرفاں...... اِرشادالطالبین......انوارِاحمدیہ......پنج گنج......نخلِ فردوس......تذکرۂ بزرگانِ ابوالعلائیہ...... ملفوظ گنج الاسرار...... تذکرۂ نوشاہی...... مخازن الاعراس...... کیفیۃ العارفین...... زبدۃ المقامات...... مناقب العارفین...... تذکرۂ دکن...... لطائف قادریہ...... تذکرۃ الکرام...... تاریخ امجدی...... تاریخ الکملاء...... انوارُ الاخبار...... فتوحاتِ قادری...... مواعظ الصالحین...... احوالِ مظہر جان جاناں......مجمع البحرین فی مناقب الامامین......فیوضاتِ رحمانی،اورارشادِ رحمانی وغیرہ۔

کتاب کی تسہیل کے دوران چند چیزوں کا اِحساس مجھے شدت سے ہوا، اس لیے میں خواہی نہ خواہی اسے قارئین کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ عرفاے حق اور اَولیاے کاملین کا ہر دور میں یہ دستورِ اَساسی اور نشانِ امتیاز رہا ہے کہ وہ اپنی خلافت واِجازت کا سزاوار صرف اُسی کو سمجھتے تھے جس نے مدتوں ریاضت ومجاہدہ کی بھٹی میں خود کو پکا ڈالا ہو، صرف شیخ وقت کی ایک نگہِ کیمیا اَثر پڑنا باقی رہ گئی ہو کہ بس وہ پڑے اور یہ کندن وپارس بن کر فیض بخش عالم بن جائے۔

اب یہ مجاہدے کبھی تو خود شیخ اپنے تیار کردہ اُصول وشروط کے مطابق کرواتا تھا؛ ورنہ بیشتر اَوقات طالبین ومسترشدین خود ان اَعصاب شکن گھاٹیوں سے اپنے آپ کو گزار کر دہلیزِ شیخ تک رسائی حاصل کرتے تھے، اور پھر اُن پر فیض خلافت کی بھرن برستی تھی۔

اس کتاب برکات الاولیاء میں شاید آپ کو کوئی ایک بھی ایسا خلیفہ ومجاز نظر نہ آئے جسے اس کے شیخ نے ریاضت ومجاہدہ کے بغیر محض اُس کی علمیت وقابلیت کی بناپر اِذنِ خلافت عطا کر کے دنیاے طریقت وحقیقت کا تاجدار بنادیا ہو۔

لیکن-بحمدہٖ تعالیٰ-تصوف وروحانیت ہمارے دور تک آتے آتے اس نقطۂ عروج تک پہنچ چکی ہے کہ اب نہ تو شیخ کو ریاضت ومجاہدہ کروانے کی کوئی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی طالب ومسترشد اس کی کوئی حاجت محسوس کرتا ہے اور کبھی تو منہ مانگے اور

بیشتر اَوقات بلا مانگے ہی اسے خرقہ خلافت و اجازت کی روشنی عطا کردی جاتی ہے۔ بلکہ اب تو ایسا بھی سننے میں آتا ہے کہ معاصر شیوخ پہلے تو اپنے سلسلہ اِرادت کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں غلطاں و پیچاں تھے، اور اب اپنی فیض بخش بارگاہوں میں علما و عوام کو بلوا بلوا کر خلافتِ عام کی خلعتِ فاخرہ سے نوازتے جارہے ہیں۔ گویا اَب فیض اِرادت اور خرقۂ خلافت بھی کوئی ریس کا میدان اور مقابلے کا سامان بن گئی ہے!۔

غور کرنے کی بات ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کے زمانے کے صوفیہ ومشائخ اپنے مریدوں کی اصلاح وتربیت کی طرف سے بے توجہی برت رہے تھے۔ اور مشائخ متقدمین کا سارا نظام اصلاح وتربیت بے روح و بے جان ہو چکا تھا تو صدیاں قبل شیخ محقق نے یہ آواز لگائی تھی کہ 'ایں نوعِ تربیت دریں زمان منعدم شدہ وانقطاع پذیرفتہ است'۔

شیخ محقق نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی تصانیف میں جگہ جگہ معاصر صوفیہ ومشائخ کو ان کے فرائض منصبی سے آگاہ کرتے نظر آرہے ہیں۔ اور اخیر میں یہ فیصلہ کن بات لکھ دی ہے کہ مشائخ، مریدین ومستفیدین کی باطنی اصلاح کو اپنی زندگی کا سب سے اہم کام سمجھ کرانجام دیں۔(۱)

دوسری بات یہ کہ بیشتر اَولیا کو فیض اِرادت وخلافت خود اپنے والد گرامی یا جد سامی سے نصیب ہوا؛ کیوں کہ وہ صحیح معنوں میں پدری وراثت اور اَسرار طریقت وحقیقت کو آگے بڑھانے کا اِستحقاق رکھتے تھے کہ علوم ظاہری و باطنی سے پورے طور پر آراستہ وپیراستہ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے دور کے اَرباب ولایت اپنی اَولاد کا خاص الخاص خیال رکھتے تھے، ان کی ظاہری و باطنی تربیت، صوری ومعنوی تزئین اور انھیں

---

(۱) مرج البحرین:۱۴۱ بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی:۲۰۶ مطبوعہ ندوۃ المصنفین، دہلی۔۱۹۶۴ء

منازلِ سلوک وعرفان طے کرانے میں کوئی کمی روا نہ رکھتے تھے، تاکہ 'اگر پدر نتواند پسر تمام کند' کی تابندہ روایتوں کو یہ آبرومندانہ طریقے پر آگے بڑھا سکے۔

لیکن ہمارا یہ عہد پُرفتن اس خصوص میں بھی اَفراط وتفریط کا شکار ہے۔ اِس دور کا پیرزادہ ہر حال میں باپ کی خلافت ونیابت کا حقدار قرار پاتا ہے خواہ اسے علومِ ظاہری وباطنی کا ایک شمہ بھی نصیب نہ ہوا ہو، حقائق ومعارف سے دور کی بھی راہ ورسم نہ ہو، اور آدابِ تصوف وطریقت کی ہوا تک نہ لگی ہو۔ اس کی سینکڑوں مثالیں برصغیر ہندوپاک میں کھلی آنکھوں دیکھی جاسکتی ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی 'خانقاہوں میں صرف گورکن' کے باقی بچ جانے کا شکوہ کرتا ہے تو ہمیں اسے کوسنا نہیں چاہیے بلکہ اس کی فراست مؤمنانہ کی قدر کرتے ہوئے اس کی نگاہِ دوررس کی داد دینی چاہیے۔

خیر! یہ نایاب کتاب 'برکات الاولیاء' ہمارے ممتاز محققین اور طبقات وتراجم سے دلچسپی رکھنے والے نامور مصنّفین کے لیے ایک بڑے ماخذ اور اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہے؛ اس لیے ہم نے چاہا کہ اس کو تسہیل وترتیب جدید کا جامہ پہنا کر اِشاعت کی راہ سے گزار دیا جائے تاکہ ہمارے عہد کے مشتاقانِ تحقیق کے لیے بھی اس سے اِستفادہ آسان، اور برکاتُ الاولیاء کی برکاتِ بے پناہ عام سے عام تر ہوجائے۔

حضرت علامہ مفتی سید عبدالفتاح گلشن آبادی کی کئی ایک نایاب وکمیاب کتابوں کی کامیاب اشاعت بعد اَب آپ کے صاحب زادے مولانا سید امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی کی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ زرّیں شروع کیا جارہا ہے۔ مولانا اِمام الدین بلاشبہہ 'اگر پدر نتواند پسر تمام کند' کے مصداقِ حقیقی تھے؛ اس لیے انھوں نے باپ چھوڑے ہوئے مشن کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اس سلسلے کو انھوں نے اپنی قلمی کاوشوں اور سعی بے پناہ سے بہت ہی باثروت اور باوزن بھی کردیا تھا۔ خداوند جلیل فیض صادقی کا صاف وشفاف چشمہ ابدالآباد تک قائم ودائم رکھے۔ اور تشنگانِ معرفت وحقیقت کے لیے اس کے

آب زلال سے سیرابی وشادابی کو آسان سے آسان تر بنائے۔آمین یارب العالمین.

خدا اپنی رحمتوں کی خصوصی بھرن برسائے ہمارے دم ساز ورفیق مجاہد سنیت علامہ مولانا سید رضوان احمد رفاعی شافعی، بانی وسرپرست رفاعی مشن، ناسک پر جنھوں نے بہت سی مہتم بالشان اور معرکۃ الآرا رسائل وکتب کی اشاعت کے بعد ہمت وحوصلہ پاکر اب اتنے 'برکات الاولیاء' جیسے اہم کام کو منصۂ شہود پر لانے کا بیڑا اُٹھارہے ہیں اور اس کی برکتوں کو عام وتام کرنے کی سعی مشکور فرمارہے ہیں۔

اللہ سلامت رکھے محبّ گرامی علامہ رضوان، اُن کے رفقا واَعوان اور کارپردازان کو جنھوں نے بزرگوں کے محاسن ومفاخر کو نئی تب وتاب کے ساتھ منظر عام پر لانے کا عزم بالجزم کر رکھا ہے، اور ماہ دوماہ بھی نہیں گزرنے پاتا کہ کہ کوئی نہ کوئی بڑا کام کر ڈالتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی رفتار وروش رہی تو توان شاء اللہ رفاعی مشن کے پلیٹ فارم سے بہت سے نوادراتِ علمیہ نیز بہت سی مظلوم وفراموش شدہ شخصیات کے حیات وکارنامے طباعت آشنا ہوکر از جلد عوام وخواص کی نگاہوں کے روبرو ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اس عاجزانہ کاوش کو اپنے کریمانہ قبول کی خلعت فاخرہ سے نوازے، اہل اللہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہونے اور ان کے اعمال وکردار کو ہمیں اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے، ساتھ ہی اس پیش کش کو مصنف ومرتب اور معاونین سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ، علیہ توکلت والیہ اُنیب۔ وصلی اللہ علی صفوۃ الخلائق وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

خادم العلم والعلماء

اَبورفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوب افریقہ

.........................جمعرات، ۱۶/اپریل ۲۰۱۵ء۔ ۲۷/جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ.........................

فہرست مضامین ☆

☆ اَبجدی فہرست (Alphabetical Index) کتاب کے اخیر میں 357 پر ملاحظہ فرمائیں۔

ساتویں صدی

آٹھویں صدی

دسویں صدی

گیارہویں صدی

بارہویں صدی

تیرہویں صدی

چودھویں صدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وسپاس اُس خالق بے ہمتا کوسزا وار ہے کہ جس نے کراماتِ اولیا پر درست عقیدہ رکھنے کو اہل اسلام کا جزوِ ایمان ٹھہرایا۔ اور اس طائفہ علیہ عالیہ سے خوارقِ عادات کے ظہور کولوگوں کے دلوں کے شکوک وشبہات کا دافع کیا۔ اس گروہِ اہل اللہ سے اخلاصِ دلی کے ساتھ خوش اِعتقادی رکھنے کے سبب ایک جماعت کے دلوں کو دین کی روشنائی سے مالا مال کردیا اور دوسری جماعت کو اس طائفہ جنداللہ کی کرامت وولایت سے اِنکار کی شامت کے باعث شقاوت وبدبختی کے گڑھے میں پھینک دیا۔

درودِ نامحدود اس نیراعظم سپہر رسالت پر کہ اَجرام ولایت اُس کے مستفادات خطوط کی ایک شعاع ہے اور حضیض نقطہ ناسوت تا اوجِ عالم ملکوت اُس کے نقش آئینہ قدرت کے عدم اور وجود کا طلوع وارتفاع ہے۔ **فعليه وعلىٰ آله وأصحابه وعلمائه وأوليائه وعلىٰ سائر المؤمنين أجمعين .**

اَما بعد! - الراجی الی رحمۃ اللہ الصمد فقیر حقیر سید امام الدین احمد بن مولانا مفتی سید عبدالفتاح المشہور مولوی سید اشرف علی بن سید شاہ عبداللہ حسینی نقوی حنفی قادری چشتی گلشن آبادی عفی اللہ عنہم - اذکارِ اہل اللہ کے شائقین اور احوالِ اولیاء اللہ کے مشتاقین کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ اکثر اولیاؤں کے تذکرے میری نظر سے گزرے؛ مگر اُن میں ملک دکن وکوکن اور گجرات وغیرہ کے بزرگوں کے حالات بہت کم نظر آئے۔

مدت سے لوگ اِس کے طالب اور آرزومند تھے کہ دکن وکوکن اور گجرات وغیرہ

کے بزرگانِ دین متقدمین اور اولیاے واصلین متأخرین کے اَحوال ایک جگہ تحریر ہوں؛ چنانچہ یہ فقیر کئی سال سے اس کی کوشش اور جستجو میں تھا کہ بزرگوں کی یہ خدمت میرے ہاتھ لگ جائے اور شب وروز اسی فکر میں رہتا کہ اس کام کا اِستکمال و اِختتام کیوں کر ہوتا ہے!۔

الحمد للہ کہ ان دنوں بعون افضالِ ایزدی و بالطافِ سرمدی اور بزرگوں کی اَرواحِ پاک کی اِمداد سے میری مراد برآئی اور یہ کتاب ۲۷؍رمضان ۱۳۲۱ھ میں اِختتام کو پہنچی۔ میں اکثر بزرگوں کے ملفوظات وکتب تاریخ وغیرہ میں سے تحریر کرتا تھا اور جہاں جاتا وہاں کے بزرگوں کے صحیح وسندی حالات قلم بند کرتا تھا۔ چند روز میں ایک خزانۂ بے بہا میرے پاس جمع ہوگیا۔ ہرایک بزرگ کے حال کو (میں نے) بترتیب سن لکھا اور اس کتاب کا نام 'تذکرۂ بزرگانِ دکن' الموسوم بہ 'برکات الاولیاء' رکھا۔

حق سبحانہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس کو قبولیت بخشے اور بزرگوں کو بزرگوں کے حالات سننے اور پڑھنے کا شوق عطا فرمائے، اور ان بزرگانِ کرام کے طفیل سے میرا، میرے آباؤ اَجداد کا اور میرے فرزندوں کا خاتمہ بخیر کرے، دین ودنیا میں عزت وراحت نصیب کرے اور آخرت میں اپنے دوستوں کی محبت سے-مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ- میرا یہ دلی مدعا پورا ہوجائے۔

شنیدم کہ در روزِ اُمید وبیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

ناظرین سے اُمید ہے کہ اگر کہیں اس میں سہو وخطا دیکھیں، اِصلاح فرمائیں۔فقط

اللّٰهم صل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد وعلى أصحابه وأوليائه وبارك وسلم أجمعين .

اِلتماس

اَذکارِ اولیاء اللہ کے مشتاقین پر واضح ہو کہ مؤثر ترین حالات اور افضل ترین عبادات اولیاء اللہ کی صحبت اور مجالست ہے؛ کیوں کہ اُن کے حالاتِ بامشقت وریاضت واستقامت کے مشاہدے سے سالک کے دل میں ایک ہمت، جرأت، تحمل اور ریاضت پیدا ہوتی ہے بلکہ اُن کے جمال کے معائنہ سے دل کی قساوت وتاریکی زائل ہوتی ہے جیسا کہ-**لاَ یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ**- آیا ہے۔اور اگر کاملوں اور عارفوں کی صحبت کی دولت میسر نہ ہوتو اس صورت میں اُن کے اَخبارات اور حالات پڑھنا، سننا اور اُس کے موافق اُن کی متابعت کرنا وہی تاثیر رکھتا ہے جیسے صحبت اور مجالست میں۔بقول بزرگ ؂

آنچہ رزے شود از پرتو آں قلب سیاہ
کیمیائیست کہ در صحبت درویشاں است

بلکہ یہ بھی ایک قسم کی صحبت ہے، اور اس سے بے شمار فوائد اور منافع متصور ہیں۔ مناقب وفضائلِ اولیاء اللہ کا سننا اور پڑھنا موجب ازیادِ محبت واِعتقاد اور باعث رحمت وبرکات ہے۔اولیاء اللہ کا وجود ہر شخص کے واسطے رحمت شامل اور نعمت واصل ہے۔اور نعمت عظمٰی وعطیہَ کبریٰ کا شکر ہر وقت لازم، اور اُن سے محبت واِعتقاد ہر دم واجب۔چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؂

آں کس کہ کمال اولیا رانہ شناخت
دیں نعمت خاص بے بہا رانہ شناخت

پس شکر نہ کرد وحب ایشاں نہ گزید
میداں بہ یقیں کہ او خدا رانہ شناخت

محبوبانِ الٰہی اور دوستانِ خدا کا ذکر موجبِ نزولِ رحمت و برکت اور سبب وصول قربت ہے۔ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزُلُ الرَّحْمَۃ آیا ہے؛ کیوں کہ ہر دوست کو اپنے دوست کا ذکر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اس کی جزا قربِ ربّ جلیل ہے۔

نیز جو کوئی اگلے بزرگوں کے فضائل و مناقب سنتا ہے، ضرور جانتا ہے کہ اس قدر زمانۂ دراز گزر جانے کے باوجود اب تک اُن کا ذکر باقی ہے، جس کا سبب حسن عمل اور نیک اِعتقاد ہے، لہٰذا وہ جان لیتا ہے کہ حیاتِ ابدی اور سعادتِ ازلی حسن عمل میں ہے، اور اس بات کے تصور سے اُس کو بھی حسن عمل اور خیراتِ مبرات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

اس طائفہ حق آگاہ کا ذکر خیر اُن کی خوشنودیِ اَرواح کا سبب ہے۔ اسی طرح وہ بھی بحکم تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰہ اِس کو اُس جہان میں نیکی سے یاد کرتے ہیں اور ابوابِ اعانت و اِمداد اس طالب پر کھولتے ہیں۔ اور جو کوئی گزرے ہوؤں کو نیکی سے یاد کرتا ہے اس کو بھی اُمیدوار رہنا چاہیے کہ اس کے گزرنے کے بعد اس کا ذکر بھی نیکی سے ہوگا۔

مخدوم بابا فرید گنج شکر قدس سرہ فرماتے ہیں: 'جو کوئی اپنے پیر کا ایک ملفوظ لکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب ثبت فرماتا ہے'۔

بس اِس خیال سے اس سراپا تقصیر نے اَرواح بزرگانِ دین و مشائخین کاملین کی اِمداد و اعانت سے یہ تذکرہ لکھا، اپنے سفر آخرت کے لیے توشہ تیار کیا، اور اس رباعی کا ورد کرتا ہے۔

یہ نامۂ نامی مرا نامی ہووے | پیرایۂ عیش و شادکامی ہووے
ازیمن وعنایاتِ بزرگانِ دیں | محشر میں مرا شفیع وحامی ہووے

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ ربِّ العالمین

آغازِ حالاتِ بزرگانِ دین

شاہ دولہ رحمٰن ایلچ پوری قدس سرہٗ

آپ ساداتِ عظام اور مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔ آپ کا نام سید شاہ عبد الرحمٰن خلف سید حسین محمود، امام محمد حنیف قتال بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ ۳۹۱ھ کو آپ غزنی سے ہمراہیوں کے ساتھ ملک برار کی طرف آئے۔ اس وقت ملک برار کی سرحد پر وکید نامی ایک راجہ سلطنت کرتا تھا، جب اس نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی، تو معتقد ہوکر بہت سے تحائف کی آپ کو پیش کش کیے۔

پھر آپ وہاں سے رخصت ہوکر ایلچ پور کے قریب پہنچے۔ راجہ ایل کا فر وہاں کا حکمران تھا، اور اسلام کا بڑا سخت دشمن تھا، اس نے ایک لشکر عظیم تیار کر کے اُمرا اور سرداروں کے ساتھ آپ کی طرف روانہ کیا اور مقام کھرلہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ شاہ دولہ رحمٰن اپنی والدہ ملکہ جہاں کی اجازت سے لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور اُن پر فتح پائی۔

جب ایلچ پور پہنچے تو راجہ ایل خود اپنے لشکر کے ہمراہ آپ کے مقابل ہوا۔ غرض لشکر اسلام نے کفار کو شکست فاش دے کر وہاں فتح اسلام کا نشان کھڑا کر دیا۔ شاہ دولہ رحمٰن بھی اُسی جگہ شہادت پر فائز ہوئے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے قدوم کی برکت سے اسلام نے ملک برار میں خوب رونق پائی۔ ہزاروں کفار و مشرکین آپ کی ذات سے اسلام لائے۔ ۱۱ر ربیع الاوّل ۳۹۲ھ میں آپ نے شہادت پائی۔ آپ کا مزار ایلچ پور میں ہے۔ آپ کے حالات ’جہاد الرحمٰن‘ میں بخوبی مرقوم ہیں۔

شیخ علی راوتی قدس سرہٗ

آپ قدمائے اولیائے متصرفین سے ہیں۔ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِشارہ پاکر ترقی دینِ محمدی کے واسطے عرب سے ہند کی طرف تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے قصبہ متھرا میں آکر سکونت اختیار کی۔ گاؤ سنگین۔ جس کی پرستش ہنود کیا کرتے تھے۔ اس سے ہر روز دودھ دوہتے اور پیار کرتے تھے۔ جب تک آپ زندہ رہے اُسی کا دودھ پیا، کبھی دوسرا کھانا نہ کھایا۔

ریاضت وعبادت اور زہد وتقویٰ میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے۔ وہاں کے ہزار ہا مشرک وکافر آپ کے تصرفاتِ ظاہری وباطنی کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ آپ کے قدوم کی برکت سے متھرا اور اُس کے اَطراف ملک کفرستان میں اسلام نے اپنے قدم جما لیے۔ ہزاروں نے زنارِ کفر کو توڑ کر خرقہ اسلام زیب تن کیا۔

۴۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ متھرا میں آپ کا مزار ہے اور وہ گاؤ سنگین جس کا آپ دودھ پیا کرتے تھے (وہ بھی) مزار کے پاس پڑا ہوا ہے۔

سلطان حاجی ہود چشتی قدس سرہٗ

خلف عوان عبداللہ صبوحی۔ آپ قدمائے اولیائے کبار سے ہیں۔ خواجہ مودود چشتی کے خلیفہ تھے۔ ۴۱۶ھ قصبہ خنفور میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ علم ظاہری سے فراغت پانے کے بعد آپ کے اندر عشق الٰہی پیدا ہوا، مرشد کی تلاش میں نکلے، اور خواجہ ابواحمد چشتی کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ چند روز اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر ریاضت ومجاہدہ کیا۔

تکمیل سلوک اور مراتب طے کرنے کے بعد اپنے پیرو مرشد کی اجازت سے راہی ہندوستان ہوئے۔ آپ راجہ رائے کرن کے زمانے میں دوسو مریدوں کے ہمراہ دین اسلام کی ترویج کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت سے شہر نہروالہ عرف پیران پٹن میں تشریف لائے اور اُس راجہ کے خاص بت خانہ کے سامنے ایک وسیع میدان تھا وہاں فروکش ہوئے۔ جب وقت نماز قریب پہنچا، مؤذن نے اَذان کہی۔ آپ مع رفقا نماز میں مشغول ہوئے۔ یکا یک ایک شیر درندہ جو اُس بت خانہ میں تھا اور بیگانہ شخص کو وہاں آنے سے روکتا تھا باہر نکل آیا اور آپ پر حملہ آور ہوا۔

یکا یک عالم غیب سے ایک شیر پیدا ہوا اور اس کے مقابل کھڑا ہوکر اس کو ہلاک کرڈالا۔ راجہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے آپ کو گرفتار کرنے کے لیے ایک فوجِ جرار بھیجی۔ جس کی طرف آپ آنکھ اُٹھا کر دیکھتے وہ اُسی وقت مشرف باسلام ہو جاتا تھا۔

جب ہزاروں کفار مسلمان ہو گئے، تو راجہ گھبرایا اور آپ کی خدمت میں مع اُمرا حاضر ہوکر (خود بھی) اسلام قبول کرلیا اور اسی بت خانے کو مسجد بنادی۔ چنانچہ کرنا مسجد آج تک مشہور ہے۔

آپ کی ذات سے اسلام اس ملک میں بہت پھیلا۔ ایتلافِ قلوب کی تاثیر آپ کی نگاہ میں خدا نے ایسی بخشی تھی کہ جو سفاک خونخوار دشمن آپ کے حضور میں قتل کے اِرادے سے آتا وہ دیکھتے ہی دوست بن جاتا تھا۔ گویا شمشیر شاہانِ اسلام سے زیادہ کارگر آپ کی تیغ اَبرو کا ایک اشارہ تھا۔ ۱۵؍رجب ۵۳۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار پیران پٹن نہروالہ گجرات میں مشہور ہے۔ [رسالہ خفوریہ]

میراں سید حسین توکلی خنگ سوار قدس سرہٗ

آپ کا نام ظہیر الدین بن سید محمد قاسم ہے، ساداتِ کاظمیہ سے تھے۔ آپ اکابرین

اولیاومشاہیر اصفیا سے ہیں۔ جامع تصرفات ظاہری و باطنی ولی کامل تھے۔آپ کا زہدو تقویٰ اورصبرورضامشہور ہے۔

آپ کی ذات مبارک سے دکن میں اسلام خوب پھیلا۔صدہا کفار آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔۲۲ر جمادی الاوّل ۵۴۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔موضع آلاس تعلقہ مرج میں آپ کا مزار پُرانوار ہے۔

سید علاء الدین بادشاہ علوی قدس سرہٗ

خلف سید ابی عبداللہ۔آپ متقین اولیاے کاملین سے ہیں۔صاحب زہدوریاضت وولایت تھے۔کہتے ہیں کہ ایک روز آپ خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت میں بیٹھے تھے، ایک سید شخص آیا اوراپنی مظلومیت کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ خاندیس میں ایک گاؤں نذر بار ہے، وہاں کا راجہ رائے نند ہے، جب میں اُس شہر میں گیا، مجھ سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا سید ہوں۔

رائے نند نے یہ سن کر کہا کہ اس کو مار ڈالو۔غرض میں بہت مشکلوں میں گرفتار تھا۔مجھ کوایذادی، میرا ہاتھ کاٹا گیا۔یہ سنتے ہی خواجہ معین الدین چشتی نے سید علاء الدین پرنظر عتاب سے دیکھا اور فرمایا تم جاؤ اور وہاں کے کافر کے ساتھ جہاد کرواور وہاں دین اسلام قائم کرو۔

آپ مع غازیوں کے نذربار آئے اور کافروں کے ساتھ جہاد کیا، کافروں پر فتح پائی اور چند اہل اسلام کے بزرگ وہاں شہید ہوئے۔شیر ابوالغازی وغیرہ اور خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔آپ سے کشف وکرامات اور خوارقِ عادات بہت ظاہر ہوئے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں آکر شرک وکفر سے توبہ کی۔

شاہ محمد علی رضا نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ میں نے تمام عرب وعجم کی سیر کی اور قریب چھ ہزار بزرگوں سے ملا اور فوائد ظاہری وباطنی حاصل کیے؛ لیکن چھ شخص ان میں بڑے بزرگ اور صاحب ولایت پائے: مخدوم خواجہ معین الدین، خواجہ قطب الدین بختیار واشی، شیخ فرید گنج شکر اجودھن، سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی، شیخ احمد سرہندی اور سید السادات سید علاء الدین عرف سید بادشاہ علوی۔

٦١٢ھ میں آپ کا وصال ہوا اور نذربار ضلع خاندیس میں آپ کا مزار ایک ٹیکری پر مشہور ہے۔ [رسالہ صحائف السادات]

سید سلطان مظہر ولی طبل عالم قدس سرہٗ

آپ قدمائے اولیائے کاملین سے ہیں۔ آپ کا نام سید جلال الدین ہے۔ سادات زیدیہ سے مشہور ہیں۔ آپ نے سید علی ملک جولق سے خرقہ خلافت قلندریہ اور فیض باطنی حاصل کیا۔ علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ کو خداشناسی کا شوق ہوا۔

مدتِ دراز تک جنگلوں میں ریاضت ومجاہدات کرتے رہے۔ خدا کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتا، چند روز میں مرشد کے وسیلے سے بلند درجہ پایا اور بڑے عارف بنے۔ دکن میں آکر اسلام کو رونق بخشی۔ ہنود وکفار آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ سید بابا فخر الدین آپ کے اکمل خلفا سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کئی بار آپ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام کی روحِ مبارک سے ہوئی ہے بلکہ طبل عالم کا خطاب اُنھیں سے پایا ہے۔ ملفوظ گنج الاسرار میں آپ کے کشف وکرامات وغیرہ حال بشرح وبسط لکھا ہے۔ ١٤ر رمضان ٦٢٢ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ترچناپلی ملک تلگھاٹ میں آپ کا مزار ہے۔

حیات قلندر قدس سرہٗ

مشہور پیر منگلور۔ آپ کا اصل نام شاہ بدر الدین قلندر، مشاہیر متقدمین اولیا و اکابر واصلین خدا سے ہیں۔ اپنے وطن بطائح شریف سے آپ ہندوستان کی طرف آئے اور ملک برار میں آکر قیام فرمایا۔ اس زمانے میں وہاں شرک و کفر کا بڑا زور تھا۔ آپ کے قدوم کی برکت سے وہاں اسلام پھیلا۔ آپ رفاعیہ احمدیہ کے خاندان سے تھے۔

آپ کے والد کا نام سید یحییٰ بطایحی ہے۔ قصبہ منگلور میں ایک سخت کافر راجہ رہتا تھا۔ آپ نے اپنے مریدوں کے ہمراہ اُس سے جہاد کیا اور اُس کے تمام لشکر کو واصل جہنم کیا۔ اُس روز سے اسلام نے وہاں ترقی پائی۔ آپ اُس ملک کے صاحب ولایت ہیں۔

بڑے مرتاض وقت اور عابد و زاہد تھے۔ آپ کا آستانہ موردِ انوار فیوضاتِ الٰہی ہے۔ تا حال انوارِ الٰہی آپ کے مزار سے عیاں ہیں۔ ۲۲ر جمادی الثانی ۶۵۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ قصبہ منگلور ملک برار میں آپ کا مزار پُر اَنوار ہے۔

شیخ جمال ہانسوی قدس سرہٗ

آپ اکمل بزرگاں اور مشاہیر عارفاں سے ہیں۔ آپ بابا شیخ فرید گنج شکر کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی اولاد میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ گنج شکر آپ کے ساتھ نہایت محبت تھی بلکہ مشہور ہے کہ گنج شکر ہانسی میں آپ ہی کی محبت و اُلفت سے جا کے رہے۔

آپ ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ اکثر اوقات آپ سے خوارقِ عادات ظاہر ہوئے۔ آپ کا تصنیف کیا ہوا 'ملہمات' نامی ایک رسالہ مشہور و معروف ہے۔ ۶۵۹ھ میں آپ کا وصال ہوا اور ہانسی میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

باباحاجی رجب قدس سرہٗ

آپ کا نام سلطان محمد ہے۔آپ مشاہیر مشائخین کرام رفاعیہ احمدیہ سے ہیں۔ آپ حضرت سید احمد کبیر رفاعی کے مرید وخلیفہ تھے۔صاحب علم وفضل، جامع شریعت وطریقت اورزہد وتقویٰ نیز عبادت وریاضت میں کامل اکمل تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ روم کے اُمیر زادہ تھے۔جب آپ سید احمد کبیر کی خدمت میں پہنچے تو پیرروشن ضمیر کی توجہ سے آثارِ منزل ناسوتی آپ کے جسم سے کم ہوگئے،ترک امارتِ دنیا کرکے فقیر ہوئے۔چالیس سال تک پیر کی خدمت میں رہےاور سلوک کوتمام کیا۔

آخر عمر میں سیر وسیاحت کو نکلے اور جہاں جاتے وہاں کے بزرگ سے فوائد ظاہری وباطنی حاصل کرتے۔پیر نے ہند کی طرف بھجوایا اور خرقہ خلافت باطنی عطا فرمایا اور ایک آفتابۂ خاص اور دو تخم کھجور کے آپ کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا: ہر مقام پر وقت صبح دونوں کھجور کے تخم زمین پر لگادواوراس آفتابہ سے وہاں وضو کیا کرو، جہاں یہ تخم اُگیں گے اورسرسبز ہوں گے وہاں تم اپنا مقام کرو،اور مخلوق کی ہدایت میں مشغول ہو۔

کہتے ہیں کہ سیر کرتے ہوئے پٹن گجرات میں تشریف لائے اور دو کھجور کے تخم زمین میں بودیے،اوراس آفتابہ سے وہاں وضو کیا۔ایک دو روز میں وہ تخم سرسبز ہوگئے۔آپ نے وہاں بحسب اجازت پیرا قامت کی اور مریدوں کی تعلیم وارشاد میں مصروف رہے۔ آپ کا حال 'شرایف مقصودی' میں بخوبی لکھا ہے۔۱۳/رجب ۶۷۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور پیرانِ پٹن میں آپ کا مزار پُرانوار ہے۔

شیخ صوفی سرمست قدس سرہٗ

خلف شاہ محمد مطری فاروقی۔آپ اکابر اولیاے چشتیہ سے ہیں۔خوارقات وکرامات

میں مشہور تھے۔آپ اوائل اسلام میں دکن کی جانب تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ کافروں سے آپ نے جہاد کیا اوران کوشکست دے کر اسلام کی روشنی کو وہاں چمکایا۔ چنانچہ اسلام نے وہاں بڑوزور پکڑا۔

صدہا لوگوں نے آپ کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔ راجہ کمارام مارا گیا اور اُسی معرکہ میں بادشاہ دہلی کی طرف سے سردار لکھی خان افغان اور نعمت خان مع فوج آ پہنچے اور مسلمانوں کو اِمداد دی جس کی برکت سے اسلام نے آج وہاں قدم جمایا۔ ۱۶؍صفر ۶۸۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔سکر شاہ پور علاقہ حیدرآباد دکن میں آپ کا مزار ہے۔

سید حسام الدین تیغ برہنہ قدس سرہٗ

خلف سید خوند میر حسینی متوطن دہلی۔آپ سیدنا امام محمد تقی کی اولاد میں ہیں۔آپ مشاہیر اولیا اور اکابر صوفیہ سے ہیں۔آپ نے فیض باطنی وخرقہ خلافت اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ جب سید السادات خوند میر حسینی نے رحلت فرمائی تو آپ سجادۂ مشیخت پر بیٹھ کے مریدین کوتلقین واِرشاد فرماتے تھے۔

چند سال کے بعد عشق الٰہی نے آپ کو دکن کی طرف پہنچایا اور مقام احسن آباد گلبرگہ میں جاکر مقیم ہوئے۔ ظاہری ومعنوی فیض واِرشاد کا سلسلہ جاری رکھا۔آپ اُن متقدمین اولیا سے ہیں جنھوں نے گلبرگہ میں آکر لوگوں کوتعلیم وارشاد فرمایا۔

تیغ برہنہ یعنی ولایت کی شمشیر برہنہ ہمیشہ آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی؛ اس لیے تیغ برہنہ مشہور ہوئے۔خواجہ بندہ نواز حسینی نے آپ کے مزار سے فیض باطنی حاصل کیا ہے۔ ۲۷؍ربیع الاوّل ۶۸۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا،اور گلبرگہ میں آپ کا مزار گہربار ہے۔

سلطان سید فخر الدین قدس سرہٗ

خلف سید حسین حسینی۔ آپ مشاہیر اولیاے کرام و اکابر ساداتِ عظام سے ہیں۔ آپ کے آباؤ اَجداد سیستان کے باشندے تھے۔ بزرگِ وقت، عارفِ زماں مشہور ہیں۔ علوم ظاہری (کی تحصیل) کے بعد اپنے والد کی خدمت میں رہ کر فیض اِرادت وخرقۂ خلافت حاصل کیا۔

سید فخر الدین اُسی روز سے عبادت و یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے، سخت ریاضتیں کیں، اور مدت تک صائم رہے، ان باتوں نے آپ کے دل پر فقر و درویشی کا سکہ بٹھا دیا، دنیا کی محبت واُلفت کو بالکل ترک کر دیا، امارتِ ظاہری چھوڑ دی، اور فقیری اختیار کی۔

کہتے ہیں کہ آپ بارشاد آنحضرت ﷺ کشمیر کے راستہ سے ہوتے ہوئے عجائب وغرائب کی سیر کرتے ہوئے گجرات آئے اور بے آب ودانہ تین برس تک رو بہ قبلہ ایک جھاڑ کے نیچے کسی صحرا میں کھڑے رہے۔ تین سال گزرنے کے بعد خضر علیہ السلام اور بابا شیخ فرید گنج شکر آپ کے پاس آئے اور کہا: تمہاری ریاضت قبول ہوئی، تمھارے مرشد سرمست قلندر بابا سید مظہر ولی طبل عالم ترچنا پلی میں مقیم ہیں، جاؤ اوران کے مرید ہو جاؤ۔

کہتے ہیں کہ آپ چند رفقا کے ہمراہ طبل عالم کی خدمت میں پہنچے اوران کے مرید ہوئے۔ چند روز مرشد کی خدمت میں رہ کر تمام مراتب سلوک اور وہبی مقامات طے کر کے اشغال واذکار میں کامل ہوئے۔

مرشد کا جامِ طہور پیتے ہی دل روشن ہو گیا، عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کھل گیا۔ مناقب فخریہ میں آپ کا حال بخوبی لکھا ہے۔ ۱۷ر جمادی الثانی ۶۹۴ھ میں آپ کا وصال ہوا اور پیل کنڈہ ضلع مدراس میں آپ کا مزار معروف ومشہور ہے۔ قطعہ رحلت ؎

آں شہنشاہ بابا فخرالدیں — بود آں حق رامظہر مطلق
گفت سال وصال اُو ہاتف — کرد رحلت قلندر برحق

گنج الاسرار گاہ مست گاہ ہشیار کے نام سے آپ فقرا میں مشہور ہیں۔

شیخ منتخب الدین زرزری زربخش قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کبار اور اکابر عرفاے عالی تبار سے ہیں۔آپ نے فیض اِرادت وخرقہ خلافت شیخ فریدالدین گنج شکر سے حاصل کیا۔اور شیخ المشایخ بدایونی سے بھی علوم ِباطنی اَخذ کیا۔

آپ حضرت مخدوم برہان الدین غریب دولت آبادی کے برادر بزرگ ہیں۔جب خرقہ خلافت اور عصاے درویشی اپنے پیر سے پایا تو شیخ نے آپ کو ارشادِ خلائق دکن کے لیے مقرر کیا۔اور ایک روایت ہے کہ روانگی کے وقت نظام الدین اولیا نے اپنے سات سو مریدین–جن میں سے بعض پالکی نشین تھے–آپ کے ہمراہ روانہ کیا۔آپ نے وہاں جاکر اسلام کو رونق بخشی اور ہر ایک بزرگ کو جگہ جگہ متعین کردیا۔

سیر الاولیاء میں مسطور ہے کہ جب زرزری زربخش نے دولت آباد کے قریب کے کافروں سے جہاد کیا تو اُسی جہاد میں آپ نے شہادت پائی۔اور ایک روایت ہے کہ سلطان المشایخ بدایونی کو جب کشف سے معلوم ہوا کہ آپ شہید ہوئے تو آپ نے حضارِ مجلس سے کہا کہ تم سب دکن کو چلے جاؤ اور کفار کے ساتھ جہاد کرو۔

کہتے ہیں کہ اُس وقت آپ کے قریباً سات سو مریدین اور خلفا روانہ ہوئے اور دکن میں آکر کافروں کے ساتھ جہاد کیا۔تمام کفر کو مٹا کر اسلام کی وہاں ترقی کی،چندروز بعد جس کو جو جگہ پسند آئی وہاں سکونت اختیار کی اور مریدین کی تلقین وہدایت میں مصروف رہے۔

مشہور ہے کہ آپ کی دعا سے کوہِ دیوگیر میں کفار کے چہرے مسخ ہوگئے، اور اب تک وہ علامتیں وہاں موجود ہیں۔ آپ کے ہمراہی شیخ صلاح الدین غازی چشتی پونہ میں، مولانا منور جنیّر میں، مولانا موزنان پاش گاندا پور میں، شیخ سلیمان بابوسنیر میں، اور شاہ بدرالدین چشتی پین میں آسودہ ہیں۔ اور انھیں بزرگوں سے اسلام نے وہاں قدم جمایا اور بڑی رونق پائی۔

معارج الولایت میں تحریر ہے کہ جب آپ تہجد کے واسطے اُٹھتے تو آپ کے حجرے میں ہر شب کو ایک دستار، ایک قبا، اور ایک زرّیں کمر بند غیب سے آتا تھا، آپ کا خادم وہ قبائے زرّیں حجرے سے نکال کر خیاط کو- جو اُس وقت وہاں حاضر ہوتا- دیتا تھا۔

چنانچہ جب وہ خیاط ایک آستین اُس کی کتر کے کاٹ کے آستین لگا کر دیتا تو آپ وضو سے فارغ ہو کر اُس کو پہن لیتے، نماز اَدا کرتے پھر تن مبارک سے خادم اُس لباس کو اُتار لیتا اور وقت صبح اُس کا ٹکڑا ٹکڑا ہر ایک مسکین کو تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ جب اس کا چار انگل کا ٹکڑا بیچا گیا تو اس سے چار تولہ چاندی نکلی۔

اور دوسری وجہ تاریخ خورشید جاہی میں مرقوم ہے کہ ۱۲۰۴ھ کو نواحِ دکن میں سخت قحط پڑا، آپ کی درگاہ کے خادموں نے آپ کی روح سے اِمداد چاہی کہ اب ہم میں فاقہ کشی کی طاقت نہیں رہی اور کسی طرح کا سہارا بھی نہیں رہا، اب ہم درگاہِ مبارک کو چھوڑ کر باہر چلے جائیں گے۔

اتفاقاً آپ کے مزار کے فرشِ سنگیں کے دروں میں سے- جو جا بجا درگاہ کے حاشیے پر تھے- چاندی اور سونے کی میخیں نکل آئیں کہ ہر ایک وزن میں پانچ یا چھ تولہ کی تھیں، صبح کو خادموں نے کاٹ لیا اور آپس میں تقسیم کر لیا۔

ہر روز اسی طرح وہ میخیں نکلتی تھیں اور خادمِ درگاہ اس کو اپنے صرفے میں لاتے تھے۔ کئی روز تک ایسا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ارزانی غلہ ہوگئی۔

۷ربیع الاول ۶۹۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ روضہ متصل دکن اورنگ آباد میں آپ کا مزار پرانوار ہے، اور آج تک فیوضاتِ ظاہری و باطنی آپ کے مزار سے زائرین کو حاصل ہوتے ہیں۔

شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ

آپ سادات علوی، مشاہیر اولیاے عظام، اور صاحب تصرفات ظاہری و باطنی تھے۔ آپ نے خرقہ خلافت وفیض باطنی مخدوم علاء الدین علی احمد صابر سے حاصل کیا۔ اور بابا فرید گنج شکر سے بہت سے فوائد باطنی اَخذ کیے ہیں۔ ترکستان سے منزل بہ منزل تلاشِ مرشد میں نکلے، سفر کرتے ہوئے جب ملتان کے قریب پہنچے، تو بابا فرید گنج شکر کی خدمت میں چند روز رہ کر فیض اَخذ کیا اور خلافت بھی پائی؛ لیکن بابا نے کہا کہ میں تجھ کو مرید نہیں کرتا ہوں کیوں کہ تیری نعمت باطنی دوسرے مرشد کے پاس سے تجھ کو ملے گی۔

کہتے ہیں کہ آپ جب پیرانِ کلیر پہنچے، مخدوم خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کی خدمت میں آئے تو علی احمد صابر کی نظر پڑتے ہی مقبولِ خدا ہوگئے۔ آپ نے نہایت توجہ سے آپ کو دیکھا اور فرمایا: یہ میرا لڑکا ہے، میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ ہمارا یہ سلسلہ تجھ سے جاری ہوگا۔ پس کلاہِ چار ترکی آپ کے سر پر رکھی اور مرید کیا، اسی وقت آپ کو زمین سے عرش تک کشف ہوگیا۔

آپ نے گیارہ برس تک اپنے پیر کی خدمت کی اور وضو کرایا ہے۔ آپ نے ریاضت ومجاہدہ حد سے زیادہ کیا، نیز فقر و فاقہ اور صبر و رضا کو اختیار کیا تھا۔ چند روز میں مرتبہ اعلیٰ کو پہنچ گئے۔ آپ وہاں سے بہ اجازت پیر رخصت ہوکر دہلی آئے اور لشکر شاہی میں سواروں میں نوکر ہوگئے اور تھوڑے عرصے میں سامانِ اَمیرانہ حاصل کرلیا۔ کسی چیز کی طرف دل کا تعلق نہ رکھا، دن رات عشق الٰہی اور مجاہدۂ حق میں رہے۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن نے کسی قلعہ پر لشکر کشی کی، آپ بھی سواروں میں موجود تھے، جبکہ فتح کو دیر ہوئی تب ایک رات گرد وغبار نمودار ہوا، اَبر اور آندھی چاروں طرف سے اُٹھی، فوج اور اُمرا کے خیمے گر پڑے اور ہوا، بارش اور سردی سے آگ کسی جگہ نہ رہی، بادشاہ کے پانی گرم کرنے کے واسطے آگ نہ ملی، چینی خانہ کا سقّہ آگ کے لیے جابجا پھرتا تھا۔

دور سے دیکھا کہ ایک خیمے میں چراغ روشن ہے، نزدیک پہنچا تو معلوم ہوا کہ ایک درویش چراغ کی روشنی میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں، اور ہوا ہر چند کہ تیز تھی لیکن اس چراغ کو نقصان نہیں پہنچا رہی ہے۔ یہ دیکھتے ہی سقّہ مارے ہیبت کے زبان نہ ہلا سکا۔ آپ نے فرمایا: اگر تجھ کو آگ منظور ہے لے لے۔

سقّہ آگے بڑھا اور لکڑی آگ سے جلالی اور اپنی جگہ پر جا پہنچا۔ صبح کو دیکھا کہ وہی درویش سواروں کے لباس میں تالاب پر وضو کر رہے ہیں، جب غور سے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ وہی رات کے درویش ہیں، اور جان لیا کہ یہ تمام برکت وعظمت آپ ہی کی ہے۔

رفتہ رفتہ یہ خبر سلطان کو پہنچی۔ سلطان اور امرا سب آپ کے معتقد اور مطیع ہوئے۔ غرض! آپ کی دعا سے چند روز میں وہ قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر وہاں سے آپ اپنے پیر کے پاس آئے اور خرقہ خلافت ولایت عطا ہونے کے بعد آپ پانی پت پر سرفراز ہوئے۔

آپ کے مزاج پر ہمیشہ جلال غالب رہتا، مارے ہیبت کے لوگ خاموش ہو جاتے تھے۔ جب آپ پانی پت آئے تمامی خلایق آپ کی خدمت میں رجوع لائی اور مرید ہوئی۔ آپ برسوں تک مریدوں کی اِرشاد وہدایت میں مشغول رہے۔ شیخ جلال الدین آپ کے خلفاے کاملین سے مشہور ومعروف ہیں۔ ۱۰ر جمادی الثانی ۷۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار پانی پت میں مشہور ہے۔ [تذکرۃ المشائخ]

لعل شاہباز قلندر سیوہانی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر فقرائے کاملین سے ہیں۔ صاحب کمالاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ آپ سے خوارق وکرامات بے اختیار صادر ہوتے تھے۔ آپ اصلاً سندھ کے باشندے تھے۔ آپ کا نام سید عثمان ہے اور سادات چشتی سے ہیں۔ شیخ الاسلام بہاء الدین زکر ملتانی کے مرید وخلیفہ تھے۔

آپ کے مزاج پر جذب غالب تھا، طریقہ ملامتیہ رکھتے تھے۔ لباس سرخ پہنتے۔ اشیائے مسکرات ہمیشہ استعمال کرتے تھے۔ شہباز کا خطاب آپ کو پیر ومرشد سے عطا ہوا تھا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ آپ شیخ جمال مجرد کے مرید وخلیفہ ہیں۔ سندھ میں ایک عالم آپ کا معتقد ہے۔ ۷۲۴ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار سیوہاں ملک سندھ میں مشہور ہے۔

شیخ وجیہ الدین یوسف چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیا وقدمائے اَصفیا سے ہیں۔ سلطان المشائخ بدایونی سے فیض اِرادت وخرقہ خلافت پایا۔ جامع علوم صوری ومعنوی تھے۔ عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں ہمیشہ رہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ پیر کی خدمت میں جاتے، اپنے پاؤں سے نہ چلتے تھے بلکہ پاؤں کو آسمان کی طرف اور سر، زمین پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے چلتے تھے۔ بالآخر آپ کو پیر کی دعا کی برکت سے قوتِ طیراں حاصل ہوگئی تھی، اور بوقت حاضری ہَوا پر اُڑ کر پیر کی خدمت میں جاتے تھے۔

تکمیل کے بعد شیخ نے آپ کو مخلوق کی ہدایت کے واسطے ملک مالوہ کی طرف روانہ کیا۔ قصبہ چندیری میں آپ نے اِقامت کی اور مریدوں کی تلقین واِرشاد میں مشغول رہے۔ تمام ملک مالوہ میں آپ کے انوارِ ولایت روشن ہیں۔ ۷۲۹ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ چندیری میں آسودہ ہیں۔

مولانا فریدالدین اَدیب قدس سرہٗ

آپ مشاہیر خلفاے شیخ برہان الدین غریب سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ مدت تک پیر کی خدمت میں رہے، اور فیوضاتِ باطنی حاصل کیے۔ تمام عمر طلبہ کی تعلیم اور مریدوں کی تلقین میں گزری۔ ریاضت اور زہد وتقویٰ میں کمال حاصل کیا۔

آپ تین لقمے سے زیادہ کھاتے نہ تھے۔ زبانِ مبارک میں خدا نے ایسی برکت دی تھی کہ جو کوئی آپ کی خدمت میں آتا اُس کو تعلیم ظاہری و باطنی کی کرتے، اور چند روز میں وہ عالی درجہ پر پہنچ جاتا تھا۔

۲۹ر......۷۳۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیرونِ روضہ زرزری زربخش روضہ شریف دکن میں ہے۔ لوگ آپ کے مزار سے فیض پاتے ہیں۔

شاہ راجو قتال حسینی قدس سرہٗ

آپ کا نام سید یوسف راجا بن سید علی ہے۔ مشاہیر اولیا اور کمل عرفاے چشت سے ہیں۔ حضرت مخدوم شیخ محمود نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید و خلیفہ تھے۔ عالم باعمل، صاحب زہد وتقویٰ تھے اور ریاضت ومجاہدہ میں مشہور۔ تحفۃ النصائح، دیوانِ راجا وغیرہ آپ کی تصانیف سے ہیں۔

دہلی کے ہنگامۂ خوں ریزی (کے وقت) آپ عیال واَطفال کے ساتھ دولت آباد کی طرف تشریف لائے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ ہمیشہ لوگوں کی تعلیم واِرشاد میں مصروف رہے۔ آپ کے فرزند سید محمد حسینی گیسودراز گلبرگہ کے صاحب ولایت ہیں، جن کی ولایت وعظمت کا شہرہ تمام دکن بلکہ پورے ہندوستان میں مشہور ہے۔ ۱۵ر شوال ۷۳۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اور روضہ میں اورنگ آباد کے قریب آپ کا مزارِ پُر اَنوار ہے۔

سید علاء الدین جیوری قدس سرہٗ

خلف سید کمال الدین زید الشہید مظلوم کی اولاد میں، بڑے نامی گرامی مشائخین دکن سے ہوئے ہیں۔ آپ دہلی کی طرف سے ملک دکن میں تشریف لائے۔ آپ مخدوم عین الدین گنج العلوم جنیدی کے پیرومرشد ہیں۔ لوگ ہمیشہ آپ کے پاس آتے اور فوائد ظاہری وباطنی اَخذ کرتے تھے۔

آپ نے دولت آباد دکن میں سکونت کی تھی۔ آپ زہد وتقویٰ میں مشہور اور عبادت وریاضت میں ہمیشہ مشغول رہے۔ ۲۸ر شعبان ۷۳۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ دولت آباد میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

مخدوم شیخ حسام الدین ملتانی پروانہ قدس سرہٗ

آپ مخدوم سلطان المشائخ بدایونی کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا نامِ مبارک شیخ عثمان بن شیخ داوٗد ہے، فاروقی شیخ ہیں۔ آپ کا خطاب پروانہ ہے۔ سرآمد خلفاے نظامیہ چشتیہ، صاحب کرامات وخوارق عادات، اور قطب ولایت گجرات ہیں۔ آپ شہر پٹن میں پیر روشن ضمیر کے حکم سے تشریف لائے اور جامع مسجد کے ایک حجرے میں سکونت اختیار کی۔ ہمیشہ روزہ رکھتے، تمام شب عبادت میں گزارتے۔

آپ کا قدم تجرید وتفرید میں قائم تھا۔ اپنی درویشی کا حال ہر ایک سے چھپاتے تھے۔ ایک تہ بند باندھتے اور ایک کپڑا بدن پر اوڑھتے، سر پر ایک ٹوپی، اُس پر رسّی کا ٹکڑا لپیٹا ہوا رہتا۔ پورا دن طلبہ کو دینی کتابوں کا درس دیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ داؤد نور باف سے ایک طاقہ سفید بافتہ کا مول لیتے اور بازار میں لے جاتے اور کہتے یہ طاقہ اتنے گز اور اتنی قیمت کا ہے، فقط دو گز منافع میں لوں گا، اس کو بیچتے، افطار کے وقت دو روٹیاں خشک پکاتے، ایک بھوکے فقیر کو دیتے اور ایک آپ تناول فرماتے تھے۔

آپ نے وہاں رہ کر اسلام کو خوب پھیلایا۔ آپ سے خوارق اور کرامات بہت سی ظاہر ہوئیں۔ وہاں کے کافر بے رحم اور سخت دل تھے، آپ کی ولایت کی تیغ جلال کو دیکھ کر آپ کی خدمت میں آ کر معتقد ہوئے۔ ۷/ذی قعدہ ۷۳۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ نہر والہ پٹن میں آپ کا مزار ہے۔ [تاریخ الاولیاء]

شیخ برہان الدین غریب فاروقی قدس سرہٗ

آپ کو اَسد الاولیاء کہا جاتا ہے۔ آپ مشاہیر قدماے اولیاے کبار سے ہیں۔ آپ نے فیض اِرادت وخلافت مخدوم سلطان المشائخ بدایونی سے حاصل کیا۔ کئی سال تک پیر کی خدمت میں رہے، زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں مرتبہ کمال کو پہنچے۔ پیر کا کمالِ اَدب رکھنے کے باعث عمر بھر اُن کے وطن غیاث پور کی طرف اپنی پشت نہ کی۔

کہتے ہیں کہ سلطان المشائخ نے اپنے خلفا میں سے جو زاہد وعابد، مرتاض اور کامل تھے ہر ایک کو ہر ملک پر مقرر کیا؛ چنانچہ شیخ حسام الدین پروانہ کو ملک گجرات پر، شیخ نصیر الدین چراغِ دہلی ملک ہند پر، منتخب الدین فاروقی کو ملک دکن پر اور وجیہ الدین یوسف کو ملک مالوہ پر منصوب کیا۔

نقل ہے کہ برہان الدین کو پیر نے مجرد رہنے کی نصیحت کی تھی اور آپ کی والدہ چاہتی تھیں کہ آپ متاہل ہوں، آپ نے اسی روز سے روزہ رکھنا شروع کیا اور اپنی والدہ سے کہا کہ جب میں روزہ افطار کروں گا جو آپ فرمائیں گی، بندہ بجالاؤں گا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے کئی سال روزہ رکھا، بدن پر نہایت ضعف آ گیا، جس وقت آپ رکوع وسجود میں جاتے آپ کا مغز دماغ میں ہلتا تھا۔ آپ کی والدہ اسی ضعف میں انتقال کر گئیں۔ آپ تمام عمر تجرید وتفرید کی حالت میں رہے۔ ہزاروں لوگ آپ سے درجہ ولایت کو پہنچے۔

شہر برہان پور آپ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ر صفر ۷۳۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار خلد آباد عرف روضہ میں- جو اورنگ آباد دکن کے قریب ہے- زیارت گاہِ عالم ہے۔ اور آج تک انوارِ ولایت و برکات آپ کے مزار سے نمایاں ہیں۔

شاہ بدرالدین چشتی قدس سرہٗ

آپ سلطانُ المشائخ نظام الاولیاء بدایونی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ بھی اولیاؤں کے ہمراہ دکن کی طرف آ کر خلائق کے اِرشاد وہدایت میں مشغول ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے دکن میں آ کر کافروں کے ساتھ سخت جنگ کی ہے۔ اور اسی جہاد میں آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

کہتے ہیں کہ اُس لڑائی میں آپ کا سر قصبہ پین میں اور آپ کی لاش بے سر لڑتی ہوئی قصبہ پرینڈہ قلعہ بالا گھاٹ کے قریب پہنچی۔ کافروں کو آپ نے بہت مارا ہے۔ ایک عورت نے دیکھا کہ یہ مرد بے سر لڑ رہا ہے، تعجب سے کہتی ہوئی چل دی کہ بے سر نے سروں سے مقابلہ کیا اور ان کو تباہ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ الفاظ اُس عورت کی زبان سے نکلتے ہی آپ کی لاش زمین پر گر پڑی۔ ۷۴۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا سر قصبہ پین کوکن میں اور آپ کی لاش پرینڈہ قلعہ بالا گھاٹ میں مدفون ہے۔

شیخ اِبراہیم سنگانی قدس سرہٗ

آپ قدماے شیوخِ کاملین سے ہیں۔ حالاتِ علیہ اور مقاماتِ بلند رکھتے تھے۔ صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ تقویٰ وعبادت اور مجاہدہ وریاضت کو کمالِ درجہ پر پہنچایا۔ شیخ الشیوخ عین الدین گنج العلوم جنیدی نے آپ کو اپنی کتاب میں ادہمِ ثانی کے خطاب سے مخاطب کیا ہے۔

ملفوظ اطوار الابرار میں مرقوم ہے کہ آپ نے اوائل حال میں محبت دنیا کو ترک کر کے طریقہ صلاح و پرہیز گاری کو اختیار کیا، اور دولت آباد جا کر سید علاء الدین خوند میر حسینی جیوری کی خدمت میں چند روز رہ کر فیض اِرادت وخرقہ خلافت حاصل کیا اور شیخ شمس الدین طغانی اور شیخ منہاج الدین تمیمی انصاری سے فیوضاتِ ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ نیز گنج العلوم جنیدی سے بھی فیض یاب ہوئے۔ ۱۴؍محرم ۷۵۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار بیجاپور میں بہمن پلی کے دروازہ کے قریب ہے۔

خواجہ شیخ کمال الدین علامہ چشتی قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام شیخ عبدالرحمٰن ہے، فاروقی شیخ تھے۔ آپ کبراے اَولیا اور اعظم خلفاے شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلی سے ہیں اور انھیں کے ہمشیر زادۂ حقیقی ہوتے تھے۔ کثرتِ علم کے سبب آپ کا لقب ’علامہ‘ ہوا۔ آپ کو تجرید وتفرید بہت پسند تھی؛ مگر چراغِ دہلی کے حکم سے آپ نے شادی کی۔ تین فرزند شیخ نظام الدین، شیخ نصیر الدین اور شیخ

سراج الدین چشتی پیرانِ پٹن سے مشہور ہیں۔

آپ علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ ہمیشہ علومِ درسیہ دینیہ پڑھاتے تھے اور علومِ باطن کی تلقین دیتے تھے۔ مولانا عالم سنگ ریزہ، مولانا احمد تھانیسری، مولانا عالم پانی پتی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

مخدومِ جہانیان نے شرحِ مشارق آپ سے پڑھی ہے، اور خرقہ خلافت باطنی اپنے دادا پیر سلطان المشائخ بدایونی سے پایا ہے۔ آپ خرقہ خلافت چشتیہ اَخذ کرنے کے بعد احمد آباد گجرات تشریف لائے اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ ہزاروں نے آپ سے فیض باطنی پایا۔ ۷/ذی قعدہ ۷۵۶ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار دہلی میں چراغِ دہلی کے مزار کے پاس ہے۔

شیخ صلاح الدین غازی چشتی قدس سرہٗ

مشہور شیخ سیلان چشتی، خلف شیخ عبداللہ غازی۔ آپ صدیقی شیخ ہیں۔ درویش کامل اور فقیر مجرد تھے۔ شہر غاز کے رہنے والے، حضرت نظام الدین اولیا بدایونی کے مرید وخلیفہ تھے۔ جب کہ چودہ سو پالکے اولیا دکن کی طرف کفر وشرک مٹانے کے واسطے مخدوم منتخب الدین زرزری زر بخش کے ہمراہ آئے تھے۔ اسلام کی ترقی وعروج کے بعد ہر ایک نے ایک ایک جگہ مقرر کرلی اور وہاں سکونت کرکے لوگوں کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ آپ نے پونہ کو اپنا مسکن بنایا اور خوارقِ عادات سے کفار کو مطیع الاسلام کیا اور پونہ کا نام محی آباد رکھا۔

کہتے ہیں کہ آپ کی دعا سے پورندھر راجہ مارا گیا۔ آپ نے کافروں کے ساتھ جہاد کیا۔ جو مسجد وچبوترہ آپ کے مزار کے پاس ہے گواہی دے رہا ہے اور ہنود کے معبد کا نشان بتلا رہا ہے کہ کسی زمانے میں وہ دیول تھا؛ مگر آپ کے قدم کی برکت سے اسلام کا

گھر بن گیا۔

نقل ہے کہ جب آپ اورنگ آباد سے فقرا کے ہمراہ پونہ کے قریب پہنچے، ہمراہیوں کو بھوک لگی، کسی ایک پجاری کی گائے وہاں چرتی تھی، اس کو پکڑ لائے اور حضرت شیخ کے حکم سے ذبح کر کے کھا گئے۔ جب اس کے مالک نے سنا ڈھونڈتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا اور فریاد کی۔

کہتے ہیں کہ آپ نے اس گائے کے پوست اور سر و پاؤں ایک جگہ رکھ کر فرمایا: اُٹھ حکمت الٰہی سے۔ (چنانچہ) وہ مادہ گائے زندہ ہو کر بھاگ گئی۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام ہنود وغیرہ آپ کے معتقد ہو گئے۔

شیخ شہان، غازی سرخ ابدال، پیرمنا ابن پیر وغیرہ فقرا سب آپ کے ہمراہی تھے۔ یہ پہلوان دین پونہ میں آسودہ ہیں۔ ۶؍شعبان ۷۵۹ھ میں آپ کا وصال ہوا، محی آباد پونہ میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

خواجہ معین الدین خورد چشتی قدس سرہٗ

آپ شیخ حسام الدین سوختہ کے فرزند ہیں۔ فیض باطن وخرقہ خلافت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلی سے حاصل کیا۔ صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی اور جامع حالات وجذبات تھے۔ صفائی قلب وتزکیہ نفس آپ کو یہاں تک حاصل تھا کہ بلاتوسط غیر حضرت خواجہ خواجگان معین الحق والدین چشتی کی روحِ مبارک سے فیض و اِستفادہ کیا۔

کہتے ہیں کہ مرید ہونے سے پہلے آپ نے بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کیے اور محنت شاقہ اپنے اوپر لازم کر رکھی تھی۔ پیر کی خدمت میں جاتے ہی آپ منظور نظر ہو گئے۔ شیخ قطب الدین مخاطب چشت خاں – جو بڑے امیرِ مندومین تھے – آپ کی اولاد میں ہیں۔ اور شیخ قیام الدین بابریال – جن کو بایزید بزرگ کہتے ہیں – آپ کے چھوٹے بھائی

ہوتے ہیں۔

جب دہلی میں فتوراور شر واقع ہوا، آپ کے فرزندوں نے اجمیر سے مندومین آ کر قیام کیا اور بنابر شیخ قیام بابریال کے گجرات میں جا کر متوطن ہوئے۔ ۷۶۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار جودھن میں ہے۔

بابا اِسحٰق مغربی قدس سرہٗ

مشاہیر مشائخین کبار اور اولیاے نامدار سے ہیں۔ شیخ محمود مغربی کے مرید وخلیفہ تھے، عظیم القدر اور عالی ہمت نیز صاحب کشف وکرامات ودرجات تھے۔ آپ نے چالیس حج عالم تجرید میں کیے۔

کہتے ہیں کہ بابا اسحٰق مغربی اپنے پیر کی وفات کے بعد کئی روز تک پیر کے مزار کے پاس تھے، ہر روز خانقاہ سے خادم آتا اور فقرا کا خرچ مانگتا، بابا اسحٰق اپنے پیر کی قبر کی طرف ہاتھ کرتے اور پایانِ قبر سے روزانہ خرچ مبلغ لے کر خادم کو دیتے تھے۔

غرض! عشق وشوقِ الٰہی میں ہندوستان کی طرف آئے، اجمیر میں قیام کیا اور (اپنے دن) فقر وفاقہ سے گزارے۔ اپنی ولایت کو ہمیشہ مستور رکھتے تھے۔

کہتے ہیں کہ سلطان فیروز آپ کی خدمت میں پہنچا اور مرید ہوا، بس اُس روز سے لوگوں کا آپ سے بیعت لینا جاری ہوا۔ شیخ احمد کھٹو مغربی آپ کے کمل خلفا سے مشہور ہیں۔ ۱۷ رشعبان ۷۶۳ھ میں رحلت فرمائی۔ قصبہ کھٹو میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

شیخ لطیف الدین دریانوش قدس سرہٗ

آپ مشاہیر عرفا اور اکابر اولیا سے ہیں۔ سلطان المشائخ بدایونی سے فیض یافتہ

تھے۔ صاحب خوارق عادات وکشف وکرامات تھے۔ ریاضت ومجاہدہ، زہدوتقویٰ اور اشغال واَذکار میں ہمیشہ مستغرق رہتے اور مریدوں کی تربیت وارشاد میں نہایت کوشش فرماتے تھے۔

ایک وقت جذب وعشق کی حالت میں ندی کے کنارے نکل گئے، تشنگی غالب تھی، ندی کی طرف دیکھا، ندی کا تمام پانی خشک ہوگیا۔ آپ کی برکت سے ہزاروں نے درجہ اعلیٰ پایا۔ حضرت خواجہ رکن الدین کانِ شکر سے بھی فیض باطنی صحبت میں اَخذ کیا۔ بزرگ عالی ہمت تھے اور ملک دکن مالوہ آپ کے فیض باطنی سے مملو (لبریز) ہے۔

سید سلطان براوچیت قدس سرہٗ

شاہ بھڑوچی مشہور تھے۔ بزرگ، عارف باللہ، خدا آگاہ، درویش، اہل دل، اور صاحب خوارق وتصرفات ہیں۔ شیخ علاء الدین چشتی شطاری اجودھن کے مرید وخلیفہ تھے۔ نعمت مشرب چشتیہ وشطاریہ سے فیض یاب تھے۔ ستر عورت کہ جتنا ضروری ہے اتنا کپڑا بدن پر رکھتے، سر برہنہ رہتے، کبھی جماعت فقرا کے ساتھ پھرتے اور کبھی آزادانہ رہا کرتے تھے۔ توکل، اور صبر وقناعت میں قدم خوب جما رکھا تھا۔ دنیا داروں سے بالکل نفرت تھی۔ ذکر جہر کا آپ کو بڑا شوق تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ایک ہندو عورت سے محبت کی، اور اس کو مسلمان بنا کر اپنے عقد نکاح میں لایا تھا۔ حاکم شہر سورت محمد زماں سے قوم ہنود نے درخواست کی، حاکم نے شیخ کو کہلا بھیجا کہ وہ ہندو کی عورت کو گھر سے باہر نکال دیں۔ کہتے ہیں کہ شیخ نے تلوار ہاتھ میں پکڑی اور کہنے لگے کہ وہ مسلمان ہوئی ہے، اب کافر کو دینا مناسب نہیں، اگر جنگ کا اِرادہ ہے سامنے آیئے۔

کہتے ہیں کہ آپ کا ایسا رعب پڑا کہ حاکم اور اس کے اہل کاروں نے دوبارہ اس بارے میں آپ سے گفتگو نہ کی بلکہ آپ کی بزرگی اور فقر کے قائل ہوئے۔ بھڑوچ میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ حسن خطیب قدس سرہٗ

آپ مشہور بہ صاحب ولایت ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ بدایونی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ بزرگ وقت، عارفِ زماں، جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ آپ نے دہلی میں رہ کر ریاضت ومجاہدہ کیا۔ تکمیل کے بعد پیر نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرما کر دھولقہ میں دین محمدی کی ترویج کے واسطے بھیجا۔ کہتے ہیں کہ آپ کے آنے سے وہاں اسلام نے بڑی رونق پائی۔ آپ نے شاہ عیسیٰ جون پوری سے بھی فیض باطنی حاصل کیا۔ ۱۷ ر ذی قعدہ ۷۶۴ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار دھولقہ گجرات میں ہے۔

شیخ جلال الدین محمود پانی پتی قدس سرہٗ

آپ اعظم مشائخین واکابر اصحابِ عرفان سے ہیں۔ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی سے فیض اِرادت وخرقہ خلافت چشتیہ پایا۔ آپ کا اصل نام محمد بن محمود ہے، شیوخِ عثمانی نسب سے ہیں۔ جذب واِستغراق حضرت کے مزاج پر اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت بے ہوش پڑے رہتے۔ نماز کے وقت خدام بہ آوازِ بلند حق حق آپ کے کان میں کہتے تو وہ ہوش میں آ کر نماز اَدا کرتے تھے۔

چالیس اولیاے کامل اُن کے خلیفہ تھے جن سے علاحدہ سلسلے جاری ہوتے ہیں۔ کتاب 'زادالابرار' آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ آپ کے مطبخ میں ایک ہزار آدمی

سے کم کھانا نہیں کھاتے تھے، جب کم ہوتے شہر سے آدمی بلائے جاتے اور جب کبھی سفر میں ہوتے تو ایک ہزار آدمی کا کھانا غیب سے نمودار ہوتا تھا۔۷۶۵ھ میں آپ نے وفات پائی۔ پانی پت میں آپ کا مزار مشہور ہے۔ [حدیقہ]

سید محمود بحار قدس سرہٗ

آپ اولیاے کاملین متقدمین سے ہیں۔ سید ناصرالدین شہید سون پتی کی اولاد میں تھے۔ علم ظاہری و باطنی میں جامع و مکمل تھے۔ سب علموں میں آپ کو دست گاہِ کامل تھی؛ اس لیے بحار مشہور ہوئے۔

آپ کا لقب محی العظام ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کسی بڑھیا بیوہ کا لڑکا سفر میں گیا تھا، گم ہو گیا۔ جب چند ماہ گزرے، بڑھیا کو اُس کی خبر نہ ملی تو آپ کی خدمت میں آ کر بے قرار ہو کر رونے لگی اور عرض کی: حضرت! میں ضعیف بیوہ ہوں، میرا دنیا میں کوئی نہیں رہا، صرف ایک بیٹا تھا جسے میں نورِ دیدہ اور گھر کا چراغ جانتی تھی، گم ہے، آپ دعا کیجیے کہ خدا مجھ سے اُس کو ایک بار ملائے۔

آپ نے کشف سے معلوم کیا کہ اس کا فرزند مر گیا ہے۔ علاوہ خشک ہڈیوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے جناب باری میں بڑے عجز سے دعا کی کہ خداوندا! مجھ پر اور اس ضعیف بیوہ پر رحم کر اور اس کو اس کے فرزند سے ملا۔

کہتے ہیں کہ آپ کی دعا خدا کی بارگاہ میں مستجاب ہوئی، سوکھی ہڈیوں میں خدا نے جان ڈال دی اور چند روز میں اُس کی ماں سے ملا دیا۔ (اس طرح آپ نے) علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل کا راز اِفشا کر دیا۔ ۲۲ ؍صفر ۷۷۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار دہلی میں زیارت گاہِ عالمیاں ہے۔

سید ابوبکر قدس سرہٗ

آپ مشاہیر علما واکابر اولیا سے ہیں۔ ولی کامل، عالم فاضل، جامع علوم ظاہری وباطنی اور مصدر تصرفات وخوارقات تھے۔ آپ مخدوم شمس الدین میراں کے اُستاد ہیں۔ اس ملک کے کفار ومشرکین نے آپ کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔

آپ کی ذات صاحب عظمت وبرکت تھی۔ ۱۶؍رجب ۷۷۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ موضع ارک تعلقہ مرچ مرتضٰی آباد میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

مخدوم شیخ رکن الدین احسن آبادی قدس سرہٗ

خلف شیخ سراج الدین۔ آپ عبدمناف کی اولاد میں، مشاہیر متقدمین مشائخین دکن سے ہوئے ہیں۔ آپ سے تصرفات وخوارق عادات بہت جاری ہوئے۔

آپ سلطان حسن کانگو بہمن بادشاہ کے زمانۂ سلطنت میں احسن آباد گلبرگہ میں تشریف لائے اور وہاں متوطن ہوئے۔ آپ کی ذات سے بہت لوگ مستفیض ہوئے۔ سلطان دکن وامراوروسا سب آپ کے مرید ومعتقد تھے۔

آپ نے فیض اِرادت اور خرقہ خلافت سید علاء الدین علی جیوری سے - جو دولت آباد میں مقیم تھے - جاکر حاصل کیا اور بارہ برس اُن کے حضور میں رہ کر مراتب سلوک کے تمام درجات طے کیے۔ مجاہدہ وریاضت اور عبادتِ الٰہی میں کر کے مرتاضِ وقت ہوئے۔

اس کے بعد بامر مرشد موضع کونجی المعروف کُرچیان میں آکر پینتالیس برس رہے، اور لوگوں کو اِرشاد وبیعت فرماتے رہے، پھر گل برگہ جاکے علَم ہدایت بلند کیا اور ایک عالم کو فیض پہنچایا۔ ۹؍شوال ۷۸۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ کرچیاں میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ اکثر لوگ آپ کے مزار سے فیض پاتے ہیں۔ [تاریخ الاولیاء]

شاہ بابو چشتی قدس سرہٗ

خلف شیخ عمر چشتی۔ آپ مشائخین عالی تبار برار سے ہیں۔ حضرت شیخ علاء الدین سندھی چشتی سے بیعت کی، ریاضت ومجاہدہ واشغال واذکار کی تکمیل کے بعد خرقہ خلافت چشتیہ کی نعمت پایا۔ اور پیر روشن ضمیر کے حکم سے ملکوں کی سیر وسیاحت کی۔

عہد سلطان محمد تغلق ۷۸۰ھ میں برار کی طرف آئے، اور کسی جنگل میں سکونت کی۔ بارہ برس کامل آپ نے وہاں ریاضت کشی میں گزارا، جب سلوک میں قدم رکھا۔ لوگوں کے اِرشاد وہدایت میں مشغول ہوئے، شب وروز تلاوتِ قرآن مجید اور اَدائے فرائض ونوافل اور اشغال واَذکار میں مصروف رہے۔

ہزار ہا لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ۱۱ر شوال ۷۹۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ملک برار پائیں کوہ واتوں میں آپ کا مزار پُر اَنوار ہے۔

مخدوم کمال الدین قزوینی قدس سرہٗ

آپ ساداتِ حسینی سے ہیں۔ خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز سے آپ نے فیض وخرقہ خلافت پایا۔ عالم ربانی اور عارف کامل تھے۔ چند رسائل آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔

مخدوم شاہ عالم احمد آبادی آپ کی ملاقات کے لیے بھڑوچ میں تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ ایک اربعین کامل آپ کی خدمت میں رہے اور اشغال واذکار سیکھا۔ آپ نے شاہ عالم بخاری کو ایام طفلی میں دیکھا تھا کہ آثارِ ولایت آپ کی رفتار سے نمایاں تھے۔ آپ کے والد مخدوم قطب عالم بخاری کی خدمت میں ظاہر کیا کہ یہ لڑکا صاحب ولایت ہوگا۔ غرض! چند روز کے بعد آپ کی بزرگی کا شہرہ چار دانگ ہندوستان میں پھیل

گیا۔۲۴؍شعبان ۷۹۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔شہر بھڑوچ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [سیر الاولیاء]

سید حسام الدین قتال زنجانی قدس سرہٗ

سید السادات مشہور ہیں۔آپ متقدمین اولیاے کبار سے ہیں۔صاحب تصرفات ظاہری و باطنی اور جامع حالات عجیب وغریب تھے۔مخدوم میر اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید وخلیفہ ہیں۔آپ نے پونہ میں آکر سکونت اختیار کی اور مدت تک ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔جب آپ درجۂ کمالِ ولایت پر پہنچے، لوگوں کے نزدیک مقبولیت عام ہوئی، ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فیض ظاہری و باطنی پایا۔

کہتے ہیں کہ آپ کے قدم کی برکت سے پونہ میں اسلام آیا۔اور آپ نے ہنود کے تمام بت خانے اور معابد توڑ کر جابجا اسلام آباد کیا۔آپ کی بزرگی وعظمت آپ کے مزار سے ظاہر ہے۔۷۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔مزار پونہ عرف محی آباد میں ہے۔ [ریاض الاولیاء]

شیخ عین الدین گنج العلوم جنیدی قدس سرہٗ

آپ بیجاپور کے مشایخ کرام وبزرگانِ عظام سے ہیں۔جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔قطب الوقت، عارف باللہ، اور صاحب کشف وکرامات وحالات تھے۔سلطان علاء الدین حسن گانگو بہمن آپ کے زمانے میں تخت نشین ہوا۔روسا واُمرا آپ کے معتقد تھے۔ایک سو بتیس (۱۳۲) کتابیں آپ کی تصانیف سے ہیں۔

خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز اور مخدوم شاہ زین الدین دولت آبادی کے والد ماجد شیخ

حسین آپ کے شاگردوں سے ہیں۔ سید خوند میر علاء الدین حسینی جیوری جو اُس وقت دولت آباد میں شیخ الوقت کہلاتے تھے، آپ کے پیر طریقت ہوتے ہیں۔

آپ شیخ منہاج الدین تمیمی انصاری احسن آبادی اور شیخ شمس الدین لامغانی وغیرہ بزرگانِ دین سے مستفیض ہوئے۔ ۷۳۷ھ میں عین آباد سکھر کو تشریف لائے۔ پھر ۷۷۳ھ میں بیجاپور کو تشریف لاکر سکونت اختیار کی اور طالبانِ حق کی تکمیل میں سرگرم رہے۔ کشف و کرامات اور خوارقات آپ سے بہت ظاہر ہوئے ہیں۔ ۲۷ر جمادی الآخر ۷۹۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیجاپور میں مشہور ہے۔ [روضہ]

خواجہ شمنا میراں قدس سرہٗ

آپ کا نام خواجہ سید شمس الدین ہے۔ اکابر اولیاے کاملین اور مشاہیر اصفیاے واصلین سے ہیں۔ ساداتِ زیدیہ صحیح النسب سے ہیں۔ صاحب معارف اسرارِ بلند و مقاماتِ ارجمند تھے۔ خوارق عادات آپ سے بہت ظاہر ہوئے۔ آپ نے فیض اِرادت وخرقہ خلافت چشتیہ حضرت خواجہ سید زین الدین داؤد چشتی سے حاصل کیا۔

آپ کے والد سید میراں بڑے عارف باللہ بزرگ تھے اور خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید تھے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ عرب سے ہند کی طرف آئے، دہلی میں آکر سکونت کی، بارہ ہزار مریدین آپ کے ہمراہِ رکاب تھے۔ ہند میں کئی جگہ کافروں کے ساتھ آپ کا جہاد ہوتا رہا، کافروں کو مغلوب کرتے رہے اور وہاں مسلمان کو حاکم مقرر کردیتے تھے؛ چنانچہ کئی جگہ مشرکین جب آپ کے ہاتھ پر تلقین اسلام پاکر مرید ہوئے تو ان کو اُن کا ملک واپس دے دیا۔

کہتے ہیں کہ خواجہ شمس الدین شمنا میراں حسینی بیدر کے درمیان کافروں کے ہاتھ سے

جہاد میں شہید ہوئے۔ مشہور ہے کہ تمام قسم کے جادو سحر، منتر اور زہر مار و گزدم آپ کا نام لینے سے دفع ہو جاتے تھے، اور آپ کے نام میں خدا نے ایسی تاثیر بخشی ہے کہ جہاں ایک مرتبہ آپ کا نام لیا گیا پھر وہاں اَرواحِ خبیثہ کا پتا نہیں رہتا اور سب بھاگ جاتے ہیں۔ ۲۱ رجب ۷۹۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مرچ مرتضیٰ آباد میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ عوام بڑی بڑی دور سے وہاں آتے ہیں اور اپنے مطلب پر فائز ہوتے ہیں۔

سید حسین خادم عریضی قدس سرہٗ

آپ سلطان المشائخ بدایونی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید محمود مرباط ہے۔ جعفری سادات سے مشہور ہیں۔ نقل ہے کہ جب سلطان المشائخ نے ولایت گجرات مخدوم شیخ حسام الدین ملتانی کو سپرد کی، اور وہاں کا قطب اُن کو بنایا اور وصیت کی کہ اے مخدوم! شہر میں لوگوں کو ہدایت و اِرشاد تم کیا کرو، اور سید حسین خادم کو دیہات میں رہنے والوں کی ہدایت کے واسطے روانہ کیا۔ یہ کام اُن کے وقوع میں آئے گا۔ چنانچہ آپ نے دعوتِ اسلام سے تمام ملک گجرات کو روشن کر دیا۔

۷۳۰ھ میں آپ پٹن تشریف لائے اور پیر روشن ضمیر کی وصیت کے مطابق تمام عمر دعوتِ اسلام اور مریدوں کی تلقین میں گزار دی۔ غرۂ جمادی الثانی ۷۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار شہر نہر والہ پٹن میں مشہور ہے۔ [حدیقہ]

مولانا یعقوب چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کاملین اور عرفاے متصرفین سے ہیں۔ مولانا شیخ زین الدین داؤد شیرازی دولت آبادی چشتی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات و خوارق عادات (آپ کے) ملفوظ میں مرقوم ہیں۔

جب آپ پٹن تشریف لائے، علم تصوف وسلوک اور وجد وسماع کا چرچا شروع ہوا، وہاں کے کمال الدین نامی قاضی نے باتفاقِ علماے اس کے بدعت ہونے میں آپ سے مباحثہ کیا۔ آخرش نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہر پیران پٹن سے آپ نکالے گئے، اور مدینہ طیبہ کی طرف چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہاں کی اِقامت کی درخواست کی، حکم ہوا کہ ولایت گجرات تمھارے حوالے ہے اور قاضی کمال الدین جو مانع امر مباح کا ہے چند روز میں تمھارا مرید ہوگا۔

کہتے ہیں کہ آپ بہ اجازت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر پٹن کو تشریف لائے اور وہاں سکونت کی۔ وہی مجلس سماع جیسے پیرانِ چشت کیا کرتے تھے جاری کیا۔ آپ کے تصرفات ظاہری وباطنی دیکھ کر قاضی کمال الدین نے توبہ کی اور آپ کا مرید ہوا اور نعمت خلافت باطن حاصل کی۔

چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت برہان الدین قطب عالم بخاری احمد آبادی کو نعمت وفیض چشتیہ قاضی کمال الدین سے پہنچا ہے۔ ۱۲؍ جمادی الآخر ۸۰۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ پیرانِ پٹن نہر والہ میں آپ کا مزارِ پرانوار ہے۔

سید علاء الدین ضیا حسینی قدس سرہٗ

آپ سید ضیاء الدین کے فرزند ہیں۔ مشاہیر مشائخین دکن سے ہیں۔ شیخ رکن الدین آحمد آبادی چشتی سے فیض اِرادت اور خرقہ خلافت چشتیہ پایا۔ عابد وزاہد، جامع شریعت وطریقت، اور صاحب تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ لوگوں کو جو بھی مشکل درپیش ہوتی آپ سے حل ہو جاتی تھی۔ آپ کا آستانہ مرجع خاص وعام تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ حافظ قرآن تھیں۔ بڑی عابدہ وزاہدہ بھی تھیں۔

چنانچہ جب آپ تولد ہوئے خود بھی حافظ قرآن ہوئے۔ ہمیشہ لوگوں کے ارشاد وہدایت میں مشغول رہتے۔ آپ کا صبر ورضا اور توکل وقناعت نہایت مضبوط تھا۔

آپ کبھی کسی دنیادار کے گھر نہیں گئے اور نہ اُن کی جانب توجہ کی۔ آپ کے خلفا میں سید نظام الدین، ادریس شاہ، نعمان چشتی، شیخ پنہاری اور خواجہ حسین وغیرہ مشہور ہیں۔ ۸۰۱ھ میں آپ نے انتقال کیا۔ دولت آباد میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ شاہ بارک اللہ چشتی فاروقی قدس سرہٗ

آپ کمل بزرگانِ چشتیہ سے ہیں۔ شیخ المشائخ نظام الدین اولیا بدایونی کے مرید وخلیفہ تھے۔ زہد وورع اور تقویٰ میں بے نظیر، فقر وفاقہ اور صبر وتوکل میں درجۂ بلند رکھتے تھے۔ قطب عالم بخاری کے ہم عصر تھے۔

کہتے ہیں کہ شاہ عالم کا خطاب حضرت قطب عالم بخاری کے فرزند سید سراج الدین کو آپ سے عنایت ہوا اور اسی روز سے شاہ عالم مشہور ہوئے۔ اس کا خلاصہ تذکرہ اولیاے احمد آباد میں مرقوم ہے۔ آپ کا مزار احمد آباد میں حاجی پورہ میں مشہور ہے۔

مخدوم شیخ زین الدین داؤد شیرازی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر علما واکابر اولیا سے ہیں۔ فیض اِرادت اور خرقہ خلافت چشتیہ اسد الاولیاء حضرت برہان الدین غریب دولت آبادی سے اَخذ کیا۔ تمام عمر مرشد کی خدمت میں بسر کی۔ علم تصوف وحقائق کے دریا تھے۔ آپ کی ولادت کی خبر چند اولیا نے دے کر متواتر کہا ہے کہ آج ایک لڑکا شیراز میں تولد ہوا ہے، بڑا صاحب ولایت وعظمت ہوگا، وہ دراصل آپ کی ذاتِ بابرکات تھی۔

خواجہ عثمان ہارونی نے اپنی وفات کے وقت دو خرقے خواجہ معین الدین کے حوالے کیے اور فرمایا: ایک خرقہ تمھارا ہے اور ایک خرقہ تم اپنے پاس امانت رکھو، شیخ زین الدین داؤد شیرازی یہاں آئیں گے، ان کو دے دینا۔

چنانچہ خواجہ معین الدین چشتی کی وفات کے بعد وہ خرقہ حضرت بختیار اوشی کے پاس رہا، پھر بابا فرید الدین گنج شکر کے پاس وہ خرقہ امانت رکھا گیا، پھر خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی کے پاس وہ خرقہ رہا، پھر سلطان المشائخ نے وہ خرقہ بطور امانت شیخ برہان الدین غریب چشتی کے حوالے کیا۔ جب یہ بزرگ چندروز کے لیے دولت آباد آئے اور خدمت میں آکر مرید ہوئے تو آپ نے حسبِ وصیتِ پیر خرقہ امانت آپ کے حوالے کیا۔

آپ نے اس سلسلہ کو دکن میں بڑی زینت بخشی۔ چنانچہ سید شمس الدین میراں حسینی آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔ ۸۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار دولت آباد میں ہے۔ [حدیقہ]

میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

آپ اکابر مشائخین عظام اور مشاہیر ساداتِ کرام سے ہیں۔ مخدوم علاء الحق بنگالی سے آپ نے فیض باطنی اور نعمت خلافت پائی۔ آپ کے والد سلطان ابراہیم' سمنان کے بادشاہ تھے۔ آپ نے والد کی رحلت کے بعد اپنے تخت دنیوی پر جلوس فرمایا۔ چندروز بعد دل میں ایک قسم کا اِنکار پیدا ہوا، تخت سلطنت کو ترک کر کے فقر کو اختیار کیا۔

لطایف اشرفی میں لکھا ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے۔ سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ چودہ برس کی عمر میں جمیع علوم ظاہری سے فراغت پائی۔ پھر مخدوم رکن الدین علاء الدولہ سمنانی کی خدمت میں آکر چندروز قیام فرمایا اور اُن سے فوائد باطنی حاصل کیے۔ بارہا خضر علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی اور اُن سے فیض اَخذ کیا۔

بشارت المریدین مکتوبات وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے ہیں۔ ۲۷؍محرم ۸۰۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ کچھوچھہ میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔ سید عبدالرزاق آپ کے خلفا میں سے مشہور ہیں۔ آپ کا مزار فیض بخشِ زائرین ہے۔

شاہ داورالملک عرف شاہ داول قدس سرہٗ

خلف محمود قریشی۔ آپ بڑے کامل اور واصل باللہ تھے۔ حضرت مخدوم شاہ عالم بخاری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ نہایت متقی، پرہیزگار، حق پرست، نیک کرداراور لباسِ دنیوی میں اموراتِ آخرت حاصل کرتے تھے۔ آپ اعظم اُمرائے سلطان محمود بیگڑہ گجرات کے ہیں۔ ہرروز مخدوم شاہ عالم بخاری کی خدمت میں رہتے۔

ایک روز مخدوم شاہ عالم وضو کر رہے تھے اور داورالملک اپنے ہاتھ سے پانی ڈال رہے تھے، اسی وقت شاہزادہ ملک دکن جو برص کے مرض میں مبتلا تھا حضرت شاہ عالم کی خدمت میں آیا اور شفا کے لیے درخواست کی۔ شاہ عالم نے طہارت سے فراغت کے بعد چند قطرات پانی کے شاہزادہ پر چھڑکے۔ کہتے ہیں کہ اُس کا وہ مرضِ برص بالکل جاتا رہا۔

پھر داورالملک نے فرمایا کہ اکثر لوگ حضرت مخدوم خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی خدمت میں آتے اور دعا کے طالب ہوتے تھے۔ حضرت خواجہ خواجگان نے عوام کی ضرورت پوری کرنے کے واسطے یہ کام حضرت مخدوم سالار مسعود غازی کی روح کے سپرد کردیا تھا، اسی طرح مخدوم شاہ عالم نے لوگوں کے مطالب برلانے کے جملہ امورات آپ کے سپرد کردیے تھے۔

مرقوم ہے کہ سلطان محمود گجراتی نے تھانہ قصبہ امروں کی طرف لشکر کے ہمراہ آپ کو بھیجا اور آپ نے وہاں جاکر کافروں کو مطیع اسلام کیا، اور آخرش اسی جہاد میں آپ نے کافروں کے ہاتھ شہادت پائی۔ دین کے بڑے پہلوان تھے۔ ۲۱؍ذی قعدہ ۸۰۹ھ کو

شہید ہوئے۔ قصبہ امروں، گجرات میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔ ہزار ہا لوگ آپ کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔

سید محمد اکبر حسینی قدس سرہٗ

خلف سید محمد حسینی گیسو دراز۔ آپ بزرگانِ کاملین سے ہیں۔ جمیع علوم معقول کی اپنے والد ماجد سے تحصیل کی۔ کہتے ہیں کہ جب آپ تولد ہوئے، ابدالوں نے آپ کے والد کی خدمت میں آکر مبارک باد دی اور شجر تجلی کا میوہ آپ کی نذر کیا۔

سید محمدی میں مذکور ہے کہ آپ کی ایام خوردسالی میں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جب سے آپ کو عشق و ذوق پیدا ہوا اور ایام طفلی سے آپ عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ نے فیض اِرادت اور خرقہ خلافت چشتیہ اپنے والد ماجد سے اَخذ کیا۔ آپ سے ملک دکن کی جماعت کثیر نے فیض باطنی حاصل کیا ہے۔ ۱۰ ربیع الثانی ۸۱۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار گلبرگہ احسن آباد میں ہے۔

حاجی شاہ قوام الدین چشتی قدس سرہٗ

خلف ظہیر الدین عباسی۔ آپ مشاہیر اولیاے متقدمین اور اکابر صوفیاے کاملین سے ہیں۔ حضرت خواجہ مخدوم نصیر الدین محمود چراغِ دہلی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ جامع علومِ ظاہری و باطنی، مصدرِ کرامات و مخزنِ خوارقات ہیں۔ برسوں سید السادات کی خدمت میں رہے اور فوائد باطنی حاصل کیا۔ حرمین شریفین جا کر وہاں کے مشائخین وقت سے بھی مستفیض ہوئے۔ نیز دمشق میں شیخ قطب الدین دمشقی مصنف رسالہ مکیہ سے اذکار

واشغال سیکھا۔

آپ کا تجرید وتفرید مشہور ہے۔ آپ کے اندر توکل اس قدر تھا کہ ایک روز مجلس سماع میں آپ کو ذوق وشوق پیدا نہ ہوا، دل میں خیال گزرا کہ شاید گھر میں دنیوی اسباب رکھا ہے، جب اچھی طرح سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کی منکوحہ حاملہ کے واسطے گھر میں پارۂ قند سیاہ رکھا ہوا تھا۔ اسی وقت اس کو خرچ میں لایا تو دل کو قرار وآرام ہوا۔

کتابوں میں آپ کے عجیب وغریب حالات مرقوم ہیں۔ مخدوم شیخ سارنگ چشتی آپ کے مشہور خلفا میں ہیں۔ شیخ مبارک بجنوری کے سبب آپ نے لکھنو میں آ کے قیام کیا اور وہیں ۲۰ رشعبان ۸۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ لکھنو میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

خواجہ شیخ سراج الدین چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیا سے ہیں۔ فیض اِرادت وخلافت اپنے والد ماجد خواجہ شیخ کمال الدین علامہ سے حاصل کیا، اور نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے بھی خلافت باطنی پایا تھا۔ آپ جامع علوم ِظاہر وباطن تھے۔

چار برس کی عمر میں شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلی کے مرید ہوئے۔ شیخ سراج الدین کی زوجہ کا نام بی بی صفیہ تھا، جو شیخ یحییٰ بن شیخ لطیف الدین دریانوش کی بیٹی تھیں۔ اور یہ لطیف الدین دریانوش بزرگِ عصر چراغِ دہلی کے مشاہیر خلفا میں سے تھے۔

غرض! آپ بزرگِ وقت، اور عارف باللہ تھے۔ آپ سے سلسلہ چشتیہ کا فیض ایسا جاری ہوا کہ تمام اطرافِ عالم میں اُس کے فیض کی نہریں آج تک جاری ہیں۔ ۲۱ر جمادی الاول ۸۱۷ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار قلعہ پیران پٹن نہر والہ محلّہ برکات پورہ میں مشہور ہے۔ آپ کا مزار مطلب برآری کے لیے گویا مجرب ہے۔

شیخ نور قطب عالم بنگالی قدس سرہٗ

آپ کا نام احمد اور لقب نور الحق ہے۔ خلف شیخ عمر عرف علاء الدین علاء الحق بنگالی۔ آپ مشاہیر اولیاے عظام سے ہیں۔ صاحب ولایت وخوارقِ عادات وکرامات تھے۔ ہمیشہ رویا کرتے اور شوقِ سماع میں ذوق پاتے تھے۔ مریدوں کی تربیت میں بے نظیر تھے۔ اپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں تربیت پائی اور فیض اِرادت وخلافت چشتیہ حاصل کیا۔

والد ماجد کی خانقاہ کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ کامل آٹھ برس اپنے پیر کے گھر میں ہیزم کشی کی ہے۔ ایک روز والد نے دیکھا کہ پشتارہ ہیزم آپ سر پر لا رہے ہیں، فرمایا کہ اے پشتارۂ ہیزم! تجھ کو شرم نہیں آتی کہ میرے نورِ چشم کے سر پر بوجھا رکھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اُسی وقت وہ پشتارا ہیزم ہوا پر ہو گیا اور گھر میں آنے تک سر سے علاحدہ تھا۔

ریاضت ومجاہدہ کا آپ کو اتنا شوق تھا کہ طاقت بشری سے باہر ہے۔ مدت تک آپ نے نمازِ معکوس پڑھی ہے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ دور دراز ملکوں میں پہنچا۔ آپ کی خدمت سے ہزار ہا لوگ فیض یاب ہوئے۔ ۱۰/ ذی قعدہ ۸۱۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ پنڈوہ میں آپ کا مزار مشہور ہے۔

شیخ علم الدین چشتی قدس سرہٗ

آپ اپنے والد ماجد شیخ سراج الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ نیز حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز سے بھی فیض ونعمت خلافت رکھتے تھے۔ بڑے عابد وزاہد، جامع کمالاتِ ظاہری وباطنی، صاحب کشف وکرامات ومقاماتِ بلند تھے۔ پیرانِ پٹن میں خانقاہ کے درمیان طالبوں کو شب وروز علوم باطن کا درس دیا کرتے تھے۔

آپ کا سینہ انوار واسرارِ الٰہی کا مخزن بنا ہوا تھا۔ کوئی طالب خدا آپ کے در سے محروم نہ جاتا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض پایا ہے۔ ۲۶؍صفر ۸۱۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار پیرانِ پٹن محلّہ برکات پورہ میں واقع ہے۔ اب تک آپ کے مزار سے لوگ فیض پاتے ہیں اور آپ کے وسیلے سے اپنے مراد و مقصد کو پہنچتے ہیں۔

سید احمد بخاری مرتضٰی آبادی قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام سید علاء الدین بندگی الاسلام ہے۔ آپ مخدوم جہانیان جہاں گشت کی اولاد میں ہیں۔ آپ عالم علوم ظاہری و باطنی تھے۔ سید عبداللہ سلیمی سے علم ظاہری کو حاصل کیا۔ چوبیس برس کی عمر میں سید شاہ کمال الدین قادری کی خدمت میں رہ کر بغداد آئے اور دو برس میں فیوضاتِ باطنی اَخذ کیے، نیز قادریہ، سہروردیہ وغیرہ کی اجازت وخلافت حاصل کی۔ چندروز ملک عرب کی سیر کرتے رہے۔

دو مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، پھر وہاں سے بندر سورت میں آکر قیام فرمایا۔ اور وہاں کے لوگوں کو فیض پہنچایا۔ وہاں سے موضع کونجی میں تشریف لائے اور شیخ سراج الدین جنیدی سے کسب فیض کیا۔ وہاں سے موضع مرچ میں آکر سکونت اختیار کی۔ مریدین کے ارشاد وہدایت مین مشغول ہوئے۔ سلطان فیروز شاہ آپ کا معتقد تھا۔ ۲۵؍ربیع الثانی ۸۲۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مرچ میں ہے۔

سید سکندر بن سید مسعود ترمذی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ مخدوم جہانیان جہاں گشت کے مرید وخلیفہ تھے۔ خوردسالی سے حضرت مخدوم اوران کی والدہ بی بی مریم کی خدمت میں رہا کرتے۔

ایک شب حضرت مخدوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوخواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں: مخدوم تونے عہد کیا ہے کہ سیدزادہ سے خدمت نہ لوں گا، پھرتونے کیوں سید زادے کوخدمت میں رکھا ہے؟۔

مخدوم نے عرض کی کہ کون سیدزادہ میری خدمت میں ہے؟۔تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا نام سیدسکندرفرمایا۔جب صبح ہوئی تو آپ نے خادموں کے ذریعہ ان کوڈھونڈوایااور پوچھا کہ تم نے کیوں ظاہر نہ کیا کہ میں سید ہوں۔آپ نے کہا کہ مرشد کی خدمت میں خاندان کا فخر کچھ کام نہیں آتا۔ بزرگوں کی خدمت میں بڑی گستاخی بے ادبی ہے۔

مخدوم بہت خوش ہوئے اور کمالِ محبت سے آپ کی تربیت فرمائی، اورعلم مراتب سلوک وعرفان تکمیل کو پہنچادیا۔مخدوم نے آپ کوخرقہ خلافت باطنی عطافرمایااور بزرگوں کے تمام تبرکات جوآپ کے پاس موجود تھے آپ کے سپرد کیے،اورخرقۂ فقر پہنایا،کلاہِ فقر آپ کے سر پر رکھ دی، اور پالکی میں بٹھا کر تمام قصبہ اوچ کے محلوں میں پھرایا۔ چنانچہ سب کومعلوم ہوگیا کہ آپ حضرت مخدوم کے خلیفہ وسجادہ نشین ہیں۔پھرآپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ اسان بھی جہانیان اورتوسان بھی جہانیان۔اُس روز سے سیدسکندر مخدومِ جہانیان مشہور ہوئے۔

پھرآپ نے سلطان فیروز شاہ کے پاس دہلی بھجوایااورتاکید کی کہ شہرمنگلورضلع راج کوٹ کو جاؤ، وہاں کا راجہ کنور پال اَشد بت پرست ہے اس کودعوتِ اسلام پیش کرو،اگر قبول نہ کرے توجنگ کرو،اللہ تجھ کوفتح دے گا۔اوروہاں ہدایت خلق میں مصروف رہو۔

چنانچہ چندمریدخاص آپ کے ہمراہ دہلی آئے۔سلطان فیروز نے آپ کا بڑااعزاز کیااورسردارعزیزالدین کو بڑالشکر دے کرآپ کے ہمراہ منگلورکوروانہ کیا، جوملک گجرات پردریاےشور کے کنارے ہے۔وہاں کے راجہ نے اسلام قبول نہ کیا بلکہ جنگ کی تیاری

شروع کردی اور مقابلہ میں آ کھڑا ہوا۔ آپ کے بہت سے رفیق مریدین اس جگہ شہید ہوئے۔ آخر وہ راجہ بھی مقتول ہوا اور خدا نے فتح و نصرت اہل اسلام کو دی۔

غرض! آپ نے وہاں رہ کر اسلام کی تلقین کرنا شروع کی۔ ہزاروں آدمی مطیع اسلام ہوئے اور آپ کی خدمت بابرکت سے فیض یاب ہو کر مرتبہ علیا کو پہنچے۔ ۱۰ ربیع الثانی ۸۲۵ھ میں آپ نے انتقال کیا۔ منگلور میں آپ آسودہ ہیں۔ جو تبرکات یہاں موجود ہیں ذیل میں (ان کی تفصیلات) مندرج ہیں :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیرہن مبارک اور ایک نشان، سید احمد کبیر الدولہ مخدوم جہانیان کے تین نشان، غوث الاعظم قدس سرہ کا ایک نشان، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک نشان، ابواسحٰق گارزوں کی انگشتری اور ایک نشان، لعل شاہباز قلندر کا ایک نشان، شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی کا مصلّٰے، شیخ نصیر الدین چراغِ دہلی کا پاجامہ، مخدوم جہانیان کا قرآن مجید حسبی و نسبی اور خرقہ، دلق، تاج اور پالکی خاص، شیخ رکن الدین کے موزے، شاہ راجو قتال کی لنگی، بی بی مریم کی تسبیح و رومال، اور چہل تن ابدال کا ایک کاسہ قدرتی بنا ہوا رکھا ہے۔ اُن کی زیارت وہاں ہوتی ہے۔ [ریاض الاولیاء]

سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ

خلف شاہ راجو قتال چشتی۔ آپ کا نسب سیدنا امام زید الشہدا کو پہنچتا ہے۔ آپ مشاہیر اولیا و اکابر اصفیائے دکن سے ہیں۔ شیخ محمود نصیر الدین محمود چراغِ دہلی کے مرید وخلیفہ تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے علوم ظاہری سید شرف الدین کیتھل، مولانا تاج الدین، قاضی عبد المقتدر شریح الکندی وغیرہ اساتذۂ کبار سے تحصیل کیا۔ جب آپ نے اکتسابِ علوم ظاہری سے فراغت پائی تو علوم باطنی کے حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔

آپ نے ۷۳۶ھ میں اورنگ آباد سے دہلی جا کر حضرت نصیر الدین محمود چراغِ دہلی

سے فیوضاتِ باطنی اَخذ کیے، اور مجاہدہ وریاضت شاقہ کرتے رہے۔ اکیس برس تین مہینے پیر کی خدمت میں رہے، اور درجۂ اعلیٰ پر پہنچے۔ پیر کی رحلت کے بعد دکن کی طرف آئے اور لوگوں کی تعلیم اور مریدوں کے ارشاد و ہدایت میں مصروف رہے۔

آپ نے از سرنو اپنے پیرانِ کبارِ چشت کے عشق و شورش کو بھڑکا دیا اور گلبرگہ میں آ کر سکونت اختیار کی۔ صاحب ولایت دکن ہوئے۔ انوار المجالس، جوامع الکلم آپ کے ملفوظات مشہور ہیں۔ معارف شرح عوارف، شرح مشارق ترجمہ عوارف، شرح فصوص، شرح آداب المریدین وغیرہ علم تصوف کے رسائل آپ کی تصانیف سے ہیں۔

مرقوم ہے کہ پہلے آپ دہلی میں سکونت رکھتے تھے؛ لیکن فتنہ وخوں ریزی کے سبب آپ دہلی سے والد ماجد کے ساتھ دکن کی طرف چلے گئے، اورنگ آباد میں قیام فرمایا، مقبولیت عام حاصل کی، بہت سے لوگ آپ کی ذاتِ بابرکات سے فیض یاب ہوئے۔ پورا ملک دکن آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے مملو (لبریز) ہے۔

آپ کو گیسو دراز کہنے کی یہ وجہ لکھی ہوئی ہے کہ ایک روز آپ کے پیر چراغِ دہلی چوڈول پر سوار تھے اور آپ کئی مریدوں کے ہمراہ چوڈول اُٹھائے ہوئے چلے جا رہے تھے، آپ کے سر کا بال اُس چوڈول میں اَٹک گیا، پیر کے اَدب کے سبب اتنی مسافت بعیدہ طے کرنے کے بعد بھی اس بال کو ویسا ہی اَٹکا ہوا رہنے دیا اور کچھ پروا نہ کی، جب پیر نے کشف سے معلوم کیا، خوش ہوئے، اور آپ کے حق میں دعا کرتے ہوئے یہ فرمایا۔

ہرکز مرید سید گیسو دراز شد

واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

سید یداللہ، سید علاء الدین قریشی وغیرہ آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔ ۱۶/ ذی قعدہ ۸۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ احسن آباد گلبرگہ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ تاریخ رحلت ؎

ز دنیا رفت درفردوس والا چو آں سید محمد شاہ حق بیں
ز محبوب خداوندے محمد عیاں شد سال وصل آں شہ دیں
وگر قطب الہدیٰ اشرف محمد وصالت ہست باصد زیب وتزئیں

بابا شاہ کوچک ولی قدس سرہٗ

آپ بڑے عارف باللہ، اور صاحب خوارق عادات بزرگ تھے۔ قاضی مذہب الدین چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ نقل ہے کہ جب سید محمد گیسودراز گلبرگہ سے تشریف لائے تو قصبہ بیڑ میں بابا کوچک ولی کی ملاقات کو گئے۔ بابا کوچک وہاں کسی پہاڑ کے غار میں سکونت رکھتے اور ریاضت ومجاہدے میں مشغول رہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ اس غار کا دروازہ بہت تنگ تھا۔ خواجہ بندہ نواز گیسودراز دروازہ پر جا کر کھڑے ہوئے۔ بابا کوچک نے فرمایا: اے سید محمد! سر جھکا کر اندر آ۔ مشہور ہے کہ غار کا دروازہ بلند اور کشادہ ہوگیا، خواجہ نواز اندر چلے آئے اور آپ سے ملاقات کی۔ چند ساعت راز ونیاز کی باتیں دونوں کے درمیان ہوتی رہیں۔ آپ کی صحبت سے خواجہ بندہ نواز بہت محظوظ ہوئے۔ آپ کا مزار بیڑ میں ہے۔

سید محمد اصغر حسینی قدس سرہٗ

نام سید یوسف، خلف سید محمد حسینی گیسودراز۔ آپ کامل درویش، بزرگِ عصر، اور صاحب خوارق وکرامات وحالات تھے۔ سات برس کی عمر سے سلوک میں قدم رکھا، انوار وتجلیاتِ جمالی وجلالی آپ کے دل پر کھل گئے۔

آپ ہمیشہ ریاضات ومجاہدات وعباداتِ الٰہی میں مشغول رہتے، خلائق سے متنفر

ہوکر ہمیشہ خلوت میں بیٹھا کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے فیض یاب ہوئے۔۲۱ محرم ۸۲۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔گلبرگہ میں آسودہ ہیں۔

مولانا فقیہ علی مخدوم مہائمی قدس سرہٗ

آپ مشاہیرو اکابر اولیا سے ہیں۔آپ کا نام علی بن حسن بن ابراہیم بن اسماعیل پردے ہے۔سید ابراہیم قادری رسالہ ضمیر الانسان میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا لقب پردے قوم نوایت کی وجہ سے ہے،آپ شافعی المذہب ہیں۔ بڑے زاہد وعابد، جامع علوم شریعت وطریقت اور صاحب تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔

۷۷۶ھ میں آپ تولد ہوئے۔خوردسالی سے آپ کے ناصیہ (پیشانی) میں انوارِ ولایت وعرفان چمکتے تھے۔کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی دعا کی برکت سے آپ نے ولایت پائی۔خضر علیہ السلام سے آپ نے تعلیم پائی تھی۔ ماہم میں ایک مدرسہ تھا جہاں آپ طلبہ کوظاہری وباطنی علوم کا درس دیا کرتے اور اکثر اوقات تصانیف کتب میں گزارتے تھے۔چنانچہ تفسیر رحمانی، زوارف شرحِ عوارف،خصوص النعم شرح فصوص الحکم، ترجمہ لمعاتِ عراقی،نورالازہر، الضوء الازہر، استجلاء البصر، اسرارالفقہ، رسالۃ الوجود، اوراجلۃ التائید وغیرہ آپ کے رسائل سلوک وعرفان میں مشہور ہیں۔

آپ کی ذات سرچشمہ برکات سے تمام کوکن میں اسلام نے خوب ترقی کی۔آپ کے مزار سے انوارِ ولایت عیاں ہیں۔ ملک کوکن کے آپ قطب ولایت کہلاتے ہیں۔ ۸۳۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔آپ کا مزار بمبئی کے قریب قصبہ مہائم میں مشہور ومعروف ہے۔

شیخ نظام الدین ادریس حسینی قدس سرہٗ

آپ اولیاے متصرفین دکن سے ہیں۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیابدایونی کے مرید وخلیفہ تھے اور سید علاء الدین ضیا سے بھی فیوضاتِ ظاہری وباطنی اَخذ کیا تھا۔ آپ کمالاتِ انسانی کے مجموعہ تھے اور آپ کا سینہ تجلیاتِ الٰہی کا آئینہ تھا۔ صاحب خوارق وکمالات اور منبع عجائبات وحالات تھے۔

کہتے ہیں کہ جب علاء الدین ضیا کا وقت رحلت قریب پہنچا، تو آپ نے اُن کے حق میں بشارت دی کہ اگر چہ میرے خلفا بہت ہیں؛ مگر جس کسی کو سید مشارٌ الیہ قبول وپسند کریں اُس کو خرقہ خلافت اور فیض ونعمت باطنی دی جائے گی۔

نقل ہے کہ آپ کے یہاں (ایک مرتبہ) مجلس سماع میں تمام صوفیہ کرام بیٹھے ہوئے تھے اور اس میں مولانا شیخ حسین خستہ- جو بڑے صاحب فضل عالم اور مستند علما سے ہیں- حاضر تھے، مجلس میں اُن سے چند بے ادبی کے کلمات مشائخین صوفیہ کے حق میں ظاہر ہو گئے، جسے آپ نے سنا اور نہایت خفا ہو گئے۔

چنانچہ آپ نے ایک جاہل شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے نعمت ظاہری وباطنی دے دی اور اس کو مجلس میں لا بٹھایا، اور وہ تمام علوم کا درس دینے لگا، اسرارِ شریعت ومعرفت الٰہی کے رموزات بیان کرنے لگا۔ (اور اِدھر) مولانا شیخ حسین خستہ کے دل سے تمام علوم دھل گئے اور بالکل جاہل وعامی ہو گئے۔

آپ کی زبان کی برکت سے اس جاہل شخص سے علم کا دریا بہنے لگا اور ایسا فیض جاری ہوا کہ جس کی نظیر آج کل دنیا نہیں ملتی۔ چند روز کے بعد شیخ حسین خستہ بھی آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور جو کچھ بے ادبی مجلس سماع میں آپ سے ظاہر ہوئی تھی اس کی معافی چاہی، آپ نے اسی وقت عذر قبول کیا اور نعمت ظاہری وباطنی سے ان کو سرفرازی بخش

دی، اسی روز سے آپ کا نام شیخ حسین خستہ مشہور ہو گیا۔ ۸۳۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مونگی پٹن میں آپ کا مزار ہے۔

خواجہ مسعود بک چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام شیر خان ہے۔ سلطان فیروز شاہ کے خویشوں میں تھے۔ یہ بزرگ بڑے صاحب ذوق وشوق اور جامِ شرابِ وحدت سے مست وسرشار تھے۔ حضرت رکن الدین چشتی بن شیخ شہاب الدین امام مرید وخلیفہ شیخ المشائخ بدایونی سے فیض اِرادت وخرقہ خلافت چشتیہ پایا، اور حضرت مخدوم چراغِ دہلی کی خدمت میں آکر فیض باطن حاصل کیا، خصوصاً دیوانِ اشعار چراغِ دہلی کے اِشارے سے لکھا۔ آپ کی تصانیف میں مرأۃ العارفین بہت متبرک ومشہور کتاب ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مسعود بک اپنے شیخ کے نعلین لے جارہے تھے، ایک مُلّا راستے میں ملا اور ان سے پوچھا: یہ نعلین کس کے ہیں؟ مسعود بک نے کہا: یہ نعلین خدا کے ہیں۔ یہ کلام سن کر ملا نے تمام علما کو جمع کیا اور آپ کو شرع کی حد سے ماخوذ کیا۔ کہتے ہیں کہ (اس نے) قلعہ فیروز آباد کے نیچے دریاے جون کے کنارے پر آپ کو شہید کیا اور آپ کے اعضا جدا جدا کر کے دریاے جون میں ڈال دیے۔

اس واقعے کے چند روز بعد آپ کے معتقدوں نے آپ کے استخوان (ہڈیاں) ڈھونڈے لیکن پتا نہ چلا۔ کہتے ہیں کہ تمام اعضا آپ کے ایک جا جمع ہو کر سلطان المشائخ بدایونی کے خاص حجرے کیلوکری میں پائے گئے، وہاں سے لوگوں نے اُٹھا کر دہلی میں لاڈوسرائے کے متصل حضرت بختیار اوشی کے مزار کے پاس دفن کر دیا۔ اور اس ملا کا حال کئی روز کے بعد ابتر وتباہ ہو گیا۔

آپ ہمیشہ جذب کی حالت میں رویا کرتے، آپ کا اشک چشم ایسا گرم تھا کہ اگر کسی کے ہاتھ پر گرتا پھپولا پڑ جاتا تھا۔ اسرارِ حقیقت و معارف میں آپ کا کلام اہل طریقت کے لیے پُر معنی ہے۔ ۸۳۶ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ

خلف شیخ عمر۔ فاروقی شیخ ہیں۔ آپ مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ شانِ عظیم اور حالِ قوی رکھتے تھے، جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا اسی کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ نے فیض اِرادت وخرقہ خلافت چشتیہ شیخ جلال الدین پانی پتی سے پایا۔ ہمیشہ مشاہدۂ حال حق میں مستغرق رہتے۔ عبدالحق کے خطاب سے مشہور ہوئے اور اپنا اکثر اوقات مراقبہ میں گزارتے تھے۔

کہتے ہیں کہ پنج وقتہ نماز اور نمازِ تہجد یا تربیت مریدین کے واسطے آپ ہوشیار ہوجاتے اور مرید آپ کی حالت استغراق میں تین بار حق حق حق کان میں کہتے تو آپ ہوش میں آجاتے تھے۔ آپ کے والد ردولی میں رہتے تھے وہیں آپ نے نشو ونما پایا۔

آپ سات برس کی عمر سے نماز تہجد پڑھتے تھے۔ دہلی میں جا کر علم ظاہری کو حاصل کیا۔ حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے آپ ہی سے فیض اِرادت وخرقہ خلافت چشتیہ اَخذ کیا ہے۔ ۱۵/ جمادی الثانی ۸۳۷ھ میں آپ نے وفات پائی۔ ردولی میں آپ کا مزار ہے۔

مخدوم شیخ سارنگ چشتی قدس سرہٗ

آپ شیخ قوام الدین چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ بڑے بزرگ، ولی کامل، ترک

وتجرید میں ثابت قدم اور صاحب کرامات وخوارقِ عادات تھے۔ ہمیشہ سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں رہتے۔آپ کی بہن سلطان فیروز شاہ کی منکوحہ تھیں۔ مالوہ میں شہر سارنگ پور آپ نے آباد کیا تھا۔

آپ مخدوم شیخ راجو قتال کے منظورِ نظر ہوئے اور آپ کی خدمت میں فیض باطنی پایا۔ پھر شیخ قوام الدین کی خدمت میں آ کر مرید ہوئے اور خرقہ خلافت چشتیہ اَخذ کیا۔ دنیا کی محبت کو ترک کر کے یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے اور ولایت کا بڑا درجہ حاصل کیا۔

مکہ ومدینہ کی زیارت سے مشرف ہو کر چند برس شیخ یوسف بڈھ ایرجی کی خدمت میں رہے اور فیض حاصل کیا۔ آپ ہمیشہ فقر وفاقہ میں رہتے۔ ہر چند بادشاہ نے آپ کو انعام دینا چاہا؛ مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ تمام عمر قناعت گزیں رہے۔ فتوحاتِ غیبی آپ کو بہت کچھ آتا تھا، سب خانقاہ میں صرف کر دیتے تھے۔ ۱۶/شوال ۸۴۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ قصبہ مچھ گوہ میں آپ کا مزار ہے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر علمائے کرام اور فضلائے عظام سے ہیں۔ آپ مولانا محمد خواجگی کے مرید وخلیفہ اور قاضی عبدالمقتدر کے شاگردِ رشید تھے۔ جامع علومِ صوری ومعنوی تھے اور علمائے عصر میں مستند مانے جاتے۔ مناقب السادات، حواشی کافیہ وغیرہ آپ کی تصانیف سے ہیں۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مستفیض ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت قبولیت وشہرت عطا کی تھی۔

کہتے ہیں آپ کے ہم عصر سید اجمل نامی ایک بزرگ مشائخین میں سے تھے، علم ظاہری کم رکھتے۔ آپ کو اُن سے تقدیم وتاخیر میں کسی محفل کے درمیان نزاع واقع ہوا۔ آپ نے ایک رسالہ تحریر کیا تھا جس میں عالم کی فضیلت سید پر زیادہ لکھی۔ یہ بات آپ

کے اُستاد کو بری معلوم ہوئی، قاضی کو سرزنش کی۔ قاضی نے اُسی وقت عذر خواہی کی اور اپنی بے ادبی کی معافی چاہی اور ایک رسالہ در بیانِ فضیلت سیادت تحریر کیا۔

یہ بات مشہور ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خواب میں آ کر تنبیہ کی اور فرمایا: یہ بے ادبی تو نے میری آل سے کی ہے۔ دوسرے روز آپ نے سید اجمل کی خدمت میں جا کر اپنی بے ادبی کی عذر خواہی کی۔ ۲۵ رشوال ۸۴۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ جونپور میں مزار ہے۔

گنج احمد کھٹو مغربی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیا اور اکابر اصفیا سے ہیں۔ ۸۳۸ھ میں تولد ہوئے۔ دہلی آپ کا وطن تھا، طوفانِ گردو باد ایک وقت آپ کو ایام طفولیت میں دہلی سے اُڑا لے گیا، آوارہ و پریشان وطن سے دور پڑ گئے، اور اجمیر کے قریب موضع کھٹو میں پہنچے جہاں بابا اسحٰق مغربی ولی کامل کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی اور نعمت اجازت وخلافت باطنی مغربیہ سے مشرف ہوئے۔

جب بابا اسحٰق کا انتقال ہوا آپ دہلی پہنچے اور مسجد خان جہاں میں سکونت کی۔ ہمیشہ مجاہدہ وریاضت میں رہے، کھلی کے ٹکڑے سے روزہ افطار کرتے اور چالیس کھجور پر ایک اربعین گزارتے۔ خشکی کی راہ سے حرمین شریفین کو پیادہ پا تشریف لے گئے اور بہت سے اولیا سے فیوضِ باطنی اَخذ کیے۔

ظفر خان بادشاہ والی پیران پٹن گجرات کے زمانے میں احمد آباد تشریف لائے، بادشاہ آپ کا معتقد ہوا، قصبہ سرکھیج میں سکونت اختیار کی، آپ کے لنگر خانے میں ہر روز ہزار ہا فقرا طعامِ لذیذ پاتے تھے۔

آپ کو فتوحاتِ بے نہایات حاصل تھیں۔ محمود بن سعید ایرچی نے 'تحفۃ المجالس' میں آپ کے عجیب حالات لکھے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ فرمارہے تھے کہ میں ایک بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا، اتفاقاً ایک خوبصورت عورت زیور و جواہرات سے آراستہ وہاں آئی۔ آنحضرت ﷺ نے تبسم کر کے میری طرف اِشارہ کیا اور زبانِ مبارک سے فرمایا کہ اس عورت کو قبول کرلو۔

میں نے عرض کی کہ میرے بابو یعنی مرشد نے قبول نہیں کیا، میں کیوں کر قبول کروں! تب آنحضرت ﷺ نے شاہ ولایت حضرت مشکل کشا علی مرتضیٰ کی طرف اِشارہ کیا کہ یہ تمھارا بابو ہے، تم اس کو سمجھاؤ۔ پھر شاہِ ولایت نے مجھے اِشارہ کیا کہ اس کو قبول کرلو۔ میں نے آپ کے فرمان کو قبول کرلیا۔ کہتے ہیں کہ اُس روز سے فتوحاتِ دنیا اور رجوع سلاطین واُمرا و اغنیا آپ کے آستانے پر بے شمار ہوا۔

حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت آپ کی خدمت میں گئے اور فرمایا: 'بوے دوست آید بخدا سپردم در دعا مرا یادآری'۔

کہتے ہیں کہ جب سلطان احمد تخت گجرات پر قائم ہوا تو مخدوم شیخ احمد کھٹو کا مرید ہوا، اس وقت گجرات میں تمام علما و اولیا میں آپ بزرگ و مخدوم و قطب العصر تھے اور بڑا اعزاز پایا تھا۔ سلطان احمد کی بذریعہ پیر روشن ضمیر خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور خضر سے التماس کیا کہ میں یہاں ایک شہر آباد کرنا چاہتا ہوں۔

خضر نے فرمایا: (ٹھیک ہے لیکن) اس شرط سے کہ چار شخص جن کا نام احمد ہو اور کبھی ان سے سنت نمازِ عصر فوت نہ ہوئی ہو اُن کے نام سے یہ شہر بسایا جائے اور احمد آباد نام رکھا جائے۔ سلطان احمد نے تفحص بسیار کے بعد (اس نام کے) دو شخص ملک گجرات میں پائے:

ایک قاضی احمد جموت، دوسرے ملک احمد۔ لوگوں نے کہا سوائے ان دو بزرگوں کے کوئی احمد نام کا نہیں ملتا۔ شیخ احمد کھٹو نے فرمایا: ایک میں ہوں، سلطان احمد نے التماس کی

کہ ایک میں بھی ہوں کہ مجھ سے کبھی سنت عصر قضا نہیں ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ چاروں احمد رودِ صابرمتی کے کنارے پر آئے اور جہاں خضر علیہ السلام نے شہر بسانے کا نشان بتایا تھا وہیں شہر کی بناڈالی۔

لقط خیر میں مسند بنائے احمد آباد اور لقط بخیر میں بنائے مسجد جامع ہے۔ مخدوم حضرت شاہ عالم ہمیشہ آپ کی خدمت میں جاتے اور فیض پاتے تھے۔ مشہور ہے کہ آپ صبح وشام یہ تسبیح پڑھا کرتے: گنج احمد سرکھنچی مجھے نوازیے، کہیں سرکیجیے۔

۱۴ر شوال ۸۴۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار احمد آباد گجرات سے تین کوس کے فاصلے پر موضع سرکھیج میں ہے۔ وہ جگہ بڑی دل کش اور پر فضا ہے۔ معتقدین وہاں آتے ہیں اور آپ کی روحِ مبارک سے فیض و نعمت باطنی پاتے ہیں۔

غوث الوریٰ فقیہ حسن قدس سرہٗ

آپ ساداتِ باقریہ سے مشہور اور مشاہیر مشائخ عظام گجرات سے ہیں۔ آپ خواجہ رکن الدین چشتی کان شکر کے مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے والد ماجد میر قطب الدین قاضی العالم سے نعمت باطن اَخذ کی تھی۔ اور قطب العالم بخاری نیز شیخ احمد کھٹو مغربی سے بھی فوائد باطنی حاصل کیے تھے۔

آپ علومِ ظاہری و باطنی کا مدرسہ رکھتے جہاں علوم ظاہری و باطنی کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ کی ذات سے ہزاروں نے فیوضاتِ ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ ۲۸ر رجب ۸۴۹ میں وفات پائی۔ پیرانِ پٹن میں آپ کا مزار ہے۔

شاہ جوسی چشتی قدس سرہٗ

فاروقی شیخ تھے۔ نام شیخ یوسف تھا۔ اور مشاہیر اولیاے باکمال سے تھے۔ اپنے والد

ماجد شیخ محیط الدین سے فیض باطنی اور خرقہ خلافت اَخذ کیا۔ آپ نے اجودھن میں ریاضت ومجاہدہ کیا اور عبادت وزہد میں مصروف رہے۔ مدت تک بے آب ودانہ بسر کیا۔ وہاں سے اپنے بھائیوں کے ہمراہ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور بعد حج ہند کی طرف مراجعت فرمائی، قلعہ کے قریب آ کر قیام فرمایا۔

عینا عادل شاہ فاروقی والی برہان پور نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ پھر اُس کے اکثر اُمرا آپ کے حلقہ اِرادت میں آئے۔ چند روز بعد آپ اجودھن تشریف لے گئے اور اپنے عیال واَطفال کو وہاں سے برہان پور لا کر سکونت اختیار کی۔

بادشاہ نے آپ کے لیے خانقاہ ومسجد بنادی اور معاش وغیرہ اخراجات خانقاہ کے لیے مقرر کر دیے۔ آپ ہمیشہ مریدوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہتے۔ ۸۵۰ھ میں راہی فردوسِ بریں ہوئے۔ آپ کا مزار برہان پور میں ہے۔

شاہ موسیٰ قدس سرہٗ

آپ اولیاے متقدمین سے ہیں۔ قصبہ سلطان پور کے صاحب ولایت تھے۔ اکثر اوقات آپ سے کشف وکرامات وخوارقِ عادات ظاہر ہوئے۔ چنانچہ رسالہ صحائف السادات میں لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ عالم بخاری بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے سلطان پور میں آئے، تو شاہ موسیٰ کے مزار کے پاس سکونت کی، اس وعدۂ ملاقات کی بنا پر جو زندگی میں دونوں کے درمیان تھی۔ تو جب شاہ عالم بخاری شاہ موسیٰ کی قبر پر تشریف لائے، شاہ موسیٰ نے اپنے دونوں ہاتھ قبر سے باہر نکال دیے اور مصافحہ کیا۔

حضرت شاہ عالم نے مصافحہ کے بعد فرمایا کہ دونوں ہاتھ اندر کھینچ لیجیے، اسی وقت

دونوں ہاتھ اندر ہو گئے لیکن شق قبر مبارک اب تک باقی ہے۔ شاہ عالم بخاری نے وہاں ایک چلہ کھینچا اور آپ سے فیض اویسیہ حاصل کیا۔ آپ کا مزار سلطان پور ضلع خاندیس میں مشہور ہے۔

شیخ نصیر الدین جمال سہروردی قدس سرہٗ

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے ہیں۔ بڑے نامی مشائخین اور کامل شیوخ سے تھے۔ خرقہ خلافت باطنی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کیا۔ صاحب تصرفات ظاہری و باطنی تھے۔ ملک گجرات آپ کی ذات فیض آیات سے مملو ہے۔

ہزاروں لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور فیض علوم ظاہری و باطنی پاتے تھے۔ اکثر مشرکین و کفار آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ ۸۵۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ قصبہ نوساری میں مزار ہے۔ تاریخ وفات ؎

شد مسافر بسوے خلد بریں   چوں نصیر زمانہ قطب اُمم
قادری سال رحلتش بنوشت   قطب الاقطاب رفت از عالم

شیخ شبلی قدس سرہٗ

خلف شیخ جلال الدین پانی پتی۔ آپ علومِ ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ اور فقر و تجرید میں شانِ عالی رکھتے تھے۔ فیض اِرادت و خرقہ خلافت چشتیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ آپ دونوں پاؤں سے معذور و لنگ تھے، چلا نہ جاتا تھا، لیکن سرود کی مجلس میں آپ ذوق و شوق سے کھڑے ہو جاتے اور تواجد کرتے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز عین سماع میں آپ کھڑے ہو گئے اور وجد کرنے لگے کہ آپ

کے شیخ ادریس نامی چچا نے فرمایا کہ اے شبلی! تمھارے اس وقت حالت سماع میں کھڑے رہنے سے مخلوق کہتی ہے کہ شبلی نے اظہارِ کرامت کیا ہے۔ آپ یہ بات سنتے ہی بیٹھ گئے اور پھر کبھی عمر بھر نہ اُٹھے۔ ۸۵۲ھ میں آپ کی رحلت ہوئی۔ پانی پت میں آسودہ ہیں۔

شاہ موسیٰ سہاگ قدس سرہٗ

آپ فقیر کامل اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ شاہ سکندر بودلہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ احمد آباد میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ گانے بجانے میں رہتے، زنانہ سرخ لباس پہنتے، اور چوڑی ہاتھ میں رکھتے تھے، آپ دراصل مستورالاولیاء سے ہیں۔

ایک بار احمد آباد میں اِمساکِ باراں ہوا، علما و صلحائے شہر نے تین روز تک دعا مانگی، مگر بارش کے کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے۔ بادشاہ نے قاضی شہر سے کہا۔ قاضی نے شاہ موسیٰ سہاگ کی تلاش کی۔ قاضی اور بادشاہِ گجرات دونوں آپ کی خدمت میں آئے اور امساکِ باراں کی حقیقت ظاہر کی اور دعا کے طالب ہوئے۔

آپ نے فرمایا: میں گنہ گار ہوں اور آوارہ پھرتا ہوں۔ غرض! قاضی و بادشاہ کے اصرار کی وجہ سے آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا اور بچشم گریاں آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے میرے خاوند! اگر تو پانی نہیں برساتا تو میں ابھی اپنا سہاگ توڑتی ہوں۔

کہتے ہیں قریب تھا کہ آپ اپنی چوڑی کو پتھر پر دے ماریں، یکایک آسمان پر اَبر چھا گیا اور اتنا پانی برسا کہ ندی نالے سیراب ہوگئے اور قحط سالی بالکل جاتی رہی۔ لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر معتقد ہوئے۔ اس روز سے آپ کی ولایت کا شہرہ تمام ملک گجرات میں مشہور ہوگیا، اور موسیٰ سہاگ کا گروہ آپ سے جاری ہوا۔ ۱۰/رجب ۸۵۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار احمد آباد گجرات میں ہے۔

شیخ بہرام چشتی قدس سرہٗ

آپ بزرگ عارف باللہ اور کمل مشائخ سے ہیں۔ شیخ جلال الدین پانی پتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ نے ایام شباب میں فقرو درویشی میں قدم رکھا۔ خرقہ خطافت عطا ہونے کے بعد قصبہ برناوہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔

کہتے ہیں کہ ساکنانِ بے ڈولی نے طغیانی دریاے جمن کی طرف سے شیخ جلال الدین پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوکر استغاثہ کیا اور آپ کی دعا کے خواست گار ہوئے۔ شیخ جلال نے اپنے مرید شیخ بہرام کو لکھا کہ تم بیڈولی میں جا کر رہو اور طوفانی دریا سے قصبہ بیڈولی کو بچاؤ۔

شیخ بہرام نے اس وقت بحکم پیر قصبہ بیڈولی میں آکر دریاے جمن کے کنارے پر سکونت کی اور اپنا عصا زمین پر کھڑا کر دیا۔ اُسی روز سے دریاے جمن بیڈولی سے دو میل کے فاصلے پر ہٹ گیا۔ کتابوں میں آپ کے عجیب وغریب حالات وخوارق لکھے ہیں۔ ۸۵۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ قصبہ بیڈولی میں آپ کا مزار ہے۔

قطب عالم بخاری قدس سرہٗ

آپ کا نام سید برہان الدین اور والد کا نام سید ناصر الدین بخاری ہے۔ مشاہیر اولیاے کرام وساداتِ عظام بخاری سے ہیں۔ آپ اپنے والد کے مرید وخلیفہ تھے۔ صاحب علوم ظاہری وباطنی تھے۔ آپ کے کرامات وخوارق عادات بہت سے جلوہ گر ہوئے۔ حسب ایماے غیب اپنے وطن اوچ سے رخصت ہوکر سلطان احمد کے زمانے میں احمد آباد گجرات آکر مقیم ہوئے۔ سلطان احمد آپ کا مرید ہوگیا اور آپ مریدوں کے اِرشاد وتلقین میں سرگرم ہوگئے۔ قطب عالم کے نام سے مشہور ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک شب آپ نمازِ تہجد کے واسطے بیدار ہوئے، طہارت کے لیے چلے، تاریکی میں کسی چیز سے پاؤں میں ٹھوکر لگی۔ آپ نے فرمایا: پتھر ہے، لوہا ہے یا لکڑ ہے۔ جب فجر ہوئی تو یہ تینوں کیفیت ایک ہی چیز میں موجود تھیں۔ چنانچہ آج تک وہ چیز آپ کے مزار کے پاس موجود ہے۔ ملفوظ قطبیہ اور تاریخ مرآتِ سکندری میں یہ حال لکھا ہے۔ ۸۵۶ھ میں آپ نے دنیا سے نقل کیا۔ آپ کا مزار باٹوہ میں مشہور ہے۔

شاہ چندا حسینی قدس سرہٗ

آپ کا نام سید جلال الدین بن سید علی جہان شیر ہے، ساداتِ زیدیہ سے ہیں۔ اور مشاہیر اولیاے متصرفین دکن میں شمار ہوتا ہے۔ آپ مخدوم شیخ عارف بن ضیا چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ صاحب خوارق عادات وتصرفات ہیں۔

سیکڑوں کفار آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور توبہ کی۔ یوسف عادل شاہ بیجاپور آپ کا مرید تھا۔ ۱۰؍شعبان ۸۵۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ گوگئی تعلقہ احسن آباد گلبرگہ میں آپ کا مزار مشہور ہے۔

شیخ جمال اولیا قدس سرہٗ

آپ کو شیخ جمال گوجر کہتے ہیں۔ آپ بزرگ درویش کامل تھے۔ شیخ منظور بلخی سے فیض اِرادت اور خلافت کبرویہ وفردوسیہ اَخذ کیا۔ شیخ احمد عبدالحق ردولوی سے بھی آپ نے فیض باطنی پایا تھا۔ صاحب مقاماتِ بلند تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ کا معمول تھا کہ کھانے کی ایک دیگ پکا کے سر پر رکھ کر پھرا کرتے اور جس شخص کو بھوکا دیکھتے، اس کو دیتے تھے۔ ایک روز خانقاہ میں شاہ موسیٰ عاشقان کو تین

فاقے گزر گئے اور کچھ کھانا نہ ملا۔ اتفاقاً شیخ جمال دیگ سر پر لیے ہوئے وہاں آ پہنچے اور شاہ موسیٰ کے سامنے رکھ دی۔

شاہ موسیٰ نے فرمایا: 'جزاک اللہ برادر جمال اللہ دیگ، طعام برنگ گوجراں برسر خود گرفتہ می گردی و بہائے عشق مے فروشی'۔ اسی روز سے آپ جمال گوجر مشہور ہو گئے۔ آپ کے خلفا میں شیخ بھیک، شیخ جمال الدین جون پوری اور شیخ رجب وغیرہ مشہور ہیں۔ ۸۵۸ھ میں وفات ہوئی۔ اودھ میں آپ کا مزار ہے۔

خواجہ شیخ عارف چشتی قدس سرہٗ

خلف شیخ احمد عبدالحق ردولوی۔ آپ بڑے عارف باللہ اور مشاہیر اولیاء اللہ سے ہیں۔ اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ، اور علوم صوری و معنوی کے جامع تھے۔ تجرید و تفرید، ریاضت و عبادت اور شریعت و طریقت میں مشہور روزگار تھے۔

والد کی رحلت کے بعد آپ نے سجادۂ مشیخت کو بڑی زینت دی۔ ہزارہا لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور فیض پاتے تھے۔ آپ سے اکثر اوقات خوارق عادات ظاہر ہوئے۔ ۷/صفر ۸۵۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ردولی میں آسودہ ہیں۔

شیخ محمد مینا چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام شیخ محمد اور والد کا نام شیخ قطب الدین ہے۔ دیارِ لکھنو کے صاحب ولایت ہیں۔ خوردسالی سے شیخ قوام الدین کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی اور مرید ہوئے۔ ریاضت و مجاہدہ اور اذکار و اشغال کی تکمیل کے بعد مخدوم شیخ سارنگ سے خرقہ خلافت چشتیہ حاصل کیا۔

آپ مادرزاد ولی تھے۔ جب پانچ برس کے ہوئے، آپ کو مکتب میں بھیجا گیا۔ جب استاد نے کہا: پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تو آپ نے پڑھا۔ پھر استاد نے کہا: کہو الف۔ آپ نے کہا: الف۔ پھر اُستاد نے کہا: کہو بے۔ آپ نے فرمایا: میں نے الف پڑھا، اب بے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر آپ نے الف کے معنی میں سلوک و معرفت کے اتنے اَسرار اور رموزاتِ حقانی بیان کیے کہ اُستاد متحیر ہو گیا۔

شیخ محمد مینا مجرد تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے محبت نہیں رکھتے تھے۔ کئی سال تک ریاضت شاقہ کرتے رہے۔ چنانچہ رات کو دیوار پر چڑھ بیٹھتے اور ذکر و شغل میں مشغول ہو جاتے؛ اس لیے کہ اگر نیند غلبہ کرے تو جلد بیدار ہو جائیں۔ کبھی کبھی زمین پر بیٹھ کر عبادت کرتے تو آس پاس کانٹے رکھ دیتے تھے تاکہ خوابِ غفلت نہ آنے پائے۔ موسم زمستان میں پیرہن ہمیشہ تر رکھتے اور زیر سایۂ آسمان عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے۔

شیخ سارنگ سے بھی نعمت باطنی اخذ کی تھی۔ جامع شریعت و طریقت اور صاحب تصرفات و خوارقِ عادات تھے۔ انوار ولایت آپ کے مزار پاک سے ظاہر ہیں۔ ۲۳ر جمادی الاوّل ۸۷۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار لکھنو میں ہے۔ کسی بزرگ نے آپ کی تعریف میں یہ شعر لکھا ہے ؎

ہر کہ خواہد چشم را بینا کند   سرمۂ خاکِ درِ مینا کند

شاہ بابو چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام اسعد الدین بن عمر چشتی ہے اور آپ مشاہیر مشائخین سے ہیں۔ آپ درویش کامل، عابد و زاہد، اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ کھمایت میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں صدہا فقرا و مریدین علوم ظاہری و باطنی کا فیض پاتے تھے۔ آپ نے کئی بزرگوں سے فیض باطنی حاصل کیا تھا۔

آپ اصلاً چشتی المشرب ہیں۔ آپ کے خلفائے کاملین سے شیخ شیدا چشتی مشہور ہیں۔ آپ کی بزرگی پورے ملک گجرات میں زبان زدِ خاص وعام ہے۔ ۲۵؍ذی الحجہ ۸۷۱ھ میں آپ نے وفات پائی۔ کھمایت ملک گجرات میں آپ کا مزار ہے۔

سید عثمان شمع برہانی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر کملا اور اکابر اولیائے گجرات سے ہیں۔ حضرت مخدوم قطب العالم بخاری کے مرید وخلیفہ تھے۔ تمام عمر پیر کی خدمت میں گزار دی اور پیر کے کمالِ الطاف سے بڑے درجے پر پہنچے۔ متوکل مرتاض، عابد زاہد اور صبر ورضا میں اکمل تھے۔ جب آپ کی خانقاہ میں روزمرہ کا خرچ نہیں رہتا تو خادم کو فرماتے کہ سابرمتی ندی کے کنارے پر جا کر وہاں سے یومیہ خرچ لاؤ۔ خادم حسب الحکم وہاں جاتا اور یومیہ خرچ لاتا اور خرچ کرتا تھا۔

یہ برکت کئی سال تک آپ کے خاندان میں جاری رہی۔ خلق خدا اور سلاطین واُمرا کا آپ کے آستانے پر بہت رجوع رہا کرتا تھا کہ راستوں پر آدمی چل نہیں سکتے تھے۔ احمد آباد میں محلّہ عثمان پورہ آپ ہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ کبھی کبھی آپ کی زبان سے صوفیانہ اشعار شوق وذوق میں نکل جاتے تھے۔ ۱۵؍جمادی الاوّل ۸۷۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ احمد آباد میں آپ کا مزارِ عالی ہے۔

شاہ صدر الدین چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیائے کاملین سے ہیں۔ شاہ بدر الدین چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ ریاضت ومجاہدہ، اشغال واذکار اور مقاماتِ سلوک کی تکمیل کے بعد خرقہ خلافت چشتیہ

حاصل کیا اور تجرید وتفرید کے عالم میں اِگت پوری کے پہاڑوں میں مدت تک حالت جذب ومستی میں رہے۔ راہِ سلوک طے کرنے کے بعد قصبہ پیپری میں آکر سکونت کی اور تصرفاتِ ظاہری وباطنی میں مشہور ہوئے۔

بہت سے مشرکین وکفار کو آپ نے مسلمان کیا۔ آپ کے انوارِ ولایت اس ملک میں تاباں ہیں۔ ۸۷٦ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ اور قصبہ پیپری میں اِگت پوری سے ایک میل کے فاصلے پر آپ کا مرقد عالی ہے۔

مخدوم شاہ عالم بخاری قدس سرہٗ

مخدوم قطب عالم بخاری کے فرزند ہیں۔ آپ کا نام سید محمد لقب سراج الدین اور کنیت ابوالبرکات ہے، نیز آپ کو شاہ منجھن بخاری بھی کہتے ہیں۔ مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ اپنے والد سے فیض اِرادت وخرقہ خلافت حاصل کیا۔ شیخ احمد کھٹو مغربی سے بھی آپ نے فیوضاتِ باطنی کا اکتساب کیا تھا۔ صاحب کرامات وخوارقات ظاہری وباطنی تھے۔ ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل کے بعد آپ نے درجۂ عالی پایا۔ مسند ارشاد پر جلوس فرما کر ہزاروں کو راہِ خدا بتایا۔

نقل ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی کہ اُس کا طفل شیر خوار وفات پا گیا ہے۔ روتے ہوئے عرض کرنے لگی کہ جب تک میرا بچہ زندہ نہ ہوگا تب تک میں آپ کے دامن کو نہ چھوڑوں گی۔ آپ نے فرمایا: قضاے الٰہی نہیں بدلتی، صبر کرو۔ وہ نہ مانی اور بہت عجز و الحاح کرنے لگی۔

ناچار آپ مکان میں تشریف لے گئے اور اپنا طفل شیر خوار گود میں لے کر خدا کی بارگاہ میں دعا کی: اے پروردگار! وہ نہ ہوا یہ ہوا۔ اُسی وقت آپ کے بچے کی روح پرواز

کر گئی اور اُس عورت سے کہا کہ جا تیرا بچہ زندہ ہو گیا۔ چنانچہ جب وہ عورت اپنے گھر آئی تو واقعتاً اس نے اپنے بچے کو زندہ پایا۔

کہتے ہیں کہ آپ کے اطوارِ سلوک عجیب وغریب تھے۔ کبھی جامۂ حریر زیب تن فرماتے تھے اور کبھی طریقہ ملامتیہ اختیار کر لیتے۔ آپ کے اکثر خلفا کامل اور صاحب مقامات ہوئے ہیں۔ ۸ر جمادی الثانی ۸۸۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار احمد آباد گجرات میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ بڑی پُر فضا جگہ ہے۔ انوارِ ولایت آپ کے مزار سے نمایاں ہیں۔

شاہ نعمان چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیا اور اکابر فضلاے برہان پور سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام خواجہ شمس الدین حافظ بن خواجہ نور الدین ابن خواجہ شرف الدین ابن خواجہ محمد زاہد ہے۔ یہ نسب آگے جا کر شیخ مودود چشتی سے مل جاتا ہے۔

بارہ برس کی عمر میں آپ علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ چند روز کے بعد علومِ باطنی میں قدم رکھا، اور سید علاء الدین ضیا چشتی دولت آبادی کی خدمت میں آکر مرید ہوئے۔ زہد وریاضت سے مراتب سلوک طے کیا، اور خرقہ خلافت باطنی سے مشرف ہوئے۔ ملک خاندیس کے صاحب ولایت ہیں۔

جس وقت آپ قلعہ آسیر کے قریب پہنچے، دامن کوہ سے ایک مادہ شیر نے نکل کر آپ کی جماعت فقرا پر حملہ کیا۔ جب آپ شیرنی کے نزدیک پہنچے تو شیرنی آپ کو دیکھ کر خاموش بیٹھ گئی اور اپنے بچے ہمراہ لاکر حضرت کے قدم مبارک پر رکھ دیے اور تھوڑی دیر بعد بچے سمیت وہاں سے خاموش صحرا کی جانب نکل گئی۔ وہاں آپ نے ایک نالے کے قریب

عصا زمین پر مارا، پانی کا ایک چشمہ نکلا جو سیوری کے نام سے مشہور ہے۔

مدتِ دراز تک قلعہ آسیر کے اطراف میں سیر کرتے رہے اور گھانس پتوں کے سوا کچھ نہ کھاتے تھے، اکثر صائم رہتے اور بطریق اربعین ایک سال یا شش ماہ بے آب و دانہ گزران کرتے تھے، اور بحکم الٰہی کئی ایک ہرن وغیرہ جانور جنگل سے مریدین کے واسطے آپ کی خانقاہ میں آتے، مریدین ان کو ذبح کرتے اور گوشت پکا کر کھالیتے اور استخوان کو ایک طرف خانقاہ میں رکھ دیتے۔ جب حضرت نماز کے واسطے حجرے سے باہر نکلتے تو اس استخوان پر اشارہ کرتے اور وہ جانور بقدرتِ الٰہی زندہ ہو کر چلے جاتے تھے۔

وہاں ایک بہت بڑا مشہور کیمیا گر جوگی بت پرست رہتا تھا جو آپ کی صحبت سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہو گیا۔ آپ کی رحلت کے دو تین سال بعد اس کا انتقال ہو گیا، اس کی قبر آپ کے مرقد کے پاس ہے۔ خلفا اور مریدین آپ کے یہ ہیں: شاہ نظام الدین ابن شاہ نعمان، سید پیارا، شیخ اسحٰق محفوظ، شیخ منجھو، شیخ بڈھا، شیخ احمد محمد بک جدی سیدی جوہر چشتی وغیرہ۔ ۸۸۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور قلعہ آسیر برہان پور کے قریب آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہٗ

آپ کی کنیت شیخ محمد ابو صالح بن شیخ احمد میاں جیو، اور مولد احمد آباد گجرات ہے۔ آپ علومِ ظاہری و باطنی میں عالم ربانی تھے۔ تفسیر محمدیہ، تقسیم الاوراد، حواشی تفسیر بیضاوی، حاشیہ قوت القلوب، حاشیہ شرح مطالع، حاشیہ نزہۃ الارواح آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

بارہ برس کی عمر میں اپنے چچا شیخ جمال الدین جمن کے مرید ہوئے، اور خلافت پائی۔ چھ برس کی عمر میں اپنے والد شیخ احمد عرف میاں جیو سے فیض وارشاد وخلافت سے

مشرف ہوئے،اور سولہ برس کی عمر میں علم ظاہری کی تکمیل کی۔

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ شیخ محمد غیاث نور بخش بن علی نور بخش قادری احمد آباد میں تھے،انھوں نے شیخ حسن محمد کو ایامِ طفلی میں ڈھائی برس کی عمر میں دیکھا تھا۔ان کے والد شیخ احمد میاں جیو سے کہا کہ بھائی تیرا فرزند بڑا عالم اور ولی کامل ہوگا اور میں نے اِرادہ کیا ہے کہ اُس کو خلافت دوں۔کہتے ہیں کہ حج سے آنے کے بعد شیخ محمد غیاث نور بخش نے آپ کو بزرگانِ دین کے فیض باطنی کی خلافت عطا کی۔

آپ کے تصرفاتِ ظاہری و باطنی مشہور ہیں۔ ہزاروں لوگ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے اور فیض ظاہری و باطنی پاتے تھے۔۲۷/ذی قعدہ ۸۸۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔احمد آباد محلّہ شاہ پور میں آپ کا مزارِ مقدس ہے۔

شاہ نظام الدین قدس سرہٗ

آپ شاہ نعمان آسیری کے فرزند ہیں۔فیوضاتِ طریقت و دولت اور خلافت باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ ہمیشہ ریاضت وعباداتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ایک مرتبہ حضرت سید علاء الدین ضیا اور اسد الاولیاء برہان الدین غریب فاروقی کے مزار کی زیارت کے واسطے اورنگ آباد کے قریب مقام روضہ پر پہنچے۔وہاں صوفیوں کی مجلس سماع میں شاہ صاحب پر حالت وجد غالب وطاری ہوئی۔اور روضہ شاہ برہان کے دروازے پر حاضر ہوکر یہ شعر پڑھا۔

امروز چوں جمال تو بے پردہ ظاہر است

در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

وقت شب جملہ خدام حسب معمول روضہ کو مقفل کر کے چلے گئے۔شاہ صاحب نے

حضرت ممدوح سے بکثرتِ شوق اس وقت دروازہ کشادہ ہونے کے واسطے عرض کیا۔ کہتے ہیں کہ قفل فی الفور زمین پر گر پڑا اور وہ دروازہ کھل گیا۔

جب یہ کرامت شیخ بدن وغیرہ حاضرین نے دیکھی، فوراً نہایت معتقد ہو گئے۔ چند روز کے بعد آپ اپنے وطن کو آئے اور بقیۃ العمر مریدوں کی تعلیم و تربیت میں بسر کی۔ ۸۸۳ھ میں رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے۔ آپ کا مزار قلعہ آسیر سے متصل والد ماجد کے مزار کے برابر ہے۔

شیخ عبداللہ شطاری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیائے کرام اور شیوخِ عظام سے ہیں۔ صاحب کشف و کرامات اور خوارق عادات تھے۔ شیخ محمد عارف طیفوری سے فیض ارادت اور خرقہ خلافت شطاریہ اخذ کیا۔ درویش کامل، صوفی مشرب اور شوکت ظاہری و باطنی زائد رکھتے تھے۔

ایک رسالہ در باب شطاریہ آپ سے مشہور ہے۔ اور لفظ شطار نے آپ سے شہرت پایا۔ جب آپ نے ریاضت و مجاہدہ اور اشغال و اذکارِ شطاریہ سے فراغت پائی تو آپ نے پیر سے شطار کا لقب پایا اور اس سلسلے کا نام اس روز سے شطار ہو گیا۔ شطار بمعنی جلد رو ہے۔

کہتے ہیں کہ شیخ محمد عارف نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کر کے ہندوستان کی طرف رخصت کیا۔ علَم و نقارہ بھی آپ کو ساتھ دیا اور تاکید کی کہ جہاں جاؤ معرفت کا کوس بجاتے رہو۔ اور کہو کہ جو کوئی طالب حق آئے اس کو خدا سے ملاتا ہوں۔ چنانچہ آپ ہر شہر و قصبہ میں جاتے، معرفت حق کا کوس بجاتے اور کثرت سے لوگ آپ کی خدمت بابرکت سے فیض پاتے تھے۔

شیخ قاضی منیری آپ کے خلفائے کاملین سے ہیں۔ اس سلسلے نے جابجا ایسا زور پکڑا

کہ بڑے بڑے اولیاے کاملین اس سلسلہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے ہندوستان کی سیر و سیاحت کر کے مندومین میں آکر اقامت اختیار کی اور وہیں اس سلسلے کی خانقاہ بنائی اور مریدوں کی تلقین وارشاد میں مشغول ہوئے۔آپ کے انوارِ فیوضات سے ملک مالوہ دکن و گجرات مالا مال ہے۔۱۲؍ربیع الاول ۸۹۰ھ میں رحلت فرمائی۔دارالفقر ماندوگڑھ میں آپ کا مزار ہے۔

سید شمس عالم حسینی قدس سرہٗ

آپ خاندانِ چشتیہ کے بزرگ،اور سید شاہ چندا حسینی کے فرزند ہیں،جن کا مزار گوگئی میں ہے۔آپ نے فیض ارادت وخلافت اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ہمیشہ اِستغراق کے عالم میں رہا کرتے تھے۔آپ کی کشف وکرامات کثرت سے ہیں۔نقل ہے کہ جب آپ قصبہ گوگئی میں والد ماجد کی خدمت میں تھے،ایک روز والد کے حسب الحکم آپ نے وضو کا پانی لاکر رکھا،اتفاقاً ایک کوا وہ پانی پی کر اُڑ گیا۔

آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ کوے نے پانی پیا ہے اس کو بدل دیو۔آپ نے عرض کی کہ آپ کے وضو کا پانی کوا پیے اور اب تک زندہ رہے۔یہ فقرہ آپ کی زبان سے نکلا تھا کہ وہ کوا زمین پر گرا اور مر گیا۔آپ نے باجازت والد ماجد رائے چور میں آکر سکونت اختیار کی۔ایک نیم کے درخت کے نیچے ہمیشہ استغراق کی حالت میں رہا کرتے تھے۔دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی۔۱۵؍صفر ۸۹۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔رائے چور میں آپ کی زیارت گاہ ہے۔

سید غیاث الدین قادری قدس سرہٗ

آپ سیدنا غوث اعظم کی اولاد میں ہیں۔اکابر شیوخ کرام اور مشاہیر علمائے عظام

سے تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی اور صاحب تصرفات وخوارق عادات تھے۔ کہتے ہیں کہ عالم رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو احمد آباد میں جانے کی بشارت واجازت دی، اور خلعت ولایت سے سرفرازی بخشی۔

آپ نے بحکم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احمد آباد میں آکر سکونت اختیار کی اور وہاں اسلام کی رونق بڑھائی۔ ہزار ہا لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور فیض پاتے تھے۔توکل وقناعت آپ کے مزاج میں بہت تھا۔کبھی اُمرا کے دروازہ پر نہ گئے۔علما ومشائخین عصر میں بڑا اِعزاز پایا۔فتوحاتِ غیبی آپ پر منکشف تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی ریاضت کا حال یہ تھا کہ چالیس روز تک آپ کچھ نہ کھاتے تھے اور بارہ برس خواب نہ کیا، ہمہ وقت اشغال واذکار میں بسر کیا۔سید یعقوب حسینی چشتی احمد آبادی وغیرہ آپ کے خلفاے مشاہیر سے ہیں۔آپ نے بائیس برس مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔۲۲؍صفر ۸۹۵ھ میں وفات پائی۔موضع سرسیمنی میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شیخ محمود راجن چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔اپنے والد شیخ علم الدین چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔خرقہ خلافت باطنی سہروردیہ وشطاریہ شیخ قاذن کے ہاتھ سے پہنا۔اور خرقہ خلافت چشتیہ شیخ عزیز اللہ متوکل مندوی اور شیخ رکن الدین کان شکر سے حاصل کیا۔ نیز نعمت خلافت مغربیہ شیخ احمد کھٹو مغربی سے اَخذ کیا۔مزید ایک خرقہ خلافت چشتیہ شیخ ابوالفتح چشتی خلیفہ سید محمد حسینی گیسودراز سے پایا تھا۔

مدت تک عبادت وریاضت ومجاہدہ میں رہے۔ جامع علوم ظاہری وباطنی اور صاحب خوارق عادات وتصرفات ظاہری وباطنی تھے۔خانقاہ میں بیٹھ کے طلبۂ حق کو تعلیم وارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی صحبت بابرکت سے بہت لوگوں نے فیض پایا۔

۲۲؍صفر ۹۰۰ھ کو آپ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ آپ کا مزار پٹن گجرات میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

شیخ محمد المعروف مصباح العاشقین چشتی قدس سرہٗ

آپ بڑے بزرگ کامل اور صاحب ولایت ہیں۔ شیخ احمد بدایونی چشتی کے مرید و خلیفہ تھے۔ جامع علومِ ظاہر و باطن اور صاحب خوارق و کراماتِ عالی درجات تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے شیخ جلال گجراتی چشتی کی بھی خدمت میں رہ کر فیض باطنی حاصل کیا تھا۔ ۹۰۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ قصبہ ملانواں میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

مخدوم شیخ قاضی شطاری قدس سرہٗ

مشہور قاضی منیر۔ آپ مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ فیض ارادت وخلافت مخدوم شیخ عبداللہ شطاری سے اخذ کیا۔ جامع علم شریعت وطریقت تھے۔ ہمیشہ عبادت وزہد وتقویٰ میں رہے، اور مریدین کی تعلیم وارشاد وہدایت میں اپنی عمر بسر کردی۔

آپ کے دو خلیفہ کامل تھے: میر سید علی قوام جو سرائے میراں میں آسودہ ہیں۔ دوسرے شیخ ابوالفتح سرمست ہدایت اللہ جو آپ کے فرزند ہیں۔ آپ کی عجیب وغریب کرامات اور خوارق عادات مشہور ومعروف ہیں۔ ۳؍صفر ۹۰۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔ دارالفقر مندو میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

مخدوم شیخ سعد قدس سرہٗ

آپ قاضی بڈھن بن شیخ محمد قدوہ کی اولاد میں مشائخین کاملین سے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد قصبہ انام میں سکونت رکھتے تھے۔ چند روز میں آپ کے علومِ ظاہری سے

فراغت پائی اور کلام اللہ کو حفظ کیا۔ مجمع السلوک، شرحِ مکیہ وغیرہ رسائل اور شروح وحواشی آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔

عالم شباب میں شیخ شاہ محمد مینا لکھنوی کے مرید ہوئے اور بیس برس پیر کی خدمت میں رہے۔ ریاضاتِ شاقہ اور مجاہدات وغیرہ کو پورا کیا اور خلعت خلافت باطنی سے سرفراز ہوئے۔ مجرد، متورع اور متوکل تھے۔ سرود وسماع آپ کو پسند تھا۔ پیر کے حکم سے خیرآباد آئے اور طالبانِ خدا کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہو گئے۔ ۱۶ر ربیع الاوّل ۹۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار خیرآباد میں ہے۔

شیخ رکن الدین چشتی کان شکر قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے عظام سے ہیں۔ شیخ زاہد چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ جامع علوم ظاہری وباطنی، مظہر تجلیاتِ رحمانی اور صاحب تصرفات وخوارقِ عادات ہیں۔ کہتے ہیں کہ شوق وذوق ومستی آپ کے مزاج پر غالب رہتی تھی۔ وقت انتقال یاحی یا قیوم کہتے ہوئے ایک آہ ماری اور جان بحق ہوئے۔ اسی وقت غیب سے ایک آواز آئی کہ خواجہ رکن الدین نے اس عالم سے رحلت کی ہے، جو نمازِ جنازہ کے ثواب کا خواہاں ہو جلد حاضر ہو۔

تمام شہر کے لوگوں نے یہ آواز سنی بلکہ باہر دیہات کے لوگ بھی یہ آواز سن کر آپ کے جنازے پر حاضر ہوئے۔ تجہیز وتکفین کر کے نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور دفن کیا گیا۔

آپ گجرات میں بابا فرید کے لقب سے مشہور ہیں۔ ۲۲ر شوال ۹۱۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ پیرانِ پٹن نہر والہ میں آسودہ ہیں۔

شاہ قاذن چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام سید حسین ہے اور مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ فیض ارادت وخرقہ

خلافت چشتیہ وسہروردیہ مولانا شیخ علم الدین شاطبی سے حاصل کیا۔ پیرانِ پٹن میں سکونت رکھتے تھے۔ قطب الولایت، بزرگِ عصر اور صاحب عالی مرتبہ تھے۔

آپ مخدوم شاہ وجیہ الدین گجراتی کے مرشد طریقت ہیں۔ ہمیشہ مریدوں کے ارشاد میں مصروف رہتے اور زہد وعبادت وتقویٰ میں معروف تھے۔ ۲۲؍ شوال ۹۱۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ پیرانِ پٹن میں حوض خاں سرو پر آپ کا مزارِ عالی ہے۔

شیخ عزیز اللہ متوکل مندوی قدس سرہٗ

خلف شیخ یحییٰ متوطن مندو۔ آپ مشاہیر اولیا اور اکابر اصفیا سے ہیں۔ فقر وتوکل واِستغنا کمال درجے کا رکھتے تھے۔ جب رات ہوتی جو کچھ گھر میں رہتا بقدر حاجت رکھ لیتے، باقی ہم سایہ کو بانٹ دیتے تھے۔ آپ وضو بھی اتنا ہی رکھتے جو ضرورت نمازِ تہجد کے لیے کافی ہوتا۔ اغنیا و مالدار کی صحبت سے نفرت کرتے اور کبھی ان سے مخاطب نہ ہوتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک دولت مند مغرب کے وقت آپ سے ملاقات وزیارت کے واسطے آپ کے مکان پر آیا اور دیکھا کہ شیخ کے گھر میں تاریکی ہے۔ دل میں خیال کیا کہ اتنی وسعت شیخ کو نہیں کہ تیل خرید سکیں اور جلائیں۔ تو اس نے آپ کے فرزند سے کہا کہ میں چند سبو روغن سے بھر کر بھیج دیتا ہوں اس کو آپ جلا لیا کریں، جب تمام ہو جائے مجھے اطلاع دیں اور آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا۔

غرض! اس دولت مند نے چند ظروف روغن کے آپ کی خدمت میں بھیج دیے۔ شب کو چراغ کی روشنی کی گئی۔ شیخ عزیز اللہ نے روشنی دیکھ کر اپنے بیٹے سے پوچھا کہ یہ روغن چراغ کہاں سے آئے؟۔

فرزند نے سب حال اُس تونگر کا بیان کر دیا۔ آپ آزردہ خاطر ہوئے اور تونگر کو منع کیا کہ دوبارہ تیل نہ بھیجے۔ اور جو کچھ تیل گھر میں تھا اسی وقت سب فقرا کو تقسیم کر دیا۔

آپ جون پور میں سکونت رکھتے تھے اور مریدوں کی تعلیم و اِرشاد میں مشغول رہتے۔ ہزار ہا بندگانِ خدا کو فیض پہنچایا۔ کشف و کرامات و خوارقِ عادات آپ سے بہت جلوہ گر ہیں۔ شاہ باجن چشتی برہان پوری آپ کی خدمت میں رہ کر فیض یافتہ ہوئے۔ ۹۱۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار جون پور میں ہے۔

شیخ الوجود قدس سرہٗ

آپ کو شاہ داوٗد مست بھی کہتے ہیں۔ بڑے بزرگ عارف باللہ اور واصل باللہ تھے۔ شاہ قطب الدین بینا دل کے مرید و خلیفہ تھے۔ خرقۂ خلافت چشتیہ قلندریہ رکھتے تھے۔ مریدوں کی تربیت و ارشاد میں آپ ہمیشہ مصروف رہتے۔ جونپور کے قریب سرہر پور آپ کا وطن تھا۔ شیخ عبداللہ شطار جس وقت جون پور تشریف لائے، آپ بھی ان کی ملاقات کے لیے گئے۔

عبداللہ شطار کی شوکت ظاہری اُمیرانہ رہا کرتی۔ دربان نے آپ کو جانے سے روکا تو آپ دربان کو گرا کر اس کے سینے پر پاؤں دے کے بے اِجازت شیخ کے پاس چلے گئے۔ شیخ عبداللہ شطار نے آپ کا احترام و اعزاز کیا اور آپس میں ملاقات سے دونوں محظوظ ہوئے۔ شیخ داوٗد کے کمالات و خوارق عادات مشہور ہیں۔ شاہ نواز اور شاہ پور قصار آپ کے خلفاے کاملین سے مشہور ہے۔ آپ کا مزار سرہر پور میں ہے۔ [مشکوٰۃ]

شاہ بہاء الدین باجن چشتی قدس سرہٗ

خلف حاجی معز الدین۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

آپ اکابر علمائے کاملین ومشاہیر اولیائے متصرفین سے تھے۔۹۰۷ھ میں تولد ہوئے۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مخدوم شیخ رحمت مندوی کی خدمت میں آکر فیض ونعمت چشتیہ حاصل کیا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے چودہ برس کی عمر سے ریاضت وعبادت میں قدم رکھا اور طریقہ درویشی اختیار کیا تھا۔ شیخ عزیز اللہ متوکل علی اللہ مندوی سے پہلے بیعت کی، اس کے بعد مخدوم شیخ رحمت اللہ بن شیخ عزیز اللہ کی خدمت میں چند سال رہے۔ جملہ علوم باطنی میں کمال حاصل کیا۔

پیر کے حکم کے مطابق خشکی کی راہ سے پیادہ پا حرمین شریفین کو روانہ ہوئے۔ خراسان میں پہنچے۔ ایک شب حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم واقع میں دیکھا کہ آپ کے مرشد موصوف کو فرماتے ہیں کہ اپنے مرید سے کہو کہ تیرا حج قبول ہوا اب یہاں سے برہان پور چلا جائے، اور وہاں مخلوق کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہوجائے، اور شریعت محمدی کو ترقی دلائے۔

حضرت شاہ باجن وہاں سے مرشد کی خدمت میں اکیس سال کے بعد تشریف لائے۔ یہاں مرشد کا انتقال ہو چکا تھا۔ شیخ احمد عطاء اللہ بن شاہ سعد اللہ مرشد کے بھتیجے سجادہ نشین تھے، مرشد کی وصیت کے مطابق نعمت باطنی کا خرقہ خاص شاہ باجن کو دیا، چند سال وہاں رہے۔ پھر غیبی اشارہ پا کر دکن کی طرف روانہ ہوئے اور دولت آباد میں آکر حضرت اسد الاولیاء برہان الدین چشتی دولت آبادی کے مزار سے فیض اویسیہ اخذ کیا۔

وہاں سے شہر بیدر پہنچے۔ شیخ منجھلہ خلیفہ حضرت مسعود بک چشتی کی خدمت میں چند روز رہے اور خرقہ مسعودی حاصل کیا، وہاں سے گجرات کی سیر کرتے ہوئے بزرگوں سے فیضاب ہوئے۔ پھر برہان پور میں آکر سکونت اختیار کی۔ حاکم شہر برہان پور آپ کی بزرگی دیکھ کر معتقد ہوا۔ آپ کے لیے مسجد وخانقاہ بنوادی اور دیہات کو آپ کی خانقاہ کے صرف

کے لیے انعام مقرر کر دیا۔

آپ کی تصانیف سے کتاب خزانۂ رحمت اللہ اور علم سلوک و عرفان میں چند رسائل مشہور ہیں۔ حضرت مولانا شیخ علی متقی آپ کے خلفا سے ہیں۔ ۱۴؍ ذی قعدہ ۹۱۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار برہان پور میں زیارت گاہِ عالمیان ہے۔ قطعہ تاریخ ؎

شاہ باجن درزمانش قطب بود　　رفت خود را چوں بسوئے حق ربود

از سر افسوس شد تاریخ آں　　شاہ باجن عاشق اللہ بود

سید شاہ اسحٰق قادری قدس سرہٗ

خلف سید ابوالفتح۔ ساداتِ حسینی سے ہیں۔ آپ مشاہیر سادات، صاحب برکات و کشف و کرامات تھے۔ آپ نے بارہ برس کی عمر میں خرقہ خلافت قادریہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ عشق الٰہی میں بغداد سے ہند کی طرف روانہ ہوئے اور ملک دکن میں آکر برنالہ میں قیام کیا۔

کہتے ہیں کہ آپ پچاس برس کی عمر تک بے آب و دانہ مراقبہ میں ایک جگہ بیٹھے رہے۔ جب جذب سے اِفاقہ ہوا، بغداد کی طرف گئے اور وہاں متاہل ہوکر دوبارہ دکن کی طرف تشریف لائے اور موضع کنگن پور میں جس کو اب کرنول کہتے ہیں اقامت اختیار کی۔ ملک عبدالوہاب آپ کے خلفا میں سے ہیں۔ غرۂ رمضان ۹۱۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار کرنول میں ہندوری ندی کے کنارے پر ہے۔

سید شاہ حسین خدا نما قدس سرہٗ

آپ مشاہیر عرفا اور اکابر کملائے صوفیہ سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی اور

صاحب کشف وکرامات وخوارق عادات تھے۔آپ کی صحبت میں جوکوئی آ کے بیٹھتا محبت دنیا سے اس کا دل سرد پڑ جاتا تھا، اور پھر کبھی اس کا دل خواہش دنیوی میں نہ پھنستا۔

بہت سے لوگ آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوئے۔ دائم وضو اور قائم نماز آپ کا طریقہ تھا۔ ۱۶/رمضان ۹۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ برہان پور میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شیخ بہاء الدین شطاری قدس سرہٗ

خلف ابراہیم بن عطاء اللہ قادری۔آپ اکابر مشائخین اور مشاہیر بزرگانِ عظام سے ہیں۔صاحب حالات وجامع کمالات وبرکات تھے۔آپ کا وطن قصبہ جندسر کار ہند سے ہے۔مندو کے حاکم نے آپ کو طلب کیا۔آپ نے ایک زمانہ سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت میں مندو میں بسر کیا۔

علوم ظاہری و باطنی میں طلبہ کو درس دیتے تھے۔ چند سال بعد ملک دکن کی طرف راہی ہوئے، شہر بیدر میں آ کر سکونت اختیار کی۔فیض قادریہ وشطاریہ رکھتے تھے۔آپ کی تصنیف سے ایک مشہور رسالہ اذکار واشغال شطاریہ کے انواع واقسام پر مشتمل ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کو بوئے خوش سونگھنے کے وقت ایسا ذوق ووجد پیدا ہو جاتا کہ قریب المرگ ہو جاتے تھے اور روح جسم سے نکل جاتی۔ چنانچہ آپ کی رحلت کا سبب یہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حالت ضعف وپیری میں ایک معتقد شخص آپ کے روبرو دالیہ لایا۔اُسی خوشبو کے ذوق وشوق میں ۱۱/ذی الحجہ ۹۲۱ھ کو آپ نے وفات پائی۔آپ کا مزار دولت آباد میں ہے۔شیخ محمد ملتانی، سید ابراہیم ایرجی، اور مولانا علیم الدین وغیرہ آپ ہی سے فیض یافتہ ہیں۔

شاہ بھکاری چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام شیخ نظام الدین ہے۔ خلف شیخ یوسف بن شیخ نصر اللہ۔ گنج شکر کی اولاد سے ہیں۔ جن کا مزار تلہتی میں ہے۔ آپ نے نعمت وفیض باطن اور خرقہ خلافت مخدوم شیخ شمس الدین مندوی بن شیخ خوجو سے حاصل کیا۔

آپ اعظم اولیا اور اکابر اصفیاے برہان پور سے ہیں۔ اخذ بیعت کے بعد آپ اجودھن کی طرف گئے، اور گنج شکر کی روحِ مبارک سے فیضِ اویسیہ حاصل کیا۔ مدت تک شیخ محمد صاحب سجادہ نشیں روضہ گنج شکر کی خدمت میں رہے اور ریاضات وعبادات میں مشغول ہو کر فقر و درویشی کی تکمیل کی، پھر ان سے نعمت خرقہ خلافت پایا۔

(اس کے بعد) شاہ نعمان آسیری کی خدمت میں پہنچے۔ شاہ نعمان نے بعد مراقبہ حکم کیا کہ تمہارے ہمراہیوں کی بیعت میں نے قبول کی؛ لیکن تمھاری بیعت کا حصہ شیخ شمس الدین مندوی کے پاس مقرر ہے جو مانڈو میں رہتے ہیں۔ اور مراتب باطنی سلوک کی تکمیل شیخ محمد سجادہ حضرت بابا گنج شکر کی خدمت میں اجودھن میں ہوگی۔

شاہ بھکاری وہاں سے روانہ ہوئے اور مانڈو میں پہنچ کر شیخ شمس الدین سے بیعت کی اور فیض ونعمت خلافت چشتیہ حاصل کیا۔ شاہ بھکاری کے نام سے مشہور ہوئے۔ چند روز کے بعد وہاں سے اجودھن میں آئے اور شیخ محمد سجادہ کی خدمت میں چند سال رہ کر بیعت اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ وہاں سے باجازت پیر آسیر میں آئے اور شاہ نعمان کی صحبت میں رہ کر کمالِ رشد پیدا کیا۔ آپ دوبارہ سفر حرمین شریفین سے مستفیض ہوئے۔ پہلی مرتبہ دریا کے راستے سے اور دوسری مرتبہ جنگل کی راہ سے روانہ ہوئے۔

ہمیشہ صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے۔ اکثر وبیشتر پتوں سے روزہ افطار کرتے۔

ایک مرتبہ ان کی بہن نے از روے محبت قدرے روغن اس میں شریک کر دیا، روغن کا مزہ معلوم ہوا؛ لیکن خاموش رہے، صبح کو بہن سے فرمایا کہ آج مجھ کو نمازِ تہجد میں کچھ لذت حاصل نہیں ہوئی۔

شاہ بھکاری نے حضرت شاہ باجن کی صلاح سے برہان پور میں سکونت اختیار کی اور سیر وسفر کو چھوڑا۔ آپ سے کشف وکرامات وغیرہ بہت سی صادر ہوئیں۔

نقل ہے کہ روزہ کے افطار کے وقت شاہ بھکاری اقسام طعام ظرفِ چوبیں میں رکھ کر اپنا ہاتھ بلند کرتے اور شاہ نعمان آسیری کو بہ کرامت پہنچاتے۔ پس شاہ نعمان اپنے ہم نشینوں سے فرماتے کہ یہ تبرک تناول کرو، گنج شکر کے گھر کا آیا ہے۔ اور شاہ نعمان بھی اسی طور سے بوقت افطار طعام آپ کو پہنچاتے اور شاہ بھکاری اپنے مہمانوں سے فرماتے کہ یہ تبرک خواجہ مودود چشتی کا ہے تو سب لوگ تبرکاً کھاتے تھے۔

سید پیارا اور شیخ منجھو شاہ نعمان کے خاص مرید تھے۔ شاہ نعمان کی وفات کے بعد آپ کی خدمت میں آ کر مستفید و مستفیض ہوئے۔ اور خرقہ خلافت و فیض باطنی حاصل کیا۔ میراں عینا عادل خان والی برہان پور آپ کا مرید تھا اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں آ کر فیض پاتا تھا۔ شاہ منصور مجذوب، شاہ حمید الدین، شیخ برکت اللہ، قاضی داؤد، پیر کاکا، شیخ شکر اللہ، شیخ سدھارے، میراں سید پیارے، شاہ منجھو آپ کے خلفاے کاملین سے صاحب ارشاد ہیں۔

نقل ہے کہ آپ نے والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد اپنی ہم شیرہ بی بی اللہ دی کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ جب سن شعور کو پہنچے، تو مدرسہ اجودھن میں تحصیل علوم ظاہری کی۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت گنج شکر نے اپنی کلاہِ فقر آپ کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ اے نور العین! خدا نے تجھ کو خرقہ فقر عطا کیا اور حکم کیا ہے کہ حرمین شریفین کو جاؤ۔

چنانچہ جب آپ بیدار ہوئے، تو خواب کا تمام حال اپنے والد شاہ یوسف سے بیان کیا۔ والد نے خوش ہو کر آپ کو سفر کی اجازت دے دی۔ آپ شیخ بھیکن، اور شیخ سونا وغیرہ کی معیت میں بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔

انھیں دنوں شاہ یوسف نے اجودھن سے آسیر میں آ کر قیام فرمایا تھا، بادشاہ آپ کو بہت معتقد ہوا، پھر چند روز بعد شاہ یوسف انتقال کر گئے۔ کہتے ہیں کہ شاہ بھکاری نے حج کے جانے اور آنے میں کعبہ کی طرف پشت نہ کی اور چرمی پاپوش نہ پہنی، اور بچھوؤں کا ایک ڈبہ ساتھ رکھتے۔ جب عبادت میں نیند غلبہ کرتی، اپنا ہاتھ اس ڈبہ میں ڈال دیتے، جب بچھو کاٹتے تو غلبہ خواب سے نجات مل جاتی تھی۔

تین سو شیخ آپ کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی سے ہر روز پیٹ بھرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ برہان پور میں متوطن ہوئے، تو آپ کا مرید شیخ محمود آپ کے لیے وضو کا پانی لا دیا کرتا تھا۔

ایک روز کچھ دیر ہوئی، آپ نے یاد فرمایا اور دل میں خیال کیا کہ ایک کوزہ پانی کے لیے بندۂ خدا کو تکلیف دینا مناسب نہیں، اُٹھے اور جہاں اب اوتاولی ندی ہے اس جگہ آ کر عصا زمین پر مارا، تو ایک بہتا ہوا چشمہ جاری ہو گیا اور آپ وہاں سے چلے، جب پیچھے پھر کر دیکھا تو پانی کا پور چلا آ رہا ہے۔ زبان مبارک سے فرمایا: اوتاؤلی مت کر۔ اس روز سے اس ندی کا نام اوتاولی مشہور ہو گیا۔

عینا عادل شاہ نے آپ کے لیے اُس جگہ اوتاولی ندی کے کنارے پر خانقاہ بنوادی۔ چنانچہ اب تک وہاں اس عمارت کا نشان موجود ہے۔ آپ کی کرامات وخوارق عادات بہت زیادہ مشہور ومعروف ہیں۔ ۱۲؍ربیع الاوّل ۹۲۷ھ میں رحلت فرما ہوئے۔ برہان پور میں اوتاؤلی ندی کے کنارے پر آپ کا مزار ہے۔

مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ

آپ کا نام شاہ عبدالصمد صفی بن شیخ عبدالعلیم ہے۔ مشاہیر اولیاے ہند سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ اکثر اوقات خوارق عادات و کشف و کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں۔ ایام جوانی میں آپ کو خداطلبی کا عشق پیدا ہوا، مخدوم شیخ سعد چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم شرعیہ کی تکمیل کر کے آپ کے مرید ہوئے۔ چند روز میں مجاہدہ و ریاضاتِ شاقہ کے بعد خرقہ خلافت چشتیہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے مزاج میں ذوق و شوق بہت تھا۔ اکثر و بیشتر جلال کی حالت میں رہتے، جس پر نظر پڑتی فوراً بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑتا۔ آپ نے کبھی درجۂ قطبیت پر فائز ہونے کی وجہ سے اپنا لباس تبدیل نہ کیا۔

مشہور ہے کہ سائی پور کے لوگوں نے آپ کے پاس ایک کنویں کے کھاری پانی ہونے کی شکایت کی تو آپ نے اس میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا، اور کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا۔ ۱۸؍محرم ۹۳۳ھ میں آپ نے رحلت فرمائی اور سائی پور میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

شیخ ادھن قدس سرہٗ

آپ کا نام زین العابدین ہے۔ مشاہیر مشائخین دہلی سے ہیں۔ بڑے عابد و زاہد تھے، پوری عمر عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ علوم ظاہری و باطنی کے انوار آپ سے درخشندہ تھے۔

اکثر صائم رہتے اور کھانے میں نہایت احتیاط رکھتے۔ حرام کا لقمہ آپ نے کبھی نہ کھایا۔ آپ مولانا سماء الدین دہلوی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ ۹۳۴ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ دہلی میں حوضِ شمسی پر آپ کا مزار ہے۔

شاہ شاہباز قدس سرہٗ

آپ کا نام ملک شرف الدین بن ملک عبدالقدوس ہے۔ اکابر علما و مشاہیر اولیاے برہان پور سے ہیں۔ صاحب علوم اور جامع شریعت و طریقت تھے۔ ملک عبدالقدوس صاحب صاحب دولت وحکومت تھے، شہر احمد آباد میں رہتے تھے؛ لیکن وہاں کے حاکم سے کچھ رنجش کے سبب عینا عادل شاہ کے زمانے میں آپ برہان پور چلے آئے اور توطن اختیار کیا۔ بادشاہ نے باعزازِ تمام آپ کو بلایا اور قلعہ آسیر کے قریب رہنے کا مقام دیا۔ عبدالقدوس نے چند سال کے بعد انتقال کیا۔

شاہ شہباز چودہ سال کی عمر میں تحصیل علم اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ ایک روز کسی مجذوب نے آپ سے کہہ دیا کہ کسی صاحب دل سے کیوں نہیں ملتے، بس اسی روز سے شعلہ عشق الٰہی نے دل میں گھر کر لیا اور احمد آباد گجرات پہنچ کر شاہ علی خطیب خلیفہ مخدوم قطب عالم بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے بیعت کی اور ایک سال سے زیادہ وہاں رہے، ریاضات ومجاہدات کیا، اور فیوضاتِ باطنی کے حصول کے بعد آپ منصب خلافت سے سرفراز ہوئے۔ برہان پور میں آ کر علم ہدایت وارشاد کو بلند کیا، صدہا کو اسلام کا راستہ دکھایا۔ کشف وکرامات اور خوارق عادات آپ سے بہت ظاہر ہوئے۔

آپ برے متواضع اور منکسر النفس تھے۔ بہت سے مشائخ عصر سے آپ نے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ شیخ جلال متوکل آپ کے مشہور خلفا میں سے ہیں۔ آپ کے ملفوظ میں تحریر ہے کہ آپ نے فیض اویسیہ حضرت سیدنا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ارواحِ پاک سے اخذ کیا ہے۔ ۱۰؍ ربیع الآخر ۹۳۴ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ برہان پور میں آپ کا مزار ہے۔ [تاریخ برہان پور]

مخدوم شیخ شمس الدین ملتانی قدس سرہٗ

آپ کا نام ابوالفتح شیخ محمد ملتانی بن شیخ ابراہیم ہے۔ مشاہیر اولیا و اکابر صوفیہ سے ہیں۔ آپ نے فیض اِرادت و خلافت قادریہ حضرت بہاء الدین انصاری سے اخذ کیا۔ صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ مخدوم شیخ حسن قادری - جو بنگالے سے تشریف لائے تھے- ان سے فیض باطنی کا حصول کیا۔ نیز حضرت سیدنا غوثِ صمدانی کی روحِ مبارک سے بھی فیض اویسیہ حاصل کیا۔

آپ جامع شریعت وطریقت تھے، بیدر میں رہتے اور مریدوں کی تعلیم وارشاد میں مصروف تھے۔ آپ کا آستانہ فیض ظاہری و باطنی کا مخزن بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہمایوں بادشاہ بن سلطان علاء الدین آپ کی بددعا سے ہلاک ہوگیا۔ ۲رشوال ۹۳۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ بیدر دکن میں آپ کا مزار ہے۔

سید عبدالوہاب قادری قدس سرہٗ

مشہور سلطان جیو۔ آپ کے والد کا نام سید غیاث الدین احمد آبادی ہے۔ مشائخین کبار اور اکابر ساداتِ عظام سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل تولد آپ کی والدہ راجی فیروز کو مژدہ سنایا اور آپ کی بزرگی کا بیان کیا، چنانچہ چند روز بعد آپ پیدا ہوئے۔

جب حد نطق کو پہنچے تو معلم کے پاس گئے۔ ایک دو حرف پڑھ کر تمام قرآن معلم کو سنا دیا۔ معلم گھبرایا اور آپ کے والد کو اس بات کی خبر دی اور جو کچھ اُجرت ملی تھی وہ واپس دینے لگا تو آپ کے والد نے فرمایا کہ یہ اُجرت نہیں فقیر کا تبرک ہے۔ اس لڑکے کا فکر نہ کرو، یہ دوسری جگہ سے تعلیم پاتا ہے۔ چنانچہ چند عرصے میں بڑے عالم وفاضل بن گئے۔

علماے زمانہ آپ کے پاس آتے اور فیض ظاہری و باطنی پاتے تھے۔ آپ ہمیشہ چہرے پر چادر رکھتے تھے، جو کوئی آپ کو دیکھتا بے ہوش ہو جاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ حسن صورت و حسن سیرت میں گویا یوسف ثانی تھے۔ جب سن تمیز کو پہنچے تو اکثر نماز کے وقت غائب ہو جاتے، لوگوں نے آپ سے استفسار کیا تو فرمایا کہ نماز بیت المقدس میں، نماز ظہر کعبہ میں، نماز عصر مدینہ میں، نمازِ مغرب مشہد میں اور نماز عشا مسجد جدی حضرت سیدنا غوثِ اعظم بغداد میں پڑھتا ہوں۔

پانچ برس کی عمر میں جذباتِ الٰہی آپ کے دل پر منکشف ہونے لگے۔ آپ نے فیض ارادت و خرقہ خلافت قادریہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ والد کی رحلت کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے موضع سرسیں سے پچیس برس کی عمر میں احمد آباد آئے اور وہاں سکونت کی اور سید یعقوب چشتی سے نعمت چشتیہ اخذ کی۔

اکثر اوقات آپ کے پاس جنات آتے اور آپ کو وضو کراتے تھے۔ آپ تمام دن خانقاہ میں بیٹھتے اور مریدوں کو علوم ظاہری و باطنی سکھاتے تھے۔ پورا گجرات آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے مملو ہے۔ ۱۱؍ربیع الاول ۹۳۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ احمد آباد گجرات میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شیخ جلال قادری قدس سرہٗ

آپ دہلی کے متوطن تھے۔ ملک گجرات میں آکر علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ چند سال بعد عشق الٰہی نے دل پر اَثر کیا، تو شیخ بہاء الدین انصاری سمنانی مندوی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور مدت تک ریاضت و سلوک کیا۔ پھر مرشد کے ہمراہ دولت آباد پہنچے، شیخ نے آپ کو خرقہ خلافت قادریہ عطا فرمایا، اور حرمین شریفین جانے کی اجازت دے دی۔ ملک عرب سے لوٹنے کے بعد آپ نے برہان پور

میں قیام فرمایا اور مخلوق کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہو گئے، بہت سے لوگوں کو ہدایت کا راستہ بتلایا۔

ایک روز آپ کے مرشد نے خواب میں فرمایا کہ حضرت غوث اعظم کا خرقہ مبارک جو تمھارے پاس امانت ہے تین دن کے اندر شیخ محمد ملتانی کو جو ہمارے خلفاے خاص سے ہیں پہنچا دو۔ حسب الحکم آپ نے پیرانِ پیر کا وہ خرقہ انھیں پہنچایا اور پھر برہان پور میں رونق بخش ہوئے۔

ایک شب شیخ جلال متوکل نے خواب میں دیکھا کہ فرشتوں کے چند گروہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیخ جلال کی روحِ مقدس کے استقبال کے لیے آئے ہیں، صاحب خواب کو ہمنام ہونے کے سبب اپنی ذات کا اِشتباہ ہوا تو بعد نمازِ صبح ملک شمس الدین کے مکان پر گئے کہ اس کیفیت کا مطلب بتائیں۔

انھوں نے کہا کہ مجھ کو بھی یہ واقعہ معلوم ہو گیا ہے، آج شیخ قادری کی رحلت کا دن ہے۔ ابھی اسی گفتگو میں تھے کہ شیخ جلال قادری کے وصال کی خبر پہنچی۔ ۲۳ ربیع الثانی ۹۳۵ھ میں وفات پائی۔ برہان پور میں آسودہ ہیں۔ [تاریخ برہان پور]

شیخ خانو گوالیری قدس سرہٗ

آپ عشق ومحبت الٰہی میں سوختہ ایک بزرگ تھے۔ خواجہ حسین ناگوری کے مرید تھے اور خرقہ خلافت چشتیہ شیخ اسماعیل چشتی فرزند حسن سرمست چشتی سے حاصل کیا تھا۔ جب کہ حضرت خواجہ بزرگ کی روحانیت سے فیض باطنی اخذ کیا تھا۔

بہت زیادہ ضعف وپیرانہ سالی کے باعث کسی کی تعظیم نہیں کر پاتے تھے۔ شیخ نظام نارنولی اور شیخ اسماعیل برادر شیخ نظام آپ ہی سے فیض یافتہ ہیں۔ ۹۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ گوالیار میں آسودہ ہیں۔

شیخ جمال الدین جمن چشتی قدس سرہٗ

آپ مقبولانِ بارگاہ اور خاصانِ خدا سے ہیں۔ صاحب ولایت تصرفاتِ ظاہری وباطنی میں مشہور تھے۔ فیض ارادت وخرقہ خلافت چشتیہ اپنے والد شیخ محمود راجن سے حاصل کیا اور اپنے والد کے چچا شیخ نصیر الدین ثانی چشتی سے بھی خلافت باطنی رکھتے تھے۔ ساتھ ہی اپنے شیخ احمد کھٹومغربی سے خلافت مغربیہ کا بھی فیض حاصل کیا۔

آپ ہمیشہ اشغال واذکار اور عبادتِ الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔ لوگوں کی تلقین وہدایت میں ساری عمر بسر کردی۔ گجرات کے ہزاروں لوگ آپ کے مریدو معتقد ہوئے۔ ۲۰/ذی الحجہ ۹۴۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ احمد آباد گجرات میں آسودہ ہیں۔ بعض نے چانپانیر میں آپ کا مزار لکھا ہے۔ [تذکرۃ المشائخ]

سید حسین پائی مناری قدس سرہٗ

آپ درویش کامل اور واصلانِ حق سے ہیں۔ عالم علوم ظاہری وباطنی اور جامع کمالات وخوارق عادات تھے۔ ملکوں کی سیروسیاحت آپ نے بہت کی۔ بغایت جسیم تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ مشہد سے ہندوستان کی طرف آئے، دہلی میں آکر قیام فرمایا اور وہاں کسی مسجد میں سکونت کی اور عبادت وریاضت میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ وہ مسجد پائی مناری کے نام سے آج مشہور ہے۔ امراورؤساے عصر آپ کی خدمت میں آتے اور فیض خدمت سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ۹۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ دہلی میں منار شمس کے پاس آپ کا مزار ہے۔

شیخ الفتح سرمست قدس سرہٗ

مشہور ہدایت اللہ۔ خلف شاہ قاخن۔ آپ مشاہیر اولیاے کرام ومشائخین عظام سے ہیں۔ بزرگِ عصر، صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ فیض ارادت ونعمت خلافت فردوسیہ شطاریہ اپنے والد ماجد شاہ قاخن سے حاصل کیا۔ ہمیشہ مریدوں کی تعلیم وارشاد میں مصروف رہتے۔

آپ جامع شریعت وطریقت اور صاحب درجات وعالی مقامات تھے۔ حاجی شیخ حمید حضور نے شاہ قاذن کی رحلت کے بعد آپ سے فیض باطنی اخذ کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۹۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مرشد آباد عرف مندو میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ

خلف شیخ اسماعیل۔ آپ مشاہیر علما اور اکابر اولیا سے ہیں۔ جامع علوم صوری ومعنوی، اور صاحب ذوق وشوق وسماع ووجد تھے۔ آپ کے مزاج میں زہد وتقویٰ کمال درجے کا تھا۔ ظاہر میں شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ عبدالحق ردولوی کے مرید تھے؛ لیکن باطن میں فیض اویسیہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی کی روحِ مبارک سے حاصل کیا۔ اپنے زمانے میں قطب العصر تھے۔ شیخ پیارا گجراتی کی خدمت میں رہ کر علوم حقائق ومعارف کی تعلیم پائی۔

کہتے ہیں کہ ایک روز شیخ عبدالقدوس اپنے مکان پر گئے، تین روز مکان پر رہے۔ شیخ عبدالحق ردولوی کی روحِ مبارک وہاں آ پہنچی اور آپ کو معاملہ میں فرمایا کہ ہم نے تیرا گھر جلایا، اب تک تم نے گھروں کی محبت نہیں چھوڑی!۔

یہ مشاہدہ کرتے ہی آپ کے دل پر بڑا اثر پیدا ہوا اور فقر و درویشی اختیار کر لی۔ حضرت عبدالحق ردولوی کی روح سے آپ کو فیض پہنچا کیا۔ اکثر بزرگوں نے اپنی روح کی قوت سے مریدوں کی تعلیم کی ہے اور ان کے دلوں کو دنیا کی محبت اور سر دوغل وغش سے پاک وصاف کر دیا ہے۔

لکھا ہے کہ چند سال آپ نے نمازِ معکوس پڑھی ہے۔ اور اکثر صومِ وصال رکھا کرتے تھے۔ آپ نے بڑے بڑے ریاضت ومجاہدے کیے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ عبدالقدوس حضرت شیخ عبدالحق ردولوی کے مزار پر گئے، شیخ عبدالحق ردولوی مجسم قبر سے باہر نکل آئے اور آپ کو تعلیم وارشاد کیا اور اپنے پوتے سے فیض خرقہ خلافت چشتیہ دلوا دیا۔

لکھا ہے کہ شیخ عبدالقدوس چھ مہینے ایک درخت کے سوراخ میں بیٹھے رہے اور بے آب ودانہ اذکار واشغال کرتے رہے۔ شیخ جلال تھانیسری وغیرہ آپ کے کمل خلفا سے مشہور ہیں۔ بادشاہِ وقت اور اُمراے عصر آپ کے معتقد تھے۔ آپ نے ولایت چشتیہ کا کوس ایسا بجایا کہ ہزار ہا لوگ آپ کی خدمت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کی تصانیف مکتوبات ورسائل وغیرہ کی شکل میں طلبہ ومریدین کے لیے مفید ہیں۔ ۲۳ / جمادی الآخر ۹۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ گنگوہ شریف میں آپ کا مزار ہے۔

شاہ جلال قدس سرہٗ

خلف شاہ نظام الدین۔ آپ کمل مشائخین اور اکابر عارفین دکن سے ہیں۔ شیخ احمد چشتی برہان پوری کے مرید وخلیفہ تھے۔ مراتب فضائل، علوم دین اور حقائق تصوف کے جامع تھے۔ زہد وتقویٰ میں بے نظیر زاہد وعابد تھے۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں آتا فیض ظاہری وباطنی پاتا تھا۔ گویا آپ کی خانقاہ حاجت مندوں کے واسطے محک کا کام دیتی تھی۔ یعنی ہر شخص کا مطلب دلی پورا ہو جاتا تھا۔

شیخ ابوجیوخضر، شیخ جمال محمد، شیخ ابومحمد، ملاعاشقی، شیخ معظم، شیخ فدا بردی، سید علا اور سید کمال الدین بخاری آپ کے مشاہیر خلفا سے ہیں۔ غرۂ ربیع الثانی ۹۵۱ھ میں رحلت فرمائی۔ برہان پور میں آسودہ ہیں۔ [تاریخ برہان پور]

شیخ چندن چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ صاحب کشف وکرامات وخوارق عادات عالی درجات تھے۔ آپ کے والد کا نام شیخ بڑھ بن جھجو سودری ہے۔ آپ شیخ صدرالدین خاموش چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ جوکوئی کسی چیز کا طالب ہوکر آپ کے پاس آتا آپ کے آستانے سے محروم نہ جاتا تھا۔ سلطان بہادر گجراتی آپ کا مرید ہے۔

کہتے ہیں کہ شیخ منجھو متوطن اجمیر جب حج کر کے ہندوستان کی طرف واپس آئے تو ایک آہنی زنجیر گراں اپنے پاؤں میں ڈال رکھی تھی اور دل میں یہ ٹھان لیا تھا کہ جو بزرگ صاحب کمال ہوگا اس کی نظر سے اگر یہ زنجیر آہنی ہلکی ہوجائے گی تب میں اس کا مرید ہوں گا۔ غرض! اسی طرح منزل بہ منزل دسور تک پہنچے۔

وہاں شیخ دان گجراتی اور شیخ سلطان خلیفہ شیخ چند چشتی سے ملاقات ہوئی۔ وہ مرشد کی خدمت میں لائے، ایک نظر پڑتے ہی زنجیر آہنی سبک ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ اسی روز سے شیخ منجھو اجمیری مرید ہوئے اور پیر کی خدمت میں کئی روز تک رہ کر سلوک وعرفان کی تکمیل کی۔ اور ریاضت ومجاہدہ کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

لکھا ہے کہ جس وقت خادم خانقاہ خرچ کے لیے آپ کی خدمت میں آکر عرض کرتا، آپ دریا کی طرف جاتے اور دونوں آستینیں اشرفیوں سے بھر کر لے آتے اور خادم کے حوالے کر دیتے تھے۔ خادم اس کو خانقاہ کے صرف میں لاتا۔ ہزارہا فقرا ومسافر آپ کی

خانقاہ میں رہتے اور فیض پاتے تھے۔۲۳؍رمضان ۹۵۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔مندسور میں آپ کا مزار ہے۔

سید اِبراہیم ایرجی قدس سرہٗ

خلف سید معین ایرجی قادری۔ بزرگ ومتبرک، دانشمند کامل اور علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ شیخ بہاء الدین شطاری سے اخذ کیا اور اکثر مشائخین وقت سے بھی فیض حاصل کیا۔اوراد واشغال اور طلبہ کے درس میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔

علما وفضلا آپ کی خدمت میں آکر فیض اخذ کیا کرتے تھے۔آپ کے زمانے میں دہلی میں کوئی شخص آپ کے ہمسر نہ تھا۔چنانچہ شیخ عبدالعزیز شکر بار مخدوم شیخ بھکاری وغیرہ نے آپ سے استفاضہ کیا ہے۔آپ نے بے واسطہ شیخ نظام الدین اولیا سے معاملہ میں خرقہ پایا ہے۔اور شیخ پیارے بن شیخ الاسلام شیخ چاند نے بھی فیض اِرادت قادریہ کو آپ سے اخذ کیا۔۹۲۰ھ کو آپ دہلی میں تشریف لائے اور ۵؍ربیع الثانی ۹۵۳ھ میں وفات پائی۔آپ کا مزار دہلی میں شیخ المشائخ نظام الدین اولیا کے مزار کے قریب ہے۔ [عمدة الصحایف مولفہ مولوی عبدالکریم]

مخدوم علاء الدین برہان نگری قدس سرہٗ

۸۲۶ھ میں آپ تولد ہوئے۔مشاہیر بزرگان اور اولیاے کاملین سے ہیں۔آپ کے والد کا نام شیخ کمال الدین ہے۔فاروقی شیخ اور صاحب خوارق عادات وجامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔اپنے والد ماجد سے فیض چشتیہ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔آپ کے

فیض وارشاد سے بہت سے لوگ درجۂ کمالات پر پہنچے۔

ہمیشہ عبادات وریاضات میں مستغفرق اور مریدوں کی ہدایت وارشاد میں مصروف رہتے تھے۔آپ کا فیض ملک دکن میں جاری ہوا۔ عالم گیر بادشاہ نے بڑی عقیدت مندی سے جاگیریں آپ کے مصارفِ خانقاہ کے لیے انعام دی ہیں۔ ۹۵۵ھ میں آپ نے وفات پائی۔موضع برہان نگر علاقہ شولا پور میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ حمید ظہور حاجی حضور قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین شطاریہ سے ہیں۔آپ کے والد کا نام قاضی حظیر الدین جون پوری ہے اور حضرت فرید الدین عطار کی اولاد میں ہیں۔آپ نے شاہ قاخن شطاری سے فیض ارادت وخرقہ خلافت اخذ کیا تھا اور مراتب سلوک کی تکمیل شیخ ابوالفتح سرمست، ہدایت اللہ شطاری کی خدمت میں کی تھی، ساتھ خرقہ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔آپ نے دیار وامصار کی بہت سیر وسیاحت کی تھی۔ مصلّا بر دوش اور عصا ہاتھ میں لیے عالم تجرید وتفرید میں پھرا کرتے تھے۔

جب غوث محمد آپ کی خدمت میں آئے تو کمالِ توجہ سے آپ نے ان کی تربیت کی۔ آپ کی خدمت میں ہجوم خلائق بہت رہتا تھا؛ اس لیے محمد غوث پیر کا اشارہ پا کر شیخ ابوالفتح سرمست کی خدمت میں جاتے اور فوائد باطنی سے مستفید ہوتے تھے۔

حضرت محمد غوث کے بھائی بھی شیخ بہلول بھی آپ ہی کے فیض یافتہ ہیں۔ ہمایوں بادشاہ شیخ بہلول کا مرید تھا، جب تک شیخ حیات تھے، کوئی حادثہ ہمایوں کی سلطنت میں نہ آیا۔ کہتے ہیں کہ بالآخر شیخ بہلول مرزا ہندل برادر خورد ہمایوں کے ہاتھ سے ۹۹۵ھ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔اور ۹۵۶ھ میں شیخ حمید ظہور نے اِنتقال فرمایا۔ [مشکوٰۃ]

شیخ اِبراہیم کلھوار سندھی قدس سرہٗ

آپ کمل بزرگانِ دکن سے ہیں۔صاحب کرامات وتصرفات تھے۔کشف اسرار حقایق ودقایق معرفت میں عالی مرتبہ رکھتے تھے۔آپ نے اکثر اولیاے عصر سے فیوضاتِ باطنی اَخذ کیے۔آپ حضرت شاہ منصور مجذوب کے معاصر تھے۔

کہتے ہیں کہ شیخ ابراہیم کے واسطے خزانۂ غیب سے ہر روز انواع واقسام کی نعمتیں پہنچتی تھیں اور آپ سب محتاجوں اور عاجزوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کی کہ بزرگانِ سابق پتھر کو نظر کیمیا اَثر سے زر بنادیتے تھے۔

شیخ نے تبسم کیا اور ایک پتھر کی طرف اِشارہ کیا،فوراً اس کا رنگ سونے کا سا ہوگیا۔شیخ نے فرمایا:اے پتھر!میں نے تجھ کو بضد ہوکر نہ کہا تھا خوش طبعی سے کہا تھا۔۹۵۶ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔آپ کا مزار برہان پور میں ہے۔[تاریخ برہان پور]

ملا شیخ امان اللہ پانی پتی قدس سرہٗ

آپ کا نام عبدالملک ہے۔مشاہیر عرفا اور اکابر علماے صوفیہ سے ہیں۔جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔آپ شیخ محمد حسن چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ریاضات وعبادات میں آپ نے ساری عمر بسر کی،مشرب قلندریہ تھا،اور فیض قادریہ بھی آپ کو حاصل تھا۔اکثر سلاسل کے بزرگوں سے آپ نے نعمت باطنی اخذ کیا۔شرح لوائح جامی،رسالہ اثبات الاحدیت وغیرہ سلوک وعرفاں کے رسائل آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔

آپ سے اکثر اوقات کرامات وعجائبات ظاہر ہوتے۔مزاج میں عجز وانکسار بہت تھا۔ہمیشہ بحر توحید میں غوطہ زن رہتے۔حضراتِ صوفیہ میں آپ کو جزوِاول کہتے ہیں۔شیخ

الاکبر حضرت محی الدین عربی کے پیرو تھے۔ آپ کی مجلس میں کبھی دنیا اور دنیا داروں کا ذکر نہ ہوتا۔ یادِ حق اور نشرِ علوم میں مشغول رہتے۔

جب آپ کی وفات نزدیک پہنچی، ہر ایک کتاب کو ہاتھ میں لیتے، اس کو کھولتے اور فرماتے تھے کہ اب میں تجھ کو چھوڑتا ہوں، تجھ سے میں نے بہت سے فائدے حاصل کیے۔ اسی طرح ہر چیز سے فرماتے تھے۔ شیخ سیف الدین دہلوی وغیرہ آپ کے مشاہیر خلفا میں سے ہیں۔ ۱۲/ربیع الآخر ۹۵۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ پانی پت میں آسودہ ہیں۔

شاہ منصور مجذوب قدس سرہٗ

خلف ملک جلال وزیر عینا عادل خان والی برہان پور۔ وزیر ملک جلال تھاعیسر میں مدفون ہیں۔ آپ مشاہیر کمل مجازیب دکن سے ہیں۔ حضرت شاہ بھکاری چشتی سے فیض ارادت ونعمت خلافت پائی۔ عالم شباب میں تمام اسباب دولت دنیوی کو ترک کر کے فقر و درویشی کو اختیار کیا۔ اوراذ کار واشغال وعبادت میں مشغول ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک روز شاہ بھکاری طشت میں وضو کر رہے تھے اور شاہ منصور وضو کرا رہے تھے۔ جب شاہ بھکاری وضو سے فارغ ہوئے، تو شاہ منصور نے بحسن اعتقاد وہ طشت اُٹھا کر آبِ وضو کو ایک دم پی لیا۔ بس پیتے ہی عالم جذب آپ پر طاری ہو گیا اور نعمات ولذاتِ دنیوی سے دل سرد ہوا۔ اور اَسرارِ باطنی آپ کے دل پہ کشف ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک مسافر سیاح برہان پور میں آیا اور شیخ ابراہیم کلھدار کی خانقاہ میں اُترا۔ اس نے بیان کیا کہ دو تین سال تک میں حرم کعبہ میں رہا۔ کیا دیکھتا تھا کہ ہر شب جمعہ شام کے وقت ایک فقیر سر برہنہ حاضر ہو کر طوافِ کعبہ کرتا ہے۔ اس شخص کو ہر چند تلاش

کیا نہ پایا۔ جب ایک بزرگ سے میں نے اس فقیر کا حال پوچھا تو اس نے کہا: ان کا نام شاہ منصور ہے، برہان پور میں رہتے ہیں۔ تب سے مجھ کو ان کی قدم بوسی کا اشتیاق رہتا ہے۔ شیخ ابراہیم صاحب خانقاہ نے فرمایا کہ وہ یہاں نہیں رہتے۔

وہ مسافر فقیر ملاقات کے شوق میں اُن کی خانقاہ میں آپہنچا اور شاہ منصور کے ساتھ ایسی بے ادبانہ گستاخی سے گفتگو کی جس سے شاہ منصور نے بڑے غضب کی نگاہ سے مسافر کو دیکھا اور زبان سے چند دُرشت اَلفاظ فرمائے۔ مسافر مارے ہیبت کے اپنے بستر پر آیا اور شیخ ابراہیم سے تمام حال بیان کر دیا اور شدتِ درد کی وجہ سے اپنی زندگی سے تنگ آ گیا۔ شیخ ابراہیم نے التجا کی، مگر کچھ سومند نہ ہوئی، اور وہ دنیا سے چل بسا۔

غرض! بادشاہ وامرا آپ کے پاس آتے اور اپنے مطالب پر پہنچتے تھے۔ شاہ منصور کی عمر ایک سو برس کی تھی۔ ۲۶ ربیع الثانی ۹۵۸ھ میں رحلت فرمائی۔ تھانیسر میں آپ کا مزار ہے۔ [تاریخ برہان پور]

شیخ نعمت اللہ قدس سرہٗ

آپ اسحٰق محفوظ بن شاہ نعمان چشتی آسیری کے فرزند ہیں۔ مشاہیر مشائخین سے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب شاہ فضل اللہ نائب رسول اللہ جونپور سے قلعہ آسیر آئے اور سکونت کی۔ شیخ نعمت اللہ نے اُن کی ضیافت کی اور ان کی خدمت میں رہ کر علم باطن حاصل کیا اور خرقہ خلافت باطنی سے سرفراز ہوئے۔

آپ ہمیشہ عبادت ریاضت اور زہد وتقویٰ میں مشغول رہتے تھے۔ سلوک وتصوف کے اَسرار آپ ایسے بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علما وفضلا آپ سے فیضیاب ہونے آتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز آپ مجلس مولود شریف میں مشائخین کی ایک جماعت کے

ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور یہ شعر میلادخواں پڑھ رہا تھا۔

نام ونشانِ ماہمہ در عشق پاک سوخت
باما دگر مگو کہ کجائی وچیست نام

یہ سنتے ہی آپ پر وجد کی حالت طاری ہوئی، اور پھر چند روز کے بعد اسی حالت ذوق میں جاں بحق ہوگئے۔ ۱۳/ربیع الاوّل کو آپ نے انتقال فرمایا۔ آسیر میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ احمد چشتی قدس سرہٗ

خلف شیخ حاجی متوطن مندو۔ آپ بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں۔ مشاہیر اولیا اور اکابر عرفا سے تھے۔ زہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت، اور صبر وتوکل میں فرد روزگار تھے۔ میراں مبارک خان فاروقی بادشاہ خاندیس آپ کا نہایت معتقد تھا۔ اس نے آپ کے لیے مسجد وخانقاہ بنوائی اور اخراجاتِ خانقاہ کے لیے انعام مقرر کردیا۔ آپ نے انعام قبول نہ کیا۔

اوائل حال میں آپ سپاہی پیشہ میں نوکر تھے اور سپاہ گری کے لباس میں چند سال مستور الحال رہے۔ شب وروز معبودِ حقیقی کی یادوں میں گم رہتے تھے۔ آخر عمر میں نوکری ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کی، اور برہان پور میں سکونت کی۔

مزاج میں جلال بہت تھا۔ اکثر اوقات جو زبان سے نکلتا وہی ظہور ہوتا۔ شاہ جلال برہان پوری آپ کے خلفاے مشہورین میں تھے۔ ۱۳/رمضان ۹۶۵ھ میں دنیاے فانی سے کوچ کیا۔ برہان پور میں آسودہ ہیں۔

شاہ پیر جیو شطاری قدس سرہٗ

آپ عارف باللہ بزرگ ہیں۔ شیخ فتح اللہ کشمیری نے مونس الطالبین میں لکھا ہے کہ آپ چانپانیر سے براہِ خشکی حج کے لیے تشریف لے گئے اور راستوں میں ہر ایک بزرگ سے ملاقات کرتے رہے اور فیوضاتِ ظاہری و باطنی حاصل کرتے رہے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ ہمدان پہنچے، تو جوگیوں کا ایک گروہ آپ سے ملا اور چند سوال کیا۔ آپ نے انھیں جوابِ کافی وشافی دیا۔ ایک جوگی نے کہا کہ آپ آسمان کی سیر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں فقیر ہوں۔ اگر تجھ کو آتا ہے تو دکھلاؤ۔ وہ جوگی اسی وقت اُڑا۔ آپ نے اپنی نعلین کو حکم کیا کہ اگر تمھیں بھی آسمان کی سیر منظور ہے تو جلد اُڑو۔ اسی وقت آپ کی نعلین اُڑی۔

جوگی نے جب یہ کرامت دیکھی تو معتقد ہوا اور خدمت میں حاضر ہو کر شرک وکفر سے توبہ کر کے آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور آپ کی صحبت میں رہ کر تمام اشغال واذکار سیکھا۔ اس کا نام بدرالدین رکھا۔ ایک مندیل اور تسبیح اس کو عنایت کیا۔

آپ نے فیض ارادت وخرقہ خلافت شطاریہ سید محمد غوث گوالیری سے حاصل کیا اور پیر روشن ضمیر کے حکم پر چانپانیر میں سکونت اختیار کی۔ اور مریدوں کے ارشاد وہدایت میں مشغول ہو گئے۔ ۹۶۹ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ قلعہ جانپانیر ملک گجرات میں آپ کا مزار ہے۔

سید کمال الدین قدس سرہٗ

مشہور بہ ملباری صاحب۔ آپ کے والد کا نام سید محمد زین الدین ہے۔ سید علی ہمدانی

کی اولاد میں ہیں۔موضع جنتو شاں علاقہ ہمدان میں تولد ہوئے۔علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے وطن سے حج کے ارادے سے بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ ملک ملبار کی طرف آئے اور وہاں دعوتِ اسلام کی۔ وہاں کا راجہ بڑا متعصب اور اسلام کا سخت دشمن تھا،آپ کے مقابلے میں ایک لشکر تیار کرکے آپ پر حملہ آور ہوا۔

کہتے ہیں کہ جب لشکر نے آپ پر حملہ کیا،تو لشکر کے سپاہی زانوؤں سمیت زمین میں دھنس گئے۔ راجہ نے جب یہ خرقِ عادت دیکھا تو اُمرا وافسران سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر توبہ کی اور اسلام قبول کرلیا، پھر وہاں سے آپ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ چندروز میں حج سے مشرف ہوکے ملبار میں آکر چند سال رہے اور لوگوں کو اسلام کی تلقین کی۔

وہاں سے بحکم خدا سورت میں آکر قیام فرمایا۔اور وہاں علوم ظاہری و باطنی کے مدرسہ میں طلبہ وشائقین علوم ظاہری و باطنی کو تعلیم وارشاد دیتے تھے۔ ۲۷ر رجب ۹۶۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار سورت میں ہے۔

سید محمد غوث گوالیری قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام سید علی ہے۔آپ ۸۹۰ھ میں تولد ہوئے۔ساداتِ جعفریہ سے ہیں۔آپ نے فیض ارادت وخلافت شطاریہ شیخ حمید ظہور حاجی حضور سے حاصل کیا۔علوم دعوات وتکسیر وغیرہ میں آپ کو بڑا کمال تھا۔موکلات شمس ومریخ ومشتری کو مسخر کررکھا تھا۔ اکثر وبیشتر جنات آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے،اور آپ کا کام کیا کرتے تھے۔نصیر الدین ہمایوں بادشاہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔سلوک ومعرفت میں جواہر خمسہ، بحرالحیات وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔

ایک رسالہ بنام عروج نامہ بھی آپ نے لکھا جس میں عروج کا حال ہے۔ جب علمائے گجرات کی نظر سے گزرا تو شیخ علی متقی وغیرہ مشائخین وعلما نے آپ کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ بادشاہِ وقت نے حضرت مخدوم شاہ وجیہ الدین گجراتی کے پاس فتویٰ بھجوادیا کہ آپ اس پر مہر کردیں۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ علمائے ظاہری اُن کے مغزِ سخن کو نہیں پائے۔ چنانچہ آپ نے فتویٰ لے کر چاک کردیا۔ یہ حال سیر عروجیہ میں مفصلاً مرقوم ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ اور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ کی روحِ مبارک سے فیض اویسیہ پایا تھا، اور درجۂ غوث پر پہنچے تھے۔ ریاضت ومجاہدۂ شاقہ آپ نے بہت کیا۔ آپ کا بدن نہایت ضعیف اور لاغر و نازک تھا۔ بڑے بڑے علما وفضلا آپ کی خدمت میں آتے اور فیض ظاہری و باطنی پاتے تھے۔ چنانچہ دکن، گجرات اور خاندیس وغیرہ آپ کے فیوضاتِ باطنی سے مملو ہے، اور آج تک آپ کا فیض سلسلہ شطاریہ اس ملک میں جاری ہے۔

شیخ شکر محمد عارف باللہ برہان پوری، شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی، شیخ صدر الدین ذاکر، اور شیخ ودود اللہ وغیرہ بزرگوار صاحب کمال آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔ ۱۵ر رمضان ۹۷۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ گوالیار میں آپ کا مزار مشہور ہے۔

مولانا شیخ شکر قدس سرہٗ

آپ قوم نوایت سے ہیں۔ عالم باعمل، زہد وتقویٰ میں کامل اور جامع شریعت وطریقت تھے۔ اکثر وبیشتر طلبہ کو علوم دین کا درس دیا کرتے تھے۔ آخر عمر میں تمام ظاہری قیل وقال کو ترک کردیا، اور کسب باطن میں مشغول ہوگئے۔

آپ نے بڑے بڑے ریاضات ومجاہدے کیے، اور فقر وفاقہ کو اختیار کرلیا تھا۔ اکثر

اوقات آپ سے تصرفاتِ ظاہری و باطنی ظاہر ہوا کرتے اور لوگ آپ کی خدمت سے مستفیض ہوتے تھے۔ ۹۷۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بھیمڑی میں ہے۔

سید شاہ جمال قادری قدس سرہٗ

والد کا نام سید نور الدین ہے، ہرمز کے رہنے والے۔ سیدنا غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔ مشاہیر سادات عظام اور اکابر مشائخین کرام سے تھے۔ آپ کے والد نے موضع پتھری دکن میں سکونت اختیار کی تھی۔ آپ نے وہیں نشو ونما پائی اور والد بزرگوار کی خدمت میں علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ عبادات وریاضاتِ شاقہ اور اَذکار واشغال میں مصروف رہے۔ تمام عمر مریدوں کی تعلیم وارشاد میں بسر کی۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلطان بہادر گجراتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کی تعظیم نہ کی، امیروں کو برا معلوم ہوا۔ سلطان سے پوچھا: کیا سبب ہوا کہ اس سید نے آپ کی تعظیم نہ کی اور آپ نے اس کے آداب بجالائے۔

بادشاہ نے کہا: جب میں آپ کی خدمت میں گیا، یکایک میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر یہ بزرگ میری تعظیم نہ کرے گا تو اس کی ذلت وخواری میرے ہاتھ میں ہے۔ لیکن جب میں آپ کے قریب پہنچا تو آپ کا رعب مجھ پر غالب آ گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے دائیں بائیں دو شیر بیٹھے ہیں اور مجھ پر گھورنے لگے۔ میں ڈرا اور اپنے غرور سے توبہ کی۔ چنانچہ وہ آپ کی قدم بوسی کر کے پیچھے پھرا اور آپ کی بزرگی کا قائل اور معتقد ہو گیا۔

چند روز کے بعد سلطان بصد عجز وعقیدت مندی آپ کو احمد آباد لے گیا۔ اور وہاں آپ کے لیے خانقاہ ومسجد بنوادی۔ چنانچہ آپ سے وہاں بہت فیض وارشاد جاری ہوا۔

۲۲رشعبان ۹۷۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔احمد آباد میں رائے کھڑ دروازہ کے متصل آپ کا مزار پرانوار ہے۔

مخدوم شیخ ابراہیم ملتانی قادری قدس سرہٗ

خلف شیخ محمد ملتانی۔آپ مشائخین عظام سے ہیں۔عالم کامل اور زاہد متقی تھے۔ شیخ محمد ملتانی سے فیض ارادت وخلافت قادری رکھتے تھے۔قطب شاہ والی دکن آپ کا مرید تھا۔آپ عالم علومِ ظاہری تھے۔مدت تک علم ظاہری کی بڑے بڑے اساتذہ سے تحصیل کی۔

بیدر میں سجادۂ مشیخت پر جلوس فرماکر بزرگوں کی ہدایت وارشاد میں مصروف ہوئے۔ اور ہزاروں لوگ آپ کی ذات فیض آیات سے سرفراز ہوئے۔۲۲رشوال ۹۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔بیدر میں آپ کا مزارِپُرانوار ہے۔

سید عبدالقادر گنج سوائی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کرام اور اکابر ساداتِ عظام سے ہیں۔میراں شاہ حمید آپ کا مشہور نام ہے۔آپ کے والد ماجد کا نام سید حسن قدسی تھا،اور آپ حضرت سیدنا غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔۹۱۰ھ میں تولد ہوئے اور ۹۴۰ھ قصبہ ناہور عرف ناگور میں تشریف لائے اور سید محمد غوث گوالیاری سے فیض شطاریہ وقادریہ اور جمیع سلاسل کی نعمت خلافت سے سرفراز ہوئے،اوردعوتِ اسماے الٰہی کی اجازت بھی حاصل کی تھی۔

آپ شب وروز مجاہدہ وریاضت اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔مدت تک بے آب ودانہ شغل واذکار میں گزارا۔آپ کے قدوم کی برکت سے اسلام نے ناگور کے

اطراف میں بڑی رونق پائی۔ صدہا مشرکین وکفار آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ سے بہت سی کشف وکرامات اور خوارقِ عادات ظاہر ہوئیں۔ تصرفاتِ قادریہ اور مفرح القلوب میں آپ کے احوال لکھے ہوئے ہیں۔ ۱۰؍ جمادی الآخر ۹۷۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ناگور میں آپ کا مزار پرانوار مشہور ومعروف ہے۔ [مفرح القلوب]

مولانا شیخ مبارک سندھی قدس سرہٗ

آپ اکابر صوفیہ کرام اور مشاہیر علمائے عظام سے ہیں۔ علوم ظاہری مولانا محمد عباس بن جلال سے حاصل کیا۔ احمد آباد سے برہان پور میں آ کر سکونت اختیار کی۔ مسجد ناصر الملک میں طلبہ کو درس دیا کرتے تھے، اور اپنے فیض کا چشمہ جاری کر رکھا تھا۔ پھر قصبہ چوپڑہ ضلع خاندیس میں منصب قضا پر فائز ہوئے۔ بعد ازاں تفال خان والی برار آپ کو بکمالِ آرزو ایلچپور لے گیا اور وہاں مدرس مقرر کیا۔ جہاں ہزاروں طلبہ آپ سے مستفیض ہوئے۔

پھر جب عشق الٰہی نے آپ کے دل میں گھر کیا تو وہاں سے برہان پور آئے اور شاہ شکر محمد عارف باللہ شطاری کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور خرقۂ فیض خلافت حاصل کیا۔ ہزاروں طالبانِ خدا کو منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ ۹۷۸ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار برہان پور میں شیخ ابراہیم بن عمر سندھی کے مزار کے قریب ہے۔ [تاریخ برہانپور]

شیخ شاہ سلیم چشتی قدس سرہٗ

خلف شیخ بہاء الدین۔ آپ حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں ہیں۔ مشاہیر اولیا اور اکابر عرفا سے تھے۔ آپ کے والد سپاہی پیشہ تھے۔ قصبہ سیکری میں رہتے تھے جو کہ آگرہ

سے بارہ کوس (کے فاصلے پر) ہے۔ شیخ سلیم وہاں پیدا ہوئے۔ جس وقت سن شعور کو پہنچے، علم ضروری کو سیکھا اور شیخ ابراہیم چشتی کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ تصفیہ باطن میں کوشش کی اور مجاہدہ وریاضت کرتے رہے۔ سیکری سے دوبار ملک عرب وعجم کی سیر کی۔ اول مرتبہ سولہ برس رہے اور دوسری مرتبہ سات برس سیاحت میں گزارے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے تیئیس (۲۳) حج کیے۔ اور سارا وقت عبادت وریاضت میں گزارتے۔ جب آخر سفر میں تشریف لائے تو کوہِ سیکری پر قیام فرمایا۔ آپ ہمیشہ صائم رہتے۔ شیر شاہ، سلیم شاہ افغان اور خواص خان اُمرائے کبار آپ کے معتقد تھے۔ آپ کو فتوحات بہت آتی تھیں، امیرانہ زندگی گزارتے تھے۔

اکبر بادشاہ کو آپ سے اس درجہ محبت تھی کہ اس کوہستان میں بنام فتح پور ایک شہر آباد کر دیا، اور قریباً بارہ برس اسے اپنا تخت گاہ بنائے رکھا۔ اور شیخ سلیم کے مکان کے متصل مسجد جامع مع خانقاہ بنائی۔ شیخ کی مجلس میں اکثر آیا کرتا اور آپ کی ہمت ودعا کا خواہاں رہتا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اس کے محل میں لڑکا تولد ہوا، جس کا نام سلیم شاہ رکھا۔ ۲۹ رمضان ۹۷۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ فتح پور سیکری کی جامع مسجد کے صحن میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ

آپ کمل مشائخین قادریہ سے ہیں۔ شیخ فیضل قادری کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی نسبت اویسیہ بڑھی ہوئی تھی۔ صاحب خوارق عادات اور جامع تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ اکثر شوریدہ سر اور آشفتہ حال جنگلوں میں پھرا کرتے تھے۔ جب کچھ کھانے کی حاجت ہوتی، ایک شہر نمودار ہوتا اور اس شہر کے لوگ انھیں باعزاز واکرام لے جاتے اور آپ کی دعوت کرتے۔ شب کو جب آپ کو غنودگی آتی تو صبح کو اُس شہر کا نہ نام دیکھتے اور نہ

نشان پاتے۔

شیخ عبدالاحد قادری والد ماجد حضرت امام ربانی آپ کے مریدوں میں ہیں۔۲۹ر جمادی الآخر ۹۸۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔قصبہ کیتھل میں آپ کا مزار ہے۔

مخدوم شیخ بھکاری قدس سرہٗ

آپ کا نام نظام الدین عرف شیخ بھیک ہے۔خلف امیر سیف الدین۔آپ محمد حنفیہ بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے اکابر علما اور مشاہیر عرفاے ہند سے ہیں۔آپ کے والد ماجد امیر سیف الدین نے قصبہ کاکوری میں توطن اختیار کیا تھا، آپ نے وہیں نشو ونما پائی۔علوم درسیہ اپنے والد ماجد سے، علم حدیث مولانا ضیاءالدین محدث مدنی سے، انواع فوائد علوم اذکار واشغال حاجی عبداللطیف ہراتی سے، اور مقدمات سلوک وفیض بیعت بزرگان باطنی سید ابراہیم ایرجی سے حاصل کیا تھا۔اور حافظ ابراہیم سے بھی بہت سے فوائد باطنی حاصل کیے تھے۔

سید غوث الصمدانی اور حضرت شہاب الدین سہروردی کی ارواحِ مبارک سے آپ نے فیض اویسیہ حاصل کیا تھا۔صبر وتسلیم اور رضا وتوکل سے آپ کے مزاج کا خمیر اُٹھا تھا۔ ہمیشہ مریدوں کی تلقین اور طلبہ کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہتے تھے۔۹رذی قعدہ ۹۸۱ھ میں رحلت فرمائی۔آپ کا مزار قصبہ کاکوری میں مشہور ہے۔ [عمدۃ الصحایف مولوی عبدالکریم]

شیخ راج عینی قدس سرہٗ

آپ شیخ خان کے فرزند ہیں۔جامع علومِ رسمی وحقیقی تھے۔گیارہ برس کی عمر میں آپ

گھر سے پیر کی تلاش میں نکلے، برہان پور پہنچے۔ دو برس یہاں رہ کر علومِ ظاہری حاصل کیا اور پھر وہاں سے بیدر دکن کو آئے اور مخدوم شیخ محمد ملتانی کی خدمت میں آ کر مرید ہوئے۔ مراتب سلوک کی تکمیل کے بعد خرقہ خلافت قادریہ حاصل کیا۔ ۱۲ برس ایک جھونپڑی میں سکونت پذیر رہے۔ شب و روز عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے، تھوڑے ہی عرصے میں درجۂ ولایت کو پہنچ گئے۔

حضرت سیدنا غوث الاعظم کی روحِ مبارک سے فیض اویسیہ حاصل کیا اور اجین میں آ کر سکونت اختیار کی، اور خلائق کی ہدایت و ارشاد میں مشغول ہو گئے۔ پچاس برس طلبہ کو درس و تلقین دینے میں گزار دیا۔ ۲۷ رمضان ۹۸۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اجین میں آپ کا مزار ہے۔ تاریخ رحلت ؂

شیخ محمد را جی آنکہ بود	شاہد و مشہود در چشم شہود
رفت از کوے ہوا در چشم ہو	در شمار نہصد و ہشتاد و دو

سید ابراہیم بھکری قدس سرہٗ

متوطن بھکر سندھ۔ آپ مشائخین کبار قادریہ سے ہیں۔ فیض ارادت و خلافت قادریہ مخدوم شاہ ابراہیم ملتانی قادری سے اخذ کیا۔ صاحب کرامت و توکل و ریاضت، جامع علوم ظاہری و باطنی، اور مظہر تجلیات و عجیب حالات تھے۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کی ذات سے فیض باطنی پایا ہے۔

شاہ امان اللہ امانی برہان پوری اور شاہ عبدالرزاق بانسوی آپ سے فیض یاب ہیں۔ آپ نے برہان پور میں آ کر علم ارشاد و ہدایت بلند کر رکھا تھا۔ آپ کی خانقاہ میں ہزاروں لوگ فیض پاتے تھے۔ آپ کا مزار برہان پور میں ہے۔

سید شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ

خلف سید شاہ غیاث الدین ثانی قادری احمد آبادی۔ آپ مشاہیر اولیاے کرام اور اکابر علماے عظام سے ہیں۔ جامع مناقب ظاہری و باطنی تھے۔ والد ماجد سے جمیع فیوضاتِ ظاہری و باطنی حاصل کر کے فیض اجازت و خرقۂ خلافت قادریہ اخذ کیا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو جمالِ ظاہری بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ کا بدن مبارک پیرہن کے اندر شمع در فانوس کے مثل نظر آتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کے حجرے میں آیا اور اکسیر کی ڈبیہ آپ کے سامنے رکھ کر عرض کیا کہ اگر ایک رائی برابر اکسیر گرم لوہے پر ڈالی جائے تو سونا ہو جاتا ہے، آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے میرا وجود اکسیر اعظم بنایا ہے۔ چنانچہ آپ کے سامنے لوہے کا ایک ٹکڑا تھا ہاتھ میں لیا، اُسی وقت زرِ خالص بن گیا۔ اس شخص نے اپنی جسارت سے توبہ کی اور مرید ہوا۔

کہتے ہیں کہ آپ چھ ماہ خلوت میں عبادت و ریاضت کرتے اور چھ ماہ طلبہ و مریدین کی تربیت میں رہتے تھے۔ ہمیشہ صائم النہار اور قائم اللیل تھے۔ رات کو بس دو تین لقمے کھانا کھاتے۔ چوبیس برس سجادۂ مشیخت پر جلوس فرمایا۔ ہزار ہا لوگ آپ کی ذات سے فائز المراد ہوئے۔ آپ کے خلفا سید مصطفیٰ، شیخ فرید، شیخ خوب محمد، خواجہ عطاء اللہ، خواجہ رزق اللہ وغیرہ مشہور ہیں۔ ۹۸۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ احمد آباد گجرات میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ بابا پیارا چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر فقراے کاملین سے ہیں۔ شاہ سدھن سرمست شطاری چشتی متوطن باوا

گڑھ کے مرید وخلیفہ تھے۔ شطاریہ سے بھی فیض باطنی پایا تھا۔تفرید وتجرید میں کامل اور ریاضت وعبادت واذکار واشغال میں واصل بحق تھے۔ بارہ برس بے آب ودانہ جذب کے عالم میں جنگلوں میں پھرا کرتے اور یادالٰہی میں مصروف رہتے تھے۔

بہت سی کشف وکرامات وغیرہ آپ سے صادر ہوئیں۔آپ پر اکثر استغراق کا عالم طاری رہتا تھا۔ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رکھتے تھے۔ ۹۸۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ گجرات میں گھاٹ نربدا کے کنارے آپ کا مزار ہے۔

سید احمد شطاری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کاملین سے ہیں۔ حاجی حمید ظہور شطاری سے آپ نے فیض ارادت وخرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم شباب میں سید احمد شطاری اور شیخ محمد غوث گوالیاری کے ہاتھ پکڑ کر عالم رؤیا میں حضرت حاجی حمید ظہور کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دونوں لڑکوں کی تعلیم وتربیت کرو، ان سے تمھارا سلسلہ روشن ہوگا۔

چند روز میں یہ دونوں حاجی حضور کی خدمت میں پہنچے اور اذکار واشغال اور مجاہدہ وسلوک کرتے رہے اور فیض ارادت وخرقہ خلافت شطاریہ سے مستفیض ہوئے۔ ان دونوں خلفاے کاملین سے سلسلہ شطاریہ نے ملک دکن گجرات میں خوب ترقی پایا۔

ہزارہا اولیاے باکمال اس سلسلہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے انوارِ ولایت وکرامت آج تک ممالک مذکورہ میں نمایاں ہیں۔آپ کا مزار ملھیر ضلع خاندیس میں مشہور ہے۔ ۱۵؍رمضان ۹۸۶ھ میں انتقال ہوا۔ قصبہ بلھیر میں آسودہ ہیں۔

شیخ ولی محمد شطاری قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ قطب جہاں ذاکر نہروالا کے مرید وخلیفہ ہیں۔ شاہ شکر محمد عارف باللہ کے ماموں تھے۔ چند روز مخدوم سید محمد غوث شطاری کی خدمت میں رہ کر منصب فیض خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۹۸۲ھ میں احمد آباد گجرات سے برہان پور میں آ کر سکونت پذیر ہوئے اور طالبین کی تربیت وارشاد میں مشغول ہو گئے۔

کتاب نزہۃ الارواح کی آپ نے نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔ اور یہ بات مشہور ہے کہ جب آپ روتے تھے، قطراتِ اشک سے کپڑے سرخ ہو جاتے تھے۔ ۹۸۷ھ میں راہیِ خلد بریں ہوئے۔ آپ کا مزار برہان پور میں ہے۔ [تذکرۂ برہان پور]

شیخ جلال تھانیسری قدس سرہٗ

خلف شیخ محمود۔ آپ مشائخین کرام وعارفین عظام سے ہیں۔ آپ نے فیض ارادت وخلافت چشتیہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے حاصل کیا۔ فاروقی شیخ تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ مادرزاد ولی پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں آپ نے قرآن حفظ کرلیا اور سترہ برس کی عمر میں تحصیل ظاہری سے فراغت پائی۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ خرقہ خلافت باطنی حاصل کیا اور درجۂ ولایت پر پہنچے۔ تمام عمر ہدایت وارشادِ خلق میں گزار دی۔ ۹۸۹ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ تھانیسر میں آپ کا مزار مشہور ہے۔

[حدیقۃ الاولیاء]

شاہ منصور عارف قدس سرہٗ

آپ بڑے متقدمین مشائخین سے ہیں۔ علم ظاہر و باطن میں یکتائے زمانہ تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کو خدا سے نصرت و فتح مندی ملی تھی۔

صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ اکثر اوقات جذب آپ کے مزاج پر غالب رہتا تھا۔ کبھی کبھی آپ غائب ہوجاتے تھے۔ ۱۶ر ذی قعدہ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار قصبہ صوفہ ضلع پونا میں ہے۔

شیخ صدرالدین ذاکر قدس سرہٗ

آپ کا نام محمد بن شمس الدین ہے۔ آپ بزرگانِ کاملین گجرات سے ہیں۔ پچیس برس کی عمر میں دنیا کو ترک کیا اور تجارت سے ہاتھ دھوکر تجرید و تفرید اختیار۔ ۹۵۲ھ میں احمد آباد آکر حضرت محمد غوث گوالیاری سے فیض ارادت شطاریہ حاصل کیا۔

جب محمد غوث وہاں سے گوالیار کی طرف گئے، آپ ان کے ہمراہ تھے بلکہ کئی سال تک اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر سلوک کی تکمیل کی۔ ریاضت و مجاہدہ اور اشغال واذکار کو سیکھا اور جواہر خمسہ کے عامل ہوئے۔ آپ دار الفقر مندو میں اکثر چلہ کشی کیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدوں میں سے شیخ امان اللہ، شیخ نکتہ مجرد، شیخ جمال، شاہ صادق حسینی اور شیخ محمود وغیرہ حضراتِ باکمال ہیں۔

کہتے ہیں کہ شیخ صدرالدین پہلے چانپانیر میں رہا کرتے تھے۔ جب چانپانیر ویران ہوا تو آپ نے بڑودہ میں آکر سکونت اختیار کی اور وہاں مسجد و خانقاہ بنائی۔ آپ مریدین کی تلقین وارشاد میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ آپ بڑودہ کے قطب مشہور ہیں۔ ۹۸۹ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار بڑودہ میں ہے۔

میاں سید غیاث الدین قدس سرہٗ

متوطن بھڑوچ گجرات۔ آپ خواص عباد اللہ سے ہیں۔ ہر چیز اور ہر جنس کہ جس کی انسان کو حاجت پڑتی آپ نگاہ رکھتے تھے۔ جب کسی کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو آپ سے مانگ لیتا۔ بڑے عابد، عامل اور متقی تھے۔

سید شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ یک بارگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! من افضل الناس فی ہذا الزمان؟ تو آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا: افضل الناس سید غیاث الدین ثم شیخک، ثم محمد عطا۔

غرض! آپ کی بزرگی وعظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے سنی گئی، اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہے؟۔

قاضی ضیاء الدین عرف قاضی جیا قدس سرہٗ

آپ شیوخِ عثمانی سے ہیں۔ اکابر ارباب ولایت اور اعظم اصحابِ ہدایت سے ہیں۔ احوال قوی اور عبادت وتصرفِ کثیر رکھتے تھے۔ آپ شیخ بھکاری کے مرید وخلیفہ اور مشربِ قادریہ رکھتے تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ احمد آباد گجرات میں آئے اور طالب علمی شروع کی۔ قاضی گجرات سے پڑھتے، ان کی دختر سخت مرض میں گرفتار تھیں، تمام اطبا علاج کرنے سے عاجز آ گئے۔ آپ نے استاد سے عرض کی کہ میرا سبق سب طلبہ سے مقدم ہو تو آپ کی لڑکی اچھی ہوگی۔ استاد نے آپ کی درخواست منظور کی۔ مشہور ہے کہ آپ کی دعا سے قاضی کی لڑکی تندرست ہوگئی، پھر اس لڑکی کا نکاح قاضی نے آپ ہی کے ساتھ کر دیا۔

ایک روز احمد آباد کے جنگل میں آپ راستہ بھول گئے۔اس وقت خضر علیہ السلام نظر آئے اور آپ سے فرمایا کہ تم کو چالیس روز میری صحبت میں رہنا چاہیے۔ چنانچہ آپ خواجہ خضر کی خدمت میں چالیس روز رہے اور جملہ علومِ ظاہری و باطنی میں رشد تام حاصل کیا۔ یوں ہی چند روز شاہ وجیہ الدین گجراتی کے مدرسے میں بھی رہے، اور تکمیل علومِ ظاہری کی۔۲۲/رجب ۹۸۹ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔قصبہ نیوتنی ملک اودھ میں آپ کا مزار مشہور ہے۔ [عمدۃ الصحایف]

شیخ شرف الدین زندہ دل شطاری قدس سرہٗ

متوطن شیراز۔آپ عرفاے کاملین سے ہیں۔ چودہ برس کی عمر میں علومِ ظاہری سے فراغت حاصل کیا۔آپ اپنے وطن سے نزاعِ برادری کے باعث روانہ ہوئے، اور ہند کی جانب آئے۔ جب سید محمد غوث گوالیاری کی تعریف سنی اور ان دنوں محمد غوث احمد آباد میں تشریف رکھتے تھے، آپ بھی تشریف لائے اور ان کی خدمت میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ چند روز میں خرقہ خلافت حاصل کیا، پھر باجازت پیر بیجا آ کر متوطن ہوئے اور مریدوں کی تعلیم وہدایت میں زندگی بسر کرنے لگے۔۹۹۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیجاپور میں آپ کا مزار ہے۔

شاہ عبدالحکیم قدس سرہٗ

خلف شاہ بہاء الدین باجن برہان پوری۔آپ اعظم مشائخین برہان پور سے ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید وخلیفہ تھے۔ کثرتِ ریاضت کی وجہ سے آپ کا جسم نہایت نحیف ولاغر ہوگیا تھا، لیکن سماع ووجد کی حالت میں جوش وخروش کی طاقت بے انتہا ہوجاتی تھی۔

ایک روز صاحب کمال کے خلیفہ ملک شیر نے عرض کی کہ ایسے ضعف کے باوجود سماع کے وقت حضرت سے قوتِ جوانی کیسے ظاہر ہوتی ہے تو ارشاد فرمایا: سات برس کی عمر میں میں چیچک کی بیماری کی وجہ سے بہت ناتواں ہو گیا تھا۔ والد ماجد کی خدمت میں خادموں نے جا کر عرض کی کہ اُمید زیست اب باقی نہ رہی۔

حضرت نے فرمایا: اُس کو حاضر کرو۔ جب میں حضوری میں پہنچا تو حضرت نے شاہ رحمت اللہ کا دلق شریف اور حضرت شاہ مسعود بک چشتی کا خرقہ مبارک مجھ کو اُڑھا دیا، اور خود مراقبہ ومناجات میں سر بہ سجدہ ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی برکت سے مجھ کو صحت کامل عطا فرمائی اور حضرت شاہ مسعود بک کا وہی جبہ شاہ باجن کی رحلت کے بعد آپ کو عطا ہوا ہے۔

آپ نے مسند ارشاد وہدایت کو خوب گرم رکھا تھا۔ ہزار ہا لوگ آپ کی خدمت سے فیضیاب ہوئے۔ مولانا شیخ علی متقی نے بھی آپ کی خدمت میں پہنچ کر مقاماتِ سلوک طے کیے اور فیض حاصل کیے ہیں۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں پہنچتا، مطالب دینی ودنیوی پر فائز ہو جاتا تھا۔ ۲۷/رمضان ۹۹۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار برہان پور میں شاہ باجن کے مزار سے متصل ہے۔ [تاریخ برہان پور]

شیخ الہدایہ قدس سرہٗ

آپ کا سید نظام الدین ہے، خلف سید میرن۔ کمل بزرگانِ کرام سے ہیں۔ آپ جامع علوم صوری ومعنوی اور صاحب ریاضت وعبادت وزہد وتقویٰ تھے۔ ایام طفلی میں مخدوم شیخ سعد چشتی کی خدمت میں پہنچے اور رمرید ہوئے۔ پنجاب میں آ کر علومِ ظاہری کو سیکھا اور علوم عقلی ونقلی کی تکمیل کے بعد پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تعلیم باطن کی تلقین پا کر خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے عجیب وغریب حالات کتابوں میں

مرقوم ہیں۔

آپ سے بہت سے کشف وکرامات صادر ہوئے۔فقروفاقہ وتوکل آپ کے اندر بہت تھا۔کبھی مخلوق کے آگے اپنا احتیاج نہ لے گئے۔ایک مرتبہ آپ اکبرآباد میں تشریف لائے اوراکبر بادشاہ کو چندنصائح کیں اور دینِ محمدیہ کی اِمداد میں اس کوترغیب دلائی اور برے کاموں سے اُسے ترہیب کی۔

کہتے ہیں کہ دوسرے روز شیخ فیض نے آپ کی دعوت کی اور مکان پر لے گیا اور بلی، کتا، چوہے کاٹ کے قلیہ اور پلاؤ پکایا۔جب آپ کے سامنے لاکر رکھا تو آپ نے ہاتھ دھونے کے بعد رکابیوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ شارع نے تمھارا کھانا ہم پر حرام کیا ہے، جہاں سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ۔

آپ کا یہ کلام سنتے ہی بلی، کتا اور چوہے زندہ ہوکر دسترخوان پر سے بھاگ گئے۔ اُس بدبخت نے آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اپنی بےاَدبی سے توبہ کی اور آپ سے معذرت چاہی۔آپ وہاں سے بغیر کھانا کھائے ہی تشریف لے گئے اور خیرآباد آکر سکونت اختیار کی۔۷؍ربیع الاوّل ۹۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔خیرآباد میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ ودوداللہ شطاری قدس سرہٗ

مشہور شیخ لاڈ خلف شیخ معروف صدیقی۔آپ کمل اولیاے دکن سے ہیں۔ہمیشہ فقرو توکل وقناعت اور صبرورضا کو اپنا شیوہ بنائے رکھا۔سید محمد غوث گوالیاری سے فیض واجازت اور خرقہ خلافت شطاریہ حاصل کیا۔بارہ سال پیر کی خدمت میں ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔پیر کے روبرو معرفت واَسرارِ باطنی کے تمام اَبواب کشف ہوئے اور آشتہ ملک مالوہ میں سکونت اختیار کی۔وہاں کے لوگوں نے آپ سے خوب فیض اخذ کیا۔

۹۷۴ھ کو قصبہ جامود ضلع خاندیس میں آ کر قیام کیا اور لوگوں کو فائدے پہنچانے میں مشغول ہوگئے۔ کئی سال آپ نے سجادۂ مشیخت کو گرم رکھا۔ پھر ۹۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کا مزار قصبہ جامود میں ہے۔

شاہ شکر محمد عارف باللہ قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کرام اور اکابر اصفیاے عظام سے ہیں۔ آپ نے فیض اِرادت وخلافت شطاریہ حضرت سید محمد غوث گوالیاری سے حاصل کیا۔ چشتیہ وقادریہ سے بھی فیضیاب ہوئے۔ آپ کی ذات جامع کشف وکرامات وخوارق عادات تھی۔ شیخ محمد غوث شیخ حمید ظہور حاجی حضور کے خلیفہ ہیں۔

شاہ شکر محمد نے اپنی ۷۰ برس کی عمر توکل وریاضت میں تمام کردی۔ اپنی سعی سے قوتِ لایموت حاصل کرتے اور اوقاتِ عزیز عبادتِ الٰہی میں صرف کرتے تھے۔ آپ کا فیض باطنی آپ کے خلفا کے ذریعہ دور دراز کے ملکوں تک پہنچا۔ چنانچہ شاہ عیسیٰ جند اللہ آپ کے کمل خلفا سے تھے۔

روز عید الفطر ۹۹۳ھ آپ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ برہان پور بیرونِ شہر پناہ آپ کا مزار پرانوار ہے۔ شکر محمد عارف سے آپ کی رحلت کا سن نکلتا ہے۔ [تذکرہ برہان پور]

شیخ راج محمد شطاری قدس سرہٗ

آپ آزاد مشرب کامل فقیر تھے۔ بڑے صاحب ذوق وشوق اور ریاضت وعبادت میں مصروف رہتے تھے۔ ہمیشہ خلوت میں رہتے، اغنیا سے کم ملتے، صبر وشکر اور فقر وفاقہ آپ کے مزاج میں بہت تھا۔ شیخ صدر الدین ذاکر سے آپ نے فیض باطنی اور خرقہ

خلافت پایا تھا۔

ہمیشہ مریدوں کی تعلیم وتربیت میں سعی کرتے تھے اوران کو اعلیٰ درجے کے مراتب پر پہنچاتے تھے۔آپ سے تصرفاتِ ظاہری بہت ظاہر ہوئے۔۹۹۴ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔بڑودہ میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ نظام الدین نارنولی قدس سرہٗ

آپ ولی کامل اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔شیخ خانو علا تاج ناگوری چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔عابد وزاہد اور صاحب ریاضت ومجاہدہ تھے۔آپ اکثر اوقات بے ہوش ہوجاتے، جب ہوش آتا، پھر عبادت وریاضت میں مصروف ہوجاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ چالیس سال آپ نے مریدوں کی تلقین وارشاد میں گزارے۔ جماعت کثیر نے آپ سے فیوضاتِ باطنی اخذ کیا،اور آپ کی خدمت بابرکت سے درجہ اعلیٰ پر پہنچی۔آپ ہمیشہ پاپیادہ نارنول سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کے لیے دہلی آیا کرتے تھے۔اور ہمیشہ ذوق وشوق میں رہا کرتے تھے۔۱۰رصفر ۹۹۷ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔نارنول میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [مشکوٰۃ]

شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہٗ

آپ کا نام سید احمد المشہور میاں جی، الملقب اُستاذ البشر وعلی الثانی۔خلف سید نصر اللہ۔مشاہیر مشائخین کرام واکابر فضلاے عظام سے ہیں۔جامع صوری ومعنوی اور صاحب کشف وکرامات وعالی درجات تھے۔

کہتے ہیں کہ ایام طفلی ہی سے سعادت کے آثار ظاہر تھے۔کبھی بے وضو والدہ کا دودھ

نہ پیا۔ آپ کا قلب ہمیشہ خواب میں ذاکر رہتا تھا۔ تین برس میں قرآن حفظ کیا پھر اس کے بعد علومِ ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور سترہ برس کی عمر میں علوم صوری میں کمال حاصل کیا۔ چوبیس برس کی عمر میں درس وتدریس جاری کیا۔ دور دور سے لوگ آپ کے پاس آتے اور علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم وارشاد پاتے تھے۔ سینکڑوں لوگ درجۂ اعلیٰ پر پہنچے۔

آپ نے مولانا عمادالدین طارمی سے -جو بڑے فاضل اجل تھے- علوم ظاہری کو سیکھا۔ اور اپنے ماموں ابوالقاسم صدیقی سے بزرگانِ دین کے فیوضاتِ باطنی اخذ کیے اور پھر کئی بزرگوں کی خدمت میں مستفیض ہوئے۔ پھر جب شیخ الکل مولانا محمد غوث گوالیاری احمد آباد تشریف لائے تو آپ نے ان کی خدمت میں فیض شطاریہ حاصل کیا اور خرقہ خلافت باطنی سے سرفراز ہوئے۔ تمام مراتب سلوک کو طے کیا۔

آپ تمام دن مدرسہ میں بیٹھ کر سبق دیا کرتے تھے اور رات کو مریدوں کی تلقین وارشاد میں مصروف ہوتے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز آپ کے مدرسہ میں آتے اور درس سنا کرتے تھے۔ آپ نے ہر چند چاہا کہ درس کو ترک کریں مگر آنحضرت کی بشارت سے آپ نے علومِ ظاہری کی تعلیم جاری رکھی اور اسی روز سے اس کا نام تعلیم محمدی رکھا گیا۔

آپ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ مولانا حبیب اللہ نے اپنے ملفوظ میں تحریر کیا ہے کہ آپ کے خلفا کی تعداد چودہ سو ہے۔ دکن وکوکن و گجرات آپ کے خلفا سے مملو ہے۔

آپ کے فیوضاتِ باطنی کے جا بجا چشمے جاری ہیں۔ آپ کے مزار سے انوارِ ولایت عیاں ہیں۔ بے شک آپ قطب ولایت گجرات تھے۔ غرہ صفر ۹۹۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار احمد آباد گجرات محلّہ خانپور میں مشہور ومعروف ہے۔

سیدالکبیرالشریف شیخ العیدروس قدس سرہٗ

آپ ۹۱۹ھ بلدہ تریم، حضر موت میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سید عبداللہ العیدروس سے علوم ظاہری سیکھا اور فیض وخرقہ خلافت عیدروسیہ حاصل کیا۔ ۹۴۱ھ میں حج کو تشریف لے گئے۔ ماہِ رمضان میں چار عمرے دن کو اور چار عمرے رات کو بجالاتے، جس کے لیے حدیث شریف میں آیا ہے :

إن عمرة في رمضان كحجة .

یعنی رمضان میں ایک عمرہ بجالانا ایک حج کا ثواب حاصل کرنا ہے۔

آپ جب مدینہ طیبہ پہنچے، امام العصر شہاب الدین احمد السہمی سے بہت سے فواید صوری و باطنی اخذ کیے اور ان کی دعا کی برکت سے آپ نے بڑی برکتیں حاصل کیں۔ ۹۵۸ھ میں احمد آباد گجرات میں آئے۔ سلطان محمود خان والیِ احمد آباد آپ کا معتقد ہوا۔ ۹۶۶ھ میں از راہِ بھڑوچ بلدۂ سورت میں تشریف لائے، اس وقت تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو حج کے جانے کے واسطے یہی بندرگاہ سورت مقرر تھا۔ عرب سے جہازات یہاں آتے۔ دریا کا طوفان، پُرخطر راہ، نیز اہل فرنگ قوم فرانس اور پرتگیز وانگلش کے باہم محاربات جاری تھے۔

چنانچہ آپ کو بشارت ہوئی کہ سورت ہی میں رہیں اور توجہ باطنی سے اہل جہاز وحجاج کی سلامتی کے لیے اِمداد کریں اور قطب زماں سید محمد العیدروس صاحب العدن بھی اسی کام پر مامور ہوئے تھے بلکہ اب تک اہل جہاز آپ کے خرقِ عادات معلوم کرتے ہیں اور طوفان کے وقت آپ کی امداد سے نجات پاتے ہیں۔ شرح فصوص، سراج التوحید اور تحفۃ المریدین آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔ آپ کی وفات ۲۵ر رمضان ۹۹۹ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کا مزار احمد آباد گجرات میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ [سیر الاولیاء]

سید عبد الصمد خدا نما قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے متصرفین سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ ہمیشہ زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ جو کوئی طالبِ خدا آپ کی خدمت میں آتا، چند روز اس کو رکھتے، پھر ارشاد و ہدایت فرما کر درجۂ اعلیٰ پر پہنچا دیتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ آپ کی صحبت میں طالب کے دل پر انوارِ الٰہی منکشف ہو جاتے تھے، اس لیے آپ خدا نما مشہور ہوئے۔

آپ نے فیض ارادت و خرقہ خلافت باطنی شاہ ہدایت اللہ قادری سے حاصل کیا اور ان کی خدمت میں کئی سال رہ کر ریاضت و مجاہدہ کیا اور خرقہ خلافت باطنی سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ ۲۷؍ذی الحجہ ۹۹۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بانسہ میں آپ کا مزار ہے۔

سید شاہ جمال البحر معشوقِ ربانی قدس سرہٗ

خلف سید شاہ حسین قادری۔ حسینی سادات سے تھے۔ آپ صاحب خوارقاتِ ظاہری و باطنی، قطب الوقت اور جامع علومِ شریعت و طریقت تھے۔ بعمر دوازدہ سالگی والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد سے سیر و سیاحت کو نکلے۔ کہتے ہیں کہ سید حسین قادری کی اولادِ مزیدہ زندہ نہیں رہتی، جب کسی سے کچھ کرامات یا خوارق ظاہر ہوتے فوراً سید حسین بجانب فرزند نگاہ تیز کرتے، اور ارشاد فرماتے: بابا! آرام کرو اسی وقت روح بدن سے پرواز کر جاتی۔

آپ نے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور انھیں سے نعمت باطنی اور خرقہ خلافت قادریہ بھی لیا۔ پھر حرمین شریفین کی طرف آئے اور حج و زیارت کر کے مدینہ طیبہ گئے اور

وہاں زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ معشوقِ ثانی آپ کو پیغمبر خدا نے خطاب دیا ہے۔ پھر وہاں سے دکن کی طرف آئے اور دکن کے ایک گاؤں ورنگل میں اُترے۔ آپ کے ہمراہ فقرا بہت تھے۔ جب سوموارم کے گاؤں میں آپ نے قدم رکھا، وہاں ایک پہاڑ پر- جو متصل ہے- آپ نے قیام فرمایا۔ بارہ برس بمشاہدہ انوار شہود ذات مراقبہ میں کھڑے رہے، بھوک پیاس سب موقوف تھی۔

جب چلہ تمام ہوا تو آپ پہاڑ پر سے نیچے اُترے اور موضع عرس میں آ کر مقیم ہوئے۔ آپ سے کرامات وخوارقات بکثرت سرزد ہوئے۔ لوگ آپ کی خدمت میں آتے، فیض پاتے اور اُن کے مطالب ومقاصد پورے ہوتے تھے۔ ۲۲/رجب ۱۰۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار موضع عرس علاقہ ورنگل میں مشہور ہے۔ [تذکرۃ الاولیاء]

سید شاہ اسمٰعیل قادری نیلوری قدس سرہٗ

آپ ساداتِ عظام اور اولیاے کرام سے، سیدنا غوث اعظم کی اولاد میں تھے۔ آپ جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ سلطان محمود بادشاہ بیجاپور کے زمانۂ سلطنت میں بغداد سے بیجاپور آئے اور موضع نیلور میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے ہمراہ خدام ومریدین بہت تھے، سب سے کہا کہ یہاں کے ظالم حاکم کو مار کے نکال دو، چنانچہ خادموں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور ظالم حاکم کو وہاں سے نکال دیا۔ حاکم مذکور سلطان بیجاپور کے پاس آیا اور تمام حال بیان کر دیا۔

بادشاہ نے تعجب کیا۔ مگر جب آپ کی بزرگی وولایت کو مشائخین بیجاپور سے سنا تو اسی وقت ایک سند انعام ضلع نیلور کی لکھ کر آپ کے پاس بھیج دیا، لیکن آپ نے اس کو قبول نہ کیا۔ پھر بادشاہ بکمالِ اعتقاد آپ کی خدمت میں خود پہنچا اور آپ کی عظمت وولایت کو

دیکھ کر بڑا معتقد ہوا۔

چنانچہ اس بادشاہ کی دی ہوئی جاگیریں انعام اب تک آپ کی اولاد میں جاری ہیں۔ کشف وکرامات اور خوارق عادات آپ سے بکثرت ظہور پاتے تھے۔ سلخ شعبان ۱۰۰۰ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ نیلور میں آسودہ ہیں۔ [مشکوٰۃ النبوۃ]

ملک شیر خلوتی قدس سرہٗ

متوطن احمد آباد گجرات۔ آپ مشاہیر اولیاے خاندیس سے ہیں۔ مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے نبیرہ تھے۔ مخدوم سید مصطفےٰ چشتی سے فیض ارادت وخرقہ خلافت پایا۔ ظاہر میں سپاہی پیشہ تھے مگر باطن میں درویشی طینت تھے۔ شبانہ روز نماز نوافل اور درودِ نبوی میں گزارتے۔

اکثر مشائخین مایۂ عشرت سے آپ نے فیوضاتِ باطنی حاصل کیے۔ اور شیخ العمر شیخ بڈھ چشتی سے بھی فیض خرقہ خلافت باطنی اخذ کیا۔ ۹۸۲ھ میں گجرات سے خاندیس آئے اور بادشاہِ فاروقی کے زمانۂ بادشاہت میں کسی امیر کے پاس نوکر تھے، مگر پھر اس نوکری کو ترک کر کے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ بڑے بزرگ عارف باللہ اور صاحب خوارق عادات تھے۔ ۱۰۰۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ قصبہ بودوٹو میں آپ کا مزار ہے۔

سید عبدالحلیم قادری قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام سید مصطفےٰ قادری ہے۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی کے اولاد میں مشاہیر ساداتِ عظام واولیاے کرام سے ہیں۔ آپ نے نعمت خلافت کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ زہد وتقویٰ اور ریاضت ومجداہات میں مدام مشغولی رکھتے۔ اُکلیسر ملک گجرات میں آ کر قیام فرمایا۔ مدت تک لوگوں کو ارشاد وہدایت فرماتے رہے۔

نقل ہے کہ جب بادشاہ جہانگیر اُکلیسر میں آیا تو آپ کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا۔ آپ جس حجرے میں رہتے تھے وہ ایسا تنگ و تاریک تھا کہ ہر چند بادشاہ نے چاہا کہ حجرے کے اندر جائے لیکن جا نہ سکا۔

آپ نے کشف سے معلوم کیا کہ جہانگیر ملاقات کے واسطے آیا ہے۔ دروازے کی طرف ذرا اِشارہ کیا تو وہ دروازہ بلند اور حجرہ کشادہ ہوگیا اور وہاں ایک روشنی ہوگئی۔ بادشاہ مع اُمرا و خدام حجرے کے اندر گیا اور آپ کی ولایت دیکھ کر معتقد ہوا اور چند گاؤں آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لیے بطریق انعام دیے۔ غرہ رجب ۱۰۰۵ھ میں وفات پائی۔ اُکلیسر میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [سیر الاولیاء، مولوی عبدالحکیم سورتی]

شیخ حمید قادری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے بیجا پور سے ہیں۔ حافظ قرآن اور اپنے زمانے میں بزرگِ وقت اور اہل باطن و پرہیزگار تھے۔ ترک و تجرید وقطع علائق میں مردانہ وار اور قناعت و توکل و فقر میں ثابت قدم رہے۔ ہمیشہ طلبہ و مریدین کی تعلیم و ارشاد میں مصروف رہتے۔ اپنے وطن سندھ سے محمد آباد بیدر آئے اور شیخ محمد گنج بخش خلیفہ شیخ مخدوم جی قادری کے مرید ہوئے۔ چند روز کے بعد ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد میں بیجا پور تشریف لاکر علم ارشاد و ہدایت کو بلند کر دیا۔

ابراہیم شاہ خود آپ کی خدمت میں آ کر فیض حاصل کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ کی بڑی شوکت اِستقبال کے ساتھ شہر میں لایا اور بادشاہ باغ میں سکونت کرنے کے لیے جگہ دی۔ آپ نے وہاں ایک چھپر بنالیا تھا۔ رات بھر اذکار و اشغال میں مشغول رہتے اور دن کو مریدین کی تلقین میں بسر کرتے تھے۔ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۰۱۱ھ میں رحلت فرمائی۔ بیجا پور میں آپ کا مزار ہے۔ [روضۃ الاولیاء]

خواجہ محمد باقی باللہ نقش بندی دہلوی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین کرام اور اکابر فضلاے عظام سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ خواجہ محمد خواجگی نقش بندی سے فیض اِرادت حاصل کیا تھا؛ مگر نسبت باطنی آپ کی حضرت بہاء الدین نقش بندی کے ساتھ تھی اور فیض اویسیہ خواجہ عبداللہ احرار سے آپ کو پہنچا تھا۔ ابتدا میں آپ نے شہر کابل کا سفر کیا، وہاں علوم ظاہری کو سیکھا۔ جب علومِ ظاہری سے فراغ حاصل کیا تو خواجہ محمد امکنگی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور تکمیل کے بعد مراتب بلند و مقاماتِ ارجمند تک فائز ہوئے۔

زہد و ریاضت کا یہ حال تھا کہ کھانا آپ بہت کم کھاتے تھے اور خواب بہت کم کرتے۔ ضرورت کے بغیر کسی سے ہم کلام نہ ہوتے۔ نمازِ عشا کے بعد نمازِ تہجد تک دو ختم قرآن مجید کے کرتے۔ بعد تہجد صبح تک ۲۱ مرتبہ سورۂ یٰس پڑھنا آپ کا روزمرہ ورد تھا۔ ہزاروں طالبانِ حق آپ کے ذریعہ سے قربِ الٰہی کی منزلوں پر فائز ہوئے۔

چنانچہ شیخ احمد مجددی آپ کے مشاہیر خلفا میں تھے۔ ۲۶ / جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔ [ہدیہ مجددیہ] تاریخ رحلت از کتاب چراغِ دہلی۔

خواجہ باقی آں امام اَولیا	عارف باللہ اَسرار نہفت
نکہت بستان سروِ انبیا	از نہالِ جعفری خوشگل شگفت
چوں بہ شرب فنا اندر بقا	چوں ندائے ارجعی از حق شنفت
سال تاریخ وصالش خسروی	باقی باللہ نقشبندی وقت گفت

خواجہ داتا نقش بندی قدس سرہٗ

آپ کا نام سید جمال الدین متوطن موضع خبوق ملک خوارزم ہے۔ والد کا نام سید بادشاہ خواجہ پردہ پوش تھا جو شاہ اسماعیل صفری کے زمانے میں شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر چار مہینے تھی۔ عالم رؤیا میں خواجہ بابا کو اپنے فرزند کی پرورش کے لیے اِرشاد کیا اور خواجہ عبیداللہ احرار نے بھی خواجہ بابا کو قوتِ روحانی سے آپ کی پرورش کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

چنانچہ خواجہ بابا نے ایک ضعیفہ کے گھر میں آپ کو پایا، پھر جنگل میں ایک چشمہ کے کنارے لے جا کر آپ کو رکھا اور اس شیر خوار بچہ کے لیے دعا کی۔ ایک ہرنی ہمیشہ جنگل سے آیا کرتی اور آپ کو دودھ پلاتی تھی۔

غرض! بارہ سال آپ نے وحوش وسباع کی صحبت میں پرورش پائی۔ خواجہ بابا نے آپ کو طریقہ خواجگانِ نقش بند اور احکام وفرایض اسلام سکھائے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو آپ متحیر ہوئے، یکایک قبلہ کی جانب سے مردانِ غیب نمودار ہوئے اور خواجہ بابا کو غسل دے کر نمازِ جنازہ اَدا کر کے دفن کر دیا، اور آپ کو تسلی دے کر چلے گئے۔

سیر الاولیاء میں تحریر ہے کہ آپ عالم مستی اور ذوقِ الٰہی میں حجرے کے اندر رہا کرتے۔ وحوش وسباع آپ کے ساتھ ہوتے۔ اگر کسی شخص کو دیکھتے، بھاگ جاتے۔

ایک دفعہ بابا چوپان ترکستانی اور ایک مجذوب آپ کی ملاقات کے لیے گئے، آپ ان کو دیکھتے ہی بھاگ پڑے۔ انھوں نے کہا کہ ہم بھی اسی گروہ کے ہیں اور توجہ قلبی سے کشش کی، تب آپ نے ملاقات کی۔ بابا چوپان نے اپنی بغل سے تین گرم روٹیاں نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیں، باہم تناول کیا۔ ان روٹیوں کا کھانا کیا تھا گویا شہر میں

آدمیوں کے ساتھ رہنے کی دعوت کی تھی۔

پھر وہاں سے خواجہ دانا بلخ میں آئے اور خواجہ عبدالہادی کے مہمان ہوئے۔ پھر مولانا سعید ترکستانی کی خدمت میں آکر علومِ صوری و معنوی کو حاصل کیا۔ بادشاہِ بلخ آپ کا مرید ہوا۔ اور اپنی دختر سے آپ کا نکاح کر دیا۔ چنانچہ ہند کے سفر میں وہ بی بی آپ کے ساتھ تھیں۔ سورت میں اُن کا مزار ہے۔ آپ نے سورت میں آکر اقامت کی اور زوڈّارو حجاج کے جہازوں کی حفاظت و امداد میں خدا کی طرف سے کوشش کرتے رہے۔ ذیل کی رباعی سے صاف ظاہر ہے۔

پئے امدادِ کشتی ہائے ایں بحر وطن داریم اندر کنج ایں شہر
برایں خدمت زحق گشتیم مامور چہ خوش گفتند المامور معذور

آپ جامع کمالات وتصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ ۵؍صفر ۱۰۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بلدۂ سورت میں ہے۔ آپ کے مناقب میں ذیل کی کتابیں مشہور ہیں: مناقب اخیار مصنفہ خواجہ ابوالقاسم ...... جامع المناقب مصنفہ اخوند درویش تاشقندی ...... مقامات العارفین مصنفہ قاضی جان محمد ...... فتاویٰ فیض النقش بند مصنفہ خواجہ فیض الحسن ...... کثیر الفوائد مولفہ خواجہ نور الاعلیٰ۔

شاہ سید صبغۃ اللہ بھڑوچی قدس سرہٗ

خلف سید روح اللہ حسینی۔ ساداتِ باقری سے ہیں۔ اور سید شاہ کمال الدین بھڑوچی کی اولاد سے تھے۔ بھڑوچ کے متوطن اور مشاہیر مشائخ کبار واکابر اولیاے نامدار سے تھے۔ علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد علم باطنی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ احمد آباد گجرات آئے، استاذ البشر شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی کی خدمت میں پہنچے، نو سال مدرسہ میں مقیم رہے،

تمام علومِ ظاہری و باطنی کو حاصل کیا۔ علم حدیث کی سند لی اور چشتیہ عالیہ میں آپ سے بیعت کر کے تمام اذکار واشغال کی اجازت لی بلکہ مرشد کے عین وجود معنوی ہو گئے۔

شاہ وجیہ الدین کا حکم ہوا کہ اپنے وطن میں جا کے رہو اور لوگوں کو علومِ ظاہری و باطنی کی تلقین وتعلیم کیا کرو۔ شاہ صبغۃ اللہ حسب حکم پیر وطن پہنچے۔ چند روز تک مریدوں کی ارشاد وہدایت میں مشغول ہوئے۔ ایک روز راستہ میں خیال ہوا کہ مدینہ طیبہ جانا چاہیے۔ غرض! اسی وقت ایک منزل راستہ طے کیا۔

جب یہ خبر آپ کی اہلیہ بی بی راجی دولت کو پہنچی جو چنگیز خان وزیر بادشاہ گجرات کی دختر نیک اختر تھیں تو انھوں نے تھوڑے ہی عرصے میں سامانِ سفر تیار کروایا اور آپ کی طرف روانہ کر دیا۔ مخدوم شاہ صبغۃ اللہ مناسک حج اَدا کر کے مدینہ طیبہ میں جا کر مقیم ہوئے۔ آپ کی بزرگی وعظمت ولایت دیکھ کر وہاں کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

کہتے ہیں کہ آپ چند روز بیجاپور کی جامع مسجد میں بھی سکونت پذیر تھے۔ آپ نے ہدایت وارشاد کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا تھا۔ لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور فیض پاتے تھے۔ یہ بات مشہور ہے کہ اکثر اوقات حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے، اور اس میں واقعاتِ غیبی کا تذکرہ رہتا ہے۔

آپ کی عمدہ ومشہور کتب ورسائل میں کتاب الوحدت، ارادۃ الدقائق، اور مالا یسمع المرید وغیرہ ہیں۔ آپ کے خلفاے کاملین سے مولانا حبیب اللہ، شیخ عبد العظیم مکی، شیخ عبد الحکیم اور سید عبد اللہ وغیرہ مشہور ومعروف ہیں۔ ۲۶؍ جمادی الثانی ۱۰۱۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ مدینہ طیبہ میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

شاہ برہان الدین قادری قدس سرہٗ

خلف شاہ عبد الجلیل قادری احمد آبادی۔ آپ مشاہیر مشائخین قادریہ سے ہیں۔

بڑے عالم کامل اور صاحب ولایت تھے۔اپنے جد امجد شاہ غیاث الدین ثانی سے خرقہ خلافت اور فیض باطنی اخذ کیا۔اور جد مادری سید یحییٰ بن سید خوند میر احمد آبادی سے فوائد ظاہری و باطنی حاصل کیے۔والد کی رحلت کے بعد مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔آپ سے بہت لوگ فیض یاب ہوئے۔توکل پر ثابت قدم تھے۔آپ نے خانقاہ سے کبھی باہر قدم نہ رکھا۔آپ کے تصرفاتِ ظاہری و باطنی بہت ہیں۔

ملفوظ قادریہ اہل گجرات میں مرقوم ہے کہ جب آپ کی رحلت کا وقت قریب پہنچا تو مریدوں سے پوچھا کہ صبح کاذب ہوگئی ہے؟ مریدوں نے کہا: ہاں۔آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور حاضرین کے روبرو کلمہ طیبہ پڑھ کر جاں بحق تسلیم کر دیا۔

جب آپ کو غسل دینے کے لیے تختہ پر لٹایا گیا تو آپ کے پاؤں دراز نہیں ہوتے تھے۔شیخ وقت میاں قطب محمد سجادہ نشین مخدوم شیخ رحمت اللہ چشتی نے - جو آپ کی خدمت سے فیض یاب ہوئے تھے- آپ سے عرض کی کہ اپنے پاؤں دراز کیجیے، چنانچہ اسی وقت آپ نے پاؤں دراز فرمادیے۔آپ کے خلفا میں صوفی بڑھا، صوفی کمال، اور خواجہ عطاء اللہ وغیرہ مشہور ہیں۔۱۰/...۱۰۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار احمد آباد گجرات محلّہ خانپور میں مشہور ہے۔

خواجہ محمد دہدار قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیائے متصرفین سے ہیں۔آپ کے والد کا نام خواجہ محمود دیدار تھا جو مولانا عبدالرحمٰن جامی کے شاگرد وخلیفہ تھے۔دہدار، بخارا میں ایک موضع ہے آپ وہاں کے متوطن تھے۔جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، فقر میں شانِ عظیم رکھتے تھے۔نفحات الانس پر آپ نے بہت عمدہ حاشیہ لکھا ہے۔راجہ تانسین اور کفار ومشرکین نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔

کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موے مبارک آپ کے پاس تھا۔ جب آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کے خادموں نے غسل وتکفین کے بعد موے مبارک کو آپ کے منہ کے سامنے لایا۔ تمام علما ومشائخین سورت اس وقت وہاں موجود تھے، آپ کی سیدھی آنکھ کھل گئی اور وہ موے مبارک اُڑ کر یکا یک آپ کی چشم راست میں جا کر رہ گیا، اور آنکھ بند ہوگئی۔

(ایسا اس لیے ہوا کہ) لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس موے مبارک کو رکھنے کے کوئی لائق نہیں ہے۔ آپ کے اس خرقِ عادات کو حاضرین نے مشاہدہ کیا اور معتقد ہوئے۔ ۱۹ر محرم ۱۰۱۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار سورت میں ہے۔

شاہ عبداللہ حسینی علوم قدس سرہٗ

خلف شاہ وجیہ الدین گجراتی۔ آپ کمل اولیاے گجرات سے ہیں۔ آپ بیعت واجازت اور خرقۂ خلافت اپنے والد ماجد سے رکھتے تھے۔ بیس سال تک مسند ہدایت وارشاد پر متمکن رہے اور خلق کی رہنمائی کرتے رہے۔ آپ قطب العصر اور ولی کامل تھے۔ سیرت اور شمایل میں اپنے والد کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے تھے۔

آپ نے درویشی وریاضت کو انتہا درجے تک پہنچایا۔ آپ کی عمر ۸۷ سال سے اوپر تھی اور اس وقت تک آپ کی غذا فقط ساڑھے سات سیر جو شمار میں آئی۔ آپ ہمیشہ صائم رہتے۔ روزۂ طے رکھا کرتے تھے۔ اور افطار کبھی روٹی اور کبھی پانی سے کیا کرتے تھے۔ ۵ر محرم ۱۰۱۷ھ میں آپ نے وفات پائی۔ احمد آباد میں اپنے والد ماجد کی قبر سے متصل آسودہ ہیں۔ [مشکوٰۃ]

شیخ لطف اللہ قادری قدس سرہٗ

آپ کمل بزرگان ومشائخین بیجاپور سے ہیں۔شیخ حمید قادری کے مرید وخلیفہ تھے۔ مرشد کی رحلت کے بعد جانشین ہوئے۔فقر وغنا،تجرید وتفرید اور ریاضت ومجاہدہ میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔دس سال تک ہدایت وارشادِ خلائق میں مشغول رہے۔اور ہزاروں طالبانِ حق آپ کی خدمت سے خدارسیدہ ہوگئے۔

کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں شاہ صبغۃ اللہ حسینی بھڑوچی بیجاپور میں تشریف رکھتے تھے، شیخ لطف اللہ قادری بھی وہاں وموجود تھے۔آپ کو صاحب ذوق وریاضت اور مستعد دیکھ کر توجہ باطنی سے اپنی طرف کھینچ لیا۔

جب شیخ حمید قادری کو یہ بات معلوم ہوئی تو شاہ صبغۃ اللہ کی جناب میں کہلا بھیجا کہ آپ کے ہزار ہا طالبان نامور مشہور ہیں،اس فقیر کا بھی ایک لطف اللہ ہے۔شاہ صبغۃ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے شیخ لطف اللہ تم کو بخش دیا۔

جب شیخ حمید نے دیکھا کہ تو حضرت نے شیخ لطف اللہ کے دل پر فیض باطنی کا اَثر پہنچایا۔تو آپ نے کہا کہ شاہ صبغۃ اللہ نے عطا فرمایا لیکن اپنا بنا کے عطا فرمایا۔۱۱/ربیع الآخر ۱۰۲۱ھ میں وفات پائی۔بیجاپور میں آپ کا مزارِ پرانوار ہے۔ [روضۃ الاولیاء]

سید عبدالرحمٰن قدس سرہٗ

آپ بیجاپور کے بزرگانِ دین سے ہیں۔حافظ قرآن،انسانی فضیلتوں اور بزرگیوں کے جامع تھے۔حضرت سید محمود حسینی خلف سید رحمت اللہ سے فیض ونعمت خلافت اور برکاتِ علوم حاصل کیا۔ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ بادشاہی میں بیجاپور آئے اور اپنے والد شاہ

روح اللہ حسینی بھڑوچی خلیفہ جمال صفی اللہ سے بھی فیض باطنی پایا تھا۔

۹۹۵ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور وہاں کے مشائخین سے فیوضاتِ ظاہری و باطنی اخذ کیا۔ آپ بغداد میں بھی کئی سال رہے اور چلہ کشی ریاضت میں مشغول تھے۔ اگر کوئی بے مانگے دیتا لے لیتے، کسی سے سوال نہ کرتے۔

سید محمد چشتی آپ کے دادا عالم رؤیا میں تشریف لائے اور کہا: اے عبدالرحمٰن! تمھارا زہد وتقویٰ اور صبر و رضا خدا کی درگاہ میں مقبول ہے۔ غرض! عبدالرحمٰن کا ہاتھ پکڑ کر سیدنا عبدالقادری جیلانی کی زیارت سے مشرف کروایا اور انھوں نے روحانی فیض پہنچایا اور اکل حلال کھانے کا فرمایا۔

غرض! آپ بغداد سے روانہ ہوئے۔ ۹۹۸ھ میں بیجاپور آئے۔ وہاں کلام اللہ کے سیپارے لکھا کرتے اور ہدیہ کر کے اُس پر اپنا روزمرہ کا خرچ چلاتے تھے۔ اس کے بعد چند روز جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا سر پر لاتے اور بیچتے رہے، جو کچھ ملتا نصف فقرا کو تقسیم کرتے اور نصف پر اپنا گزارا کرتے تھے۔

آپ صبر و رضا، اور توکل وتسلیم میں ثابت قدم اور جادۂ شریعت پر مستحکم رہے۔ سید اسعد بلخی خلیفہ حضرت شاہ نے اپنے رسالہ اشغال واذکار میں آپ کے احوال بخوبی لکھے ہیں، اور اس میں آپ کے خوارق عادات مرقوم ہیں۔ ۱۱ر رمضان ۱۰۲۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیجاپور میں سیاہ چبوترہ پر مدفون ہیں۔

شاہ محمد بن فضل اللہ قدس سرہٗ

سیدنا امام حسن عسکری کی اولاد سے ہیں۔ آپ اکابر علما ومشاہیر اولیا سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ کے آبا جون پور کے رہنے والے تھے۔ آپ کا مولد

احمد آباد گجرات ہے۔ ایام طفلی میں آپ کے والد نے انتقال فرمایا۔

اِبتدائی شباب میں شیخ صفی گجراتی کی خدمت میں پہنچ کر خرقہ اجازت کو اخذ فرمایا، اور پیر سے سفر کی اجازت لے کر قائم تجرید وتفرید میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ بارہ برس مکہ میں رہے اور شیخ علی متقی سے بہرہ یاب ہوئے اور پھر احمد آباد پہنچ کر متاہل ہوئے۔

بارہ سال شیخ وجیہ الدین گجراتی کے مدرسہ میں رہے اور علم ظاہری کو تمام وکمال پڑھا اور انھیں دنوں میں شیخ محمد ماہ نے ان کے والد کی زبان سے سنا تھا کہ میرا لڑکا قطب وقت ہوگا؛ اس لیے آپ کمالِ تعظیم کیا کرتے تھے۔ شیخ ابومحمد خضر تمیمی جو آسیر گڑھ میں رہا کرتے اور آپ کے والد کے خلیفہ تھے شیخ وجیہ اور شیخ ماہ کو لکھا کہ شہباز کو کیوں نہیں پرواز میں لاتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ان کی پرواز تمھارے ہاتھ میں ہے۔

کہتے ہیں کہ پھر شاہ محمد کو آسیر کی طرف روانہ کیا۔ آپ وہاں شیخ ابومحمد کے پاس رہ کر نعمت باطن تمام وکمال کیا جو آپ کے والد نے ان کے سپرد کی تھی۔ پھر برہان پور میں سکونت کر کے علوم ظاہری وباطنی کی تعلیم وتربیت اور مریدین وطلبہ کے ارشاد وہدایت میں آپ مشغول ہوئے، اور درسِ نظامی کو ترک کر دیا۔

جماعت کثیر نے آپ سے فیوضاتِ ظاہری وباطنی حاصل کیا۔ ملک خاندیس کے وضیع وشریف لوگ آپ کے مرید تھے۔ آپ کی تصانیف میں تحفۃ المرسلہ، الحقیقۃ الموافقۃ الشریعۃ، شرحِ لوائح جامی، ہدایۃ المرسلۃ، معراج نامہ، الوسیلہ وغیرہ مشہور ومعروف ہیں۔

آپ نے فیض خلافت قادریہ وشطاریہ مولانا شیخ علی متقی اور شیخ ابومحمد بن خضر تمیمی سے حاصل کیا اور فیض خلافت چشتیہ شیخ صفی گجراتی سے پایا۔ ۱۰۲۹ھ میں آپ نے ملک بقا کا راستہ لیا۔ برہان پور میں آسودہ ہیں۔ [تاریخ برہان پور]

شاہ جلال گنج رواں قدس سرہٗ

آپ مشاہیر بزرگانِ قدما اور اکابر خاصانِ خدا سے ہیں۔ فیض ونعمت چشتیہ رکھتے تھے۔ اورنگ آباد دکن میں آکر قیام فرمایا۔ اپنے ایامِ حیات عبادت وریاضت، زہدوتقویٰ اور اشغال واذکار میں بسر کیے۔ جذب غالب تھا۔

اکثر اوقات جنگلوں میں نکل جاتے اور بے آب ودانہ یادِ الٰہی میں پھرا کرتے تھے۔ جب جذب کم ہو جاتا شہر کی طرف آتے اور لوگوں کو فیض پہنچاتے تھے۔ صاحب خوارق وکرامات ہیں۔ آپ کا مزار اورنگ آباد میں تالابِ کلاں کے قریب مشہور ہے۔ ۲۵/ذی قعدہ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ اکثر لوگ آپ کے مزار سے فیض پاتے ہیں۔

شاہ علاء الحق قادری قدس سرہٗ

آپ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں، مشاہیر سادات کرام اور اولیاے عظام سے ہیں۔ آپ علومِ ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔ مسندارشاد پر بیٹھ کر طالبوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ سیروسیاحت بہت کی۔ عرب وعجم کے مشائخین سے استفادہ کیا۔ دنیا داروں کی صحبت سے احتراز کرتے۔ ہمیشہ تجرید وتفرید میں ثابت قدم رہے، اور شغل محویت جل وعلا میں مستغرق رہتے تھے۔

سید السادات شاہ صبغۃ اللہ مدنی سے تلقین وارشاد حاصل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ شاہ صبغۃ اللہ نے آپ کو سات روز تک خلوت میں بٹھا کر ایسا نواز دیا تھا کہ چلہ کی حاجت نہ ہوئی۔ جو کچھ فیض باطنی بزرگوں کا تھا آپ کے حوالے کر دیا۔ ۱۰۳۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیجاپور میں حصار کے باہر زہرہ پور میں ہے۔ شاہِ طریقت آپ کا سن وفات ہے۔ [روضۃ الاولیاء]

شیخ عیسیٰ جند اللہ شطاری قدس سرہٗ

خلف مولانا محمد قاسم محدث سندھی برہان پوری۔ عین العرفا، مسیح الاولیاء اور ابوالبرکہ آپ کا خطاب ہے۔ آپ مشاہیر علمائے کرام اور اکابر فضلائے عظام دکن سے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں یگانۂ عصر اور استادِ وقت تھے۔ علم تفسیر و حدیث و فقہ اپنے والد سے سیکھا اور عم بزرگوار مولانا شیخ محمد طاہر پٹنی سے بھی آپ نے علومِ ظاہری پڑھا ہے۔ علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ شاہ شکر محمد عارف کی خدمت میں پہنچ کر مرید ہوئے اور فیض خلافت شطاریہ حاصل کیا۔ ہزار ہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

شاہ برہان زار الہ آپ کے خلفا سے ہیں۔ تفسیر انوار الاسرار، مجمع البحرین، عین المعانی، شرحِ اسمائے حسینی، اور رسالہ حواسِ خمسہ وغیر رسائل آپ کی تصانیف سے ہیں۔ جند اللہ کا لقب پیر روشن ضمیر کی مناسبت سے مقرر ہوا ہے۔ آپ جامع شریعت و طریقت و ریاضت تھے۔ ہمیشہ مجاہدۂ نفس اور عبادت میں رہتے۔ اکثر اوقات آپ سے خوارقِ عادات صادر ہوتے رہتے تھے۔ ۱۴ر شوال ۱۰۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ برہان پور میں آسودہ ہیں۔ آپ کا مزار فیوض و برکات کے حصول کا مقام ہے۔ [تاریخ برہانپور]

کسی بزرگ نے آپ کی توصیف میں لکھا ہے ؎

دو عیسیٰ ست در نسل اولادِ آدم
یکے ابن مریم دویم ابن قاسم

شاہ قاسم قادری قدس سرہٗ

آپ بیجا پور کے مشہور کاملین اور بڑے اولیائے متصرفین سے ہیں۔ سیدنا عبدالقادر

جیلانی کی اولاد میں تھے۔ اپنے وطن ملک پورب سے سیاحت کرتے اور بزرگانِ دین سے فیض اخذ کرتے ہوئے ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں بیجاپور آئے اور اس شہر کو موردِ فیوض و برکات بنادیا۔

آپ توکل وقناعت، اور فقرودرویشی اختیار کر کے اہل تقویٰ و گوشہ نشینوں کے پیشوا، اور اہل فقر وعزلت گزینوں کے امام ہوگئے۔ ترکِ تعلقات دنیوی کر کے سلوک کے مقامات اور وصول کی منزلیں طے فرما کر قربِ الٰہی کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ اور جید خان کی مسجد میں آخر عمر تک معتکف رہے۔ آپ کے کشف وکرامات اور خوارق عادات زبان زدِ خاص وعام ہیں۔ ۲۷ محرم ۱۰۳۲ھ میں رحلت فرمایا۔ بیجاپور میں مسجد جید خان کے صحن میں آپ کا مزار ہے۔ [روضۃ الاولیاء]

شیخ عطامحمد حسینی برقعہ پوش قدس سرہٗ

آپ بڑے عالم ربانی، اور واصل صمدانی ہیں۔ اپنے چند خادموں کے ہمراہ بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ وہاں کے مشائخین زمانہ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ چہرے پر ہمیشہ برقعہ ڈالے رہتے۔ آپ کے چہرے پر جلال نمایاں تھا۔

پھر وہاں سے اپنے وطن گجرات کو واپس آئے۔ کہتے ہیں کہ شاہ وجیہ الدین گجراتی سے آپ کو نعمت باطن حاصل تھی۔ آپ کا مزار احمد آباد میں ہے۔

شاہ عتیق اللہ قادری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر عرفا اور اکابر فقرا سے ہیں۔ عشق اور طلب مولا میں دنیا و مافیہا سے عتیق تھے۔ آزاد ہو کے مشرب توکل و درویشی اور طریقہ فقر وکسر نفسی میں اہل طریقت کے مقتدا

اور اہل حقیقت کے پیشوا ہوئے۔

آپ رات دن مشاہدۂ حق اور پاس اَنفاس میں مستغرق رہ کر طالبانِ حق کو سلوک اور وصول کی منزلوں اور مقاموں کی طرف رہبری کرتے۔۱۰۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار بیجاپور میں شہر پناہ کے باہر ہے۔ [روضۃ الاولیاء]

شیخ محمد چشتی قدس سرہٗ

خلف شیخ حسن محمد چشتی۔آپ مشاہیر بزرگانِ چشتیہ گجرات سے ہیں۔اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ کا نام شمس الدین اور لقب محمد ہے۔قطب کا خطاب آپ کو چراغِ دہلی کے مزار سے عطا ہوا تھا۔

مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ شیخ محمد چشتی ایک دفعہ خواجہ نصیرالدین چراغِ دہلی کے مزار پر مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔چراغِ دہلی کی قبر سنگ خارا سے بنی ہوئی ہے، یکا یک درمیان سے شق ہوگئی، اور شیخ محمد قبر کے اندر چلے گئے۔دیر کے بعد مزار سے باہر نکلے، حلوا اور نان آپ کے ہاتھ میں تھا، اور وہ تبرکات جو چراغِ دہلی ہمراہ لے گئے تھے سب آپ کو عنایت کیا اور فرمایا کہ تو قطب ہے۔اس روز سے جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا شیخ محمد قطب پکارتا تھا۔

آپ مریدین کی تلقین وارشاد میں ہمیشہ مصروف رہتے۔صدہا لوگ آپ کے درِ فیض سے بہرہ ور ہوئے۔شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہ آپ کے خلفا میں سے ہیں۔علم سلوک میں چالیس رسائل آپ کی تصانیف سے ہیں۔۲۹/ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار احمد آباد میں حضرت شیخ حسن محمد چشتی کے مزار کے پاس ہے۔ [تذکرۃ المشائخ]

مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر علمائے کرام اور مشائخین عظام سے ہیں۔ جامع کمالاتِ صوری ومعنوی کے ساتھ اُمنائے سبعہ سے تھے۔حضرت صدیق اکبر کا مقام رکھتے تھے۔شریعت اورطریقت پر راسخ القدم اور جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض حاصل کیا تھا۔حضراتِ خضر والیاس، شیخ کلالاری، غوث العالم محمد غوث گوالیاری اور شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی سے ملاقاتِ روحانی کرکے ظاہری و باطنی فیوض اخذ کیا اور قاضی محمد کلیانی، شیخ بابو جی خلیفہ شاہ حسن وڈہ، شیخ تاج الحق اور اپنے معاصر بزرگانِ دین سے فوائد حاصل کیے۔آپ کے واردات ومکاشفات بے حد وحصر ہیں۔

آپ نے فیض اِرادت وخرقہ خلافت شاہ صبغۃ اللہ مدنی بھڑوچی سے پایا اور جمیع سلاسل کی نعمت فقر آپ کو پہنچی۔کشف وکرامات اور خوارق عادات آپ سے بہت ظاہر ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید پڑھتے تو یاد نہ ہوتا تھا۔آپ کے والد بزرگوار ملا احمد بن خلیل اللہ قادری کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو آپ نے ان کے حق میں دعا کی۔پھر قرآن مجید پڑھنے کے بعد تمام علوم ظاہری آپ پر منکشف ہوگئے۔

نقل ہے کہ جب آپ شاہ صبغۃ اللہ کی خدمت میں پہنچے تو پہلی ہی ملاقات میں بغیر ارشاد وتلقین مرتبہ فنا فی الشیخ اور مقام فنا فی الرسول حاصل ہوگیا۔ ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فیض ظاہری وباطنی حاصل کیا۔۹ رشعبان ۱۰۴۱ھ میں وفات پائی۔ بیجاپور میں آسودہ ہیں۔شیخ عبدالفتاح حبیب اللہی جامع ملفوظ حبیب اللہی آپ کے خاص خلفائے کاملین سے ہیں۔ [روضۃ الاولیاء]

میراں شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ

خلف میراں شاہ بدر العالم بدر الدین حبیب اللہ قادری۔آپ ساداتِ حسینی ہیں۔ مشاہیر مشائخین کرام اور اکابر عرفاے عظام سے تھے۔آپ سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں بیجا پور آئے۔قطب العصر اور بزرگِ وقت تھے۔وہاں اجے پال جوگی بڑا ساحر رہتا اور اکثر علما بلکہ بادشاہِ وقت بھی اُس کے معتقد تھے۔آپ نے باصرارِ بعض مشائخین بادشاہ کا دل اس طرف سے پھرایا اور اجے پال جوگی کو بھی بادشاہ سے برگشتہ کر دیا۔ بادشاہ فوراً آپ کی خدمت میں پہنچا اور اپنے کام سے نادم ہوکر بڑی عذر خواہی کی۔آپ کی کرامات وخوارق میں کئی کتابیں مملو ہیں۔مثلاً صحیفۃ الہدیٰ وغیرہ۔

آپ کا فضل و بزرگی مشہورِ عالم ہے۔صدہا لوگ آپ کی خدمت میں آکر مرید ہوئے،اور درجۂ کمال کو پہنچے۔جب آپ اشغال واذکار میں بیٹھتے تو شعلہ وانوارِ غیبی آپ کے ہر بُنِ منہ سے نکلتے تھے۔آپ کی عجیب وغریب کرامات مشہور و مذکور ہیں۔۱۴ر ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار بیرونِ حصار بیجا پور اعلیٰ پور کے دروازہ کی طرف ہے۔ [مشکوٰۃ]

شاہ مرتضیٰ حسینی علوم قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے عالی تبار سے ہیں۔آپ شاہ ہاشم علوی کے فرزند تھے۔اپنے والد سے بیعت وفیض خلافت حاصل کیا،اور والد ہی کے روبرو شہید ہوئے۔گنج الاسرار میں یوں لکھا ہے کہ شاہ ہاشم کی عادت یہ تھی کہ آپ کبھی جاندار جانور کو مارتے نہ تھے۔

ایک روز آپ آرام فرمارہے تھے کہ ایک چوہے نے آپ کی انگشت اور پاے

مبارک کو بوسہ دیا، آپ نے پاؤں کھینچ لیے، پھر دوبارہ بوسہ دیا۔ آپ چپ رہ گئے۔ پھر تیسری بار بوسہ دیا تو آپ نے اس کی ایذا کے دفع کے واسطے وہ تیر لے کر چوہے کی طرف پھینک دیا جو بچے اپنی کمانوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ اللہ کی شان کہ وہ تیر اس کے پیٹ میں چبھ گیا، جس سے چوہا مر گیا۔

آپ نہایت غمگین ہوئے کہ اپنے ہاتھ سے تمام عمر میں ایک جانور بھی نہ مرا مگر آج کا دن کیا نکلا کہ یہ نقصان میرے ہاتھ سے ہوا۔ حق تعالیٰ کو منظور تھا بدلہ لینا، کسی لڑائی میں ایک تیر آپ کے فرزند شاہ مرتضیٰ کے شکم میں آ کر لگا اور اسی وقت آپ نے انتقال فرمایا۔ ذی الحجہ ۱۰۴۵ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ بیجا پور میں زہرہ پور سے متصل آپ کا مزار ہے۔

شاہ جمال اَولیا قدس سرہٗ

آپ مادر زاد ولی تھے۔ اپنے والد ماجد شیخ مخدوم جہانیاں کے مرید وخلیفہ ہیں۔ نسبت عالی رکھتے تھے، چنانچہ بلا واسطہ حضرت غوث الثقلین، خواجہ بہاء الدین نقش بند، اور شاہ بدیع الدین قطب المدار کی اَرواحِ مبارک سے فیض اُویسیہ حاصل کیا۔ اور بزرگانِ عصر سے جملہ سلاسل کا فیض خرقہ خلافت اَخذ کیا۔

کہتے ہیں کہ آپ قاضی ضیاء الدین کی خدمت میں پہنچے، اور علومِ صوری ومعنوی کی تحصیل کی۔ آپ کی طبیعت نہایت غبی تھی۔ طلبہ علوم مدرسہ براہِ تمسخر جمالِ اولیا کہہ کے پکارتے تھے۔ یہ تمسخر آپ کو ناگوار معلوم ہوا۔ مدرسہ سے بھاگ کر ایک غارِ کوہ میں جا چھپے۔

ایک روز شیخ ضیاء الدین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ تین روز سے آپ غائب

ہیں۔اُن کی تلاشی کا حکم دیا اور آپ بھی تلاش کرنے کے لیے جنگل گئے، دیکھا کہ ایک غار میں بیٹھ کر رو رہے ہیں۔شیخ نے آواز دی کہ اے جمال! کیوں روتے ہو؟۔

آپ نے کہا: طلبہ مجھ پر خندہ زنی کرتے ہیں، اور ہنسی سے جمال اولیا پکارتے ہیں۔ شیخ نے آواز دی۔ میں نے تجھ کو جمالِ اولیا کیا۔ چنانچہ آپ غار سے باہر آئے اور شیخ نے اپنا پیرہن ان کو عطا فرمایا۔ اس روز سے آپ پر اسرارِ ولایت منکشف ہوئے اور ایسی ذکاوتِ ذہن پیدا ہوئی کہ تمام طلبہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد شیخ نے ان کو چلہ میں بٹھا دیا اور خرقۂ خلافتِ قادریہ سے مشرف کیا۔

ساتھ ہی آپ نے شیخ قیام الدین سے بھی فیض چشتیہ سہروردیہ کی نعمت حاصل کی۔ اپنے وطن قصبہ کوڑہ میں آ کر قیام فرمایا اور درس وإفادۂ علوم صوری ومعنوی میں مشغول ہو گئے، اور لوگوں کو فیض پہنچایا۔سلخ رمضان ۱۰۴۷ھ میں رحلت فرمائی۔آپ کا مزار قصبہ کوڑہ ضلع فتح پور میں ہے۔ [عمدۃ الصحایف]

سید شاہ عبداللطیف لا اُبالی قدس سرہٗ

خلف سید شاہ طاہر حموی۔آپ مشائخین کرام اور فضلاے عظام وساداتِ حسینی سے ہیں۔سید الابدال لا اُبالی کے نام سے مشہور ہیں۔صاحب لطائف قادریہ لکھتے ہیں کہ آپ حماہ شریف سے عالم جوانی میں دکن کی طرف آئے۔کچھ روز کرنول میں رہے۔پچاس فقرا جو آپ کے ساتھ تھے کرنول کے قریب علی پور میں آ کر اقامت گزیں ہوئے۔

اس زمانے میں راجہ گوپال وہاں کا بڑا ہی متعصب ومغرور حاکم تھا، اور مسلمانوں کا اَزلی دشمن تھا۔اس کی لڑکی کو سانپ نے کاٹا اور کاٹتے ہی مر گئی۔ جب لوگ اس کو جلانے کے واسطے آپ کے روبرو سے لے چلے تو آپ نے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے تمام حقیقت بتا دی۔

کہتے ہیں کہ اس عیسیٰ نفس بزرگ نے جوش میں آکر کہا کہ اگر راجہ اسلام قبول کرتا ہے تو اس کی لڑکی زندہ کرتا ہوں۔ گوپال نے یہ سنتے ہی اسلام لانا قبول کرلیا۔ آپ نے نعش میت کو ایسی توجہ کی نظر سے دیکھا کہ لڑکی زندہ ہوگئی۔

اس خوارق عادت کے مشاہدہ سے راجہ مذکور مع زن ومرد اور وہاں کے اکثر ہنود آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے اور مرید ہوئے۔ وہاں آپ کی سکونت باعث یہی ہوا ہے۔ غرض! آپ مریدین کی تعلیم وارشاد میں مشغول رہے۔ کرنول اور اس کا اطراف آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی سے مملو ہے۔ ۷/ذی الحجہ ۱۰۴۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار کرنول میں ہے۔ [مشکوٰۃ]

شیخ مبارک چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کاملین متصرفین سے ہیں۔ عدن کے رہنے والے تھے۔ چشتیہ کی نعمت وخرقہ خلافت رکھتے تھے۔ ۹۰۰ھ میں ہندوستان آئے اور سکندر پور ضلع اعظم گڑھ میں سکونت اختیار کی۔ جب آپ کی بزرگی نے شہرت پکڑی اور خوارق عادات آپ سے ظاہر ہونے لگے تو بادشاہِ وقت آپ کا معتقد ہوا۔ چند زمینیں انعام آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لیے مقرر کردیں۔

ہزاروں لوگوں نے آپ سے فیوضاتِ باطنی اخذ کیے۔ تاحال آپ کے مزار پر انوار سے زائرین کو برکات وفیوضات حاصل ہوتی ہیں۔ ۱۰۱۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ سکندر پور میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

بزرگے درسکندر پور مشہور قناعت پیشہ ودر فقر مسرور

اگر سالِ وفاتش را بجوئید مبآرک رفت از دنیا بگوئید

آپ کے فرزند شیخ تاج محمود چشتی بھی بڑے صاحب علم وکمال تھے۔ ۱۰۴۷ھ میں اُن کی وفات ہوئی اور اپنے والد ماجد سے متصل آسودہ ہیں۔

سید شاہ محمد صادق حسینی سرمست قدس سرہٗ

خلف سید شیر محمد مدنی۔ سیدنا امام علی نقی کی اولاد میں، مشاہیر اولیاے کرام اور اکابر فقراے عظام سے ہوئے ہیں۔ آپ صاحب فقر و ریاضت اور (پیکر) عبادت وتقویٰ تھے۔ سیر الاولیاء میں تحریر ہے کہ آپ مدینہ سے ہندوستان کی جانب آئے۔ ملک ہندو سندھ، کاٹھیاواڑ، گجرات ودکن وغیرہ کی عالم تجرید وتفرید میں سیر وسیاحت کی۔ اور اکثر مشائخین وقت و بزرگانِ عصر سے فیوضاتِ باطنی اخذ کیے۔

آپ نے فیض اِرادت وخرقہ خلافت قادریہ اپنے والد سید شیر محمد سے حاصل کیا، نعمت فقر وخلافت چشتیہ خواجہ عمر مختار اللہ بال چشتی سے اور نعمت شطاریہ ومداریہ شاہ سدھن سرمست سے اخذ کیا جو پاوا گڑھ میں ہوتے تھے۔ مدت تک دولت آباد میں رہ کر ریاضت وچلہ کشی کی اور بیجاپور و بیدر میں بھی آپ نے بڑی ریاضت شاقہ کھینچی تھی۔

ملفوظِ صادقیہ میں مرقوم ہے کہ جہاں آج آپ کا مزار ہے وہاں پر ہندوؤں کے جوگی بیراگی فقراوغیرہ رہا کرتے تھے، وہیں ایک بت خانہ بھی تھا۔ غرض کہ آپ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بشارت پانے کی وجہ سے وہاں آکر قیام کیا۔ چالیس روز تک بے آب ودانہ حبس دم میں کھڑے رہے۔ کفار ومشرکین کے دلوں میں ایک آتش پیدا ہوگئی، سب کے سب آپ کے قدموں پر آکر گر پڑے اور عرض کی کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟۔

آپ نے فرمایا: مجھ کو خدا کا حکم ہوا ہے کہ یہاں اسلام کی ترقی کروں اور یہ جگہ

میرے لیے مقرر ہوئی ہے، تم یہاں سے چلے جاؤ۔ جوگیوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے؛ لیکن ہمارا یہ بت خانہ کیوں کر یہاں سے جائے گا؟۔ غرض! آپ نے اس بت کو انگشت کا اِشارہ کیا تو وہ بھی جوگیوں کے پیچھے ساتھ ساتھ ہولیا، اور آپ جہاں آج آپ کا مزار ہے وہاں جا کر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔

آپ پر اکثر عالم اِستغراق طاری رہا کرتا تھا۔ الغرض! اس کفر وشرک کے ملک میں آپ کے قدم کی برکت سے اسلام نے خوب ترقی کی۔ ایام شہزادگی میں شاہ جہاں آپ کا مرید ہوا تھا۔ آپ کے تصرفاتِ ظاہری وباطنی مشہور ہیں۔

آپ کو سرمست کا خطاب شاہ سدھن سرمست سے عطا ہوا تھا۔ ملک عنبر وزیر نظام شاہی آپ کا مرید تھا۔ کئی بار آپ کی دعا سے مشکل معاملوں پر فتح یاب ہوا۔ آپ کا فیض ظاہری وباطنی ناسک کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے۔ ۱۶/ ذی الحجہ ۱۰۴۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار شہر ناسک میں مشہور ہے۔

میراں سید شاہ عبدالرزاق قادری قدس سرہٗ

خلف سید شرف الدین قادری۔ آپ شیخ کامل اور واصل باللہ تھے۔ سید غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔ اپنے والد سید شرف الدین قادری کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ عالی مراتب، اور صاحب مقامات وتصرفاتِ ظاہری وباطنی ہیں۔

ایک روز آپ نمازِ ظہر اَدا کرنے کے بعد خانقاہ میں مراقب بیٹھے ہوئے تھے، یکا یک ایک حسین عورت پاکیزہ زیور ولباس پہنے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے کشف سے معلوم کیا اور نام پوچھا۔ اس نے عرض کیا: میرا نام دیں، وہ دو علامتیں گھٹے کی پیشانی اور پاؤں پر رکھتی تھی۔

آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے دست بستہ عرض کیا کہ جو طالب الدنیا ہمیشہ میرے پاؤں پر سر رگڑتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے پاس آ، اور ہم کو غلامی میں قبول کر۔ میں اس کی طرف ذرہ بھر نہیں دیکھتی، تو یہ دراصل ان کی نشانی ہے۔

اور جو پیشانی پر علامت ہے اس کا باعث یہ ہے کہ میں شب و روز مقبولانِ خدا کی خدمت میں جاتی ہوں اور اپنی پیشانی ان کے قدموں پر ملتی ہوں کہ اس کنیزہ کو قبول فرما لیں؛ مگر کوئی اللہ کا دوست بزرگ مجھ کو قبول نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرا غلام خان محمد سندھی مرید کھڑا ہے، اگر اس کو قبول کرتی ہے تو بہتر ورنہ پھر یہاں سے چلی جا۔

اس نے التماس کی بسر و چشم آپ کے فرمان کو قبول کیا۔ کہتے ہیں کہ اسی روز قاصد بادشاہ کے قاصد دوڑے آئے اور خان محمد سندھی کو حضورِ سلطانی میں لے گئے۔ بادشاہ نے خواص خان اس کو خطاب دیا اور اپنے زمرۂ اُمرا میں داخل کرلیا۔ کہتے ہیں کہ وہ (ترقی کرتے کرتے) عہدۂ وزارت بیجاپور تک پہنچ گیا تھا۔

مشہور ہے کہ آپ کی خانقاہ میں دور دراز ملکوں سے لوگ آتے اور ارشاد و تلقین پاتے تھے۔ شاہ قاسم قادری، شیخ عبد الصمد کنعانی وغیرہ آپ کے خلفائے کاملین سے ہیں۔ صاحب علم و عمل اور جامع شریعت و طریقت تھے۔ اکثر تصرفاتِ ظاہری و باطنی آپ سے صادر ہوا کرتے تھے۔ ۲۲ ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار بیجاپور میں دروازۂ زہر پور سے متصل مشہور ہے۔ تاریخ وفات ؎

میر شاہ عبدالرزاق قادری ۔۔۔ زیں جہاں پاکیزہ مثل نور رفت
ہاتف غیبی بہ تاریخ وصال ۔۔۔ گفت قطب اہل بیجاپور رفت

[ملفوظِ رزاقیہ]

شاہ مصطفیٰ قادری قدس سرہٗ

خلف میراں سید بدر عالم۔ آپ اپنے بڑے بھائی شاہ ابوالحسن قادری کے ہمراہ محمد آباد بیدر سے بیجاپور تشریف لائے۔ کمالِ بزرگی و اِستغنا، ماسوی اللہ سے پرہیز، عبادت و پرہیزگاری و مجاہدہ، اور رات دن نفس کشی کے ساتھ اپنے اوقاتِ شریفہ اور انفاسِ متبرکہ استغراق و مشاہدۂ حق میں معمور و مصروف رکھتے تھے۔ اپنی عبادت اور حال کو ہمیشہ پوشیدہ رکھنے کی سعی فرماتے۔ دنیا داروں کی صحبت سے دور بھاگتے۔ اکثر بادشاہ واُمرا آپ کی زیارت کی خواہش کرتے مگر آپ انکار کر دیتے تھے۔

صحیفۃ الہدیٰ میں لکھا ہے کہ سلطان ابراہیم عادل شاہ آپ کے کمالات کا شہرہ سن کر آپ کی ملاقات کا مشتاق ہوا۔ درخواست کی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ بادشاہ کے حاضر باشوں میں سے ایک شخص جو آپ کے ساتھ کمالِ اعتقاد رکھتا تھا اس باب میں اپنے آقا کی آرزو دیکھ کر عرض کیا کہ بندہ آپ کو وہاں پہنچاتا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا: کیوں کر؟ اس نے کہا کہ حضرت صبح کے بعد اوراد میں مشغول رہتے ہیں اور آپ کے حجرے کا دروازہ کھلا رہتا ہے، بندہ بھی اس وقت حضرت کی خدمت میں حاضر رہتا ہے، اگر بادشاہ کسی روز تنہا وہاں پہنچیں تو ملاقات میسر ہو سکتی ہے۔

پس بادشاہ دوسرے روز خدمت میں پہنچا۔ آپ وظیفہ میں مشغول تھے۔ بادشاہ کی طرف آپ نے التفات نہ کی۔ جب آپ وظیفہ سے فارغ ہوئے تو خادم نے عرض کی کہ یہ بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ہیں۔ حضرت شاہ مصطفیٰ نے بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: فقیر کے پاس کیوں آئے ہو؟۔

بادشاہ نے جواب دیا: آپ کی زیارت کے لیے آیا ہوں کہ بزرگوں کی زیارت عین

سعادت وموجب برکت ہے۔فرمایا: اب جاؤ۔ بادشاہ کے دل میں غرض تو آپ کا کمال دیکھنا تھا۔ چنانچہ حضرت یکبارگی غضب ناک ہوئے، اور حجرے کی چھت پر نظر کی۔ دفعۃً چھت سے ایک شعلہ نور کا نکلا، جو حضرت اور بادشاہ کے درمیان حائل ہوگیا۔

بادشاہ کی آنکھیں اس کی تاب سے بند ہوگئیں۔ ایک لمحہ بعد وہ شعلہ گم ہوگیا، اور حضرت کا غضب بھی فرو ہوگیا، تب حضرت نے فرمایا: بھلا ہوا کہ ماہتابی تجلی تھی، اگر آفتابی تجلی ہوتی تو اس کی تاب سے بادشاہ کا منہ کالا ہوجاتا۔ دوبارہ فقیروں کا اِمتحان نہ لینا۔ بادشاہ وہاں سے خائف ہوکر باہر نکل آیا اور گھر پہنچ گیا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اب فقیر کا بھید کھل گیا۔ اور اس کے آٹھویں روز آپ نے ۱۳ر شعبان ۱۰۵۴ھ میں رحلت فرمائی۔ بیجاپور میں اپنے بڑے بھائی سید ابوالحسن قادری کے مزار کے نزدیک آسودہ ہیں۔

شاہ ہاشم حسینی علوی قدس سرہٗ

خلف شاہ برہان الدین علوی۔ آپ شاہ وجیہ الدین گجراتی کے بھتیجے ہیں۔ مشاہیر واصلانِ حق سے ہیں۔ قطب الولایت، پیشوائے عارفین، زاہد وعابد اور جامع شریعت وطریقت تھے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ بادشاہت میں آپ نے بیجاپور میں آکر اقامت اختیار کی۔

آپ کے ارشاد وتلقین کے طفیل ہزار ہا طالبان نے فیوضاتِ ظاہری وباطنی اخذ کیے۔ شاہ وجیہ الدین گجراتی کی رحلت کے وقت آپ کی عمر چودہ سال تھی۔ آپ کو بیعت وارادت اپنے والد ماجد شاہ برہان الدین حسینی سے حاصل تھی۔ آپ نے سخت ریاضت ومجاہدے کیے اور غنا میں کامل العیار نکلے۔

والد کی رحلت کے بعد شاہ عبداللہ خلف شاہ وجیہ الدین گجراتی کی خدمت میں جا کر اُن کی حضوری اور صحبت میں رہے اور اذکار و اشغال کی اجازت و خلافت لی۔ سلوک کے تمام مراتب اور وصول کے تمام مقامات طے کر کے مقام وراء الوریٰ کے کشف میں جو کچھ عقدے رہ گئے تھے حل کر لیے۔ حضرت کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کچھ بھی قدر نہیں رکھتے تھے۔

آنانکہ ہر دو کون بیک جو نمی خرند

ایشاں دم از محبت دنیا مجازنند

آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت فقیر کی عمر سولہ برس کی تھی، یہ طریق اختیار کر لیا کہ اگر لاکھوں (پیسے) بھی ہر روز آئیں عشا کے بعد باقی نہ رہے۔ اگر ایک چیتل بھی باقی رہے تو اس کو گرم کر کے فقیر کے بدن پر داغ دیں۔

ایک روز فراموشی سے ایک دینار چٹائی کے نیچے رہ گیا تھا دوسرے دن نظر آیا تو آپ نے اپنے قول کے موافق اس کو آگ میں گرم کر کے اپنے بدن پر داغ دیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سلوک کا طریق سولہ سال کی عمر سے اختیار کر لیا ہے۔ نفس کی عداوت اور اس کا خلاف اپنے اوپر واجب گردانا ہے۔ آپ نے دو بار حرمین شریفین کی زیارت کی۔ مشہور ہے کہ آپ کو وہاں سے بہت فیضان حاصل ہوا۔

کتاب ضرب الاعظم اور گپتی مبارک کا قبضہ- جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا- آپ کو ملا ہے۔ ہزار ہا لوگ آپ کی خانقاہ میں آکر ہتے اور آپ سے فیض ارادت و بیعت لیتے تھے۔ آپ کی بزرگی و عظمت کا شہرہ بہت دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ آپ کی ذات مشائخین متاخرین میں بس غنیمت تھی۔

۹؍رمضان ۱۰۵۶ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ یہ بات مشہور ہے کہ آپ کے

جنازے کے ساتھ ہزاروں آدمی جمع تھے، ہر چند چاہتے کہ جنازے کو ہاتھ لگائیں لیکن کسی کا ہاتھ جنازہ کو نہیں پہنچ پا رہا تھا۔ تابوت ہوا پر معلق اُڑا چلا جارہا تھا۔ بیجاپور محلّہ بادشاہ پور میں آپ کا مزار ہے۔ [روضۃ الاولیاء]

سید محمد میراں قادری قدس سرہٗ

خلف سید اسد اللہ گجراتی۔ حضرت سیدنا امام حسن عسکری کی اولاد میں ہیں۔ بڑے عالم علومِ ظاہری و باطنی تھے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانۂ سلطنت میں اپنے قدوم سے سرزمین بیجاپور کو زینت بخشی۔ آپ ہمیشہ مدرسہ میں طلبہ کو درس دیا کرتے تھے۔ زہدو تقویٰ میں مشہور ومعروف تھے۔ قاضی علی محمد آپ کے برادرِ حقیقی ہوتے ہیں جو اُستاذ الاولیاء کے نام سے بیجاپور میں مشہور ہیں۔

مجمع الانساب میں لکھا ہے کہ آپ شاہ وجیہ الدین گجراتی کے خواہر زادہ (بھانجا) ہیں۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کی روحِ مبارک سے آپ نے فیض باطنی پایا تھا۔ سید حمزہ اصغر سے فوائد علم عرفان وسلوک حاصل کیا تھا۔ اور شاہ عبداللہ حسینی سے نعمت خلافت شطاریہ اخذ کی تھی۔ سلخ جمادی الاول ۱۰۵۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیرونِ حصار بیجاپور میں ہے۔

سید جعفر سقاف قدس سرہٗ

آپ اکابر ساداتِ عرب اور مشاہیر بزرگانِ بیجاپور سے ہیں۔ جامع شریعت وطریقت تھے۔ ترکِ دنیا جو بزرگوں کی صفت خاص ہے اختیار کر کے معرفت الٰہی حاصل کی۔ آپ سے اکثر اوقات خرق عادات ظاہر ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت کے زمانے میں غنیم کے ایک بڑے لشکر نے بارود گولے کے ساتھ بیجاپور کے حصار کے اطراف کا محاصرہ کرلیا۔ تمام اہالیانِ شہر گھبرا گئے۔ کہتے ہیں کہ سلطان محمد عادل شاہ بذاتِ خاص آپ کی خدمت میں دعا کے واسطے پہنچا۔

آپ نے اس کی التماس قبول کی، اسی وقت آپ کسی برج پر تشریف لے گئے۔ اور غنیم کے لشکر کی طرف متوجہ ہوکر گولندازوں کو حکم دیا کہ توپیں سر کریں۔ توپیں سر ہوتے ہی غنیم کا لشکر تہ و بالا ہو گیا، اور شکست کھا کر بھاگ گیا۔

سلطان محمد، غنیم کے لشکر کی شکست ہونے پر خوش ہوا۔ اور کئی اسناد قریاب مدد معاش پیش کیا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ جو کچھ فتوح نذرانہ آتا تھا، آپ فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیا کرتے اور دوسرے روز تک اسے نہ رکھتے تھے ۲۰/ ذی قعدہ ۱۰۵۷ھ کو رحلت فرمائی اور بیجاپور میں نوباغ کے قریب آسودہ ہیں۔ [روضۃ الاولیاء]

شاہ محمد صادق چشتی گنگوہی قدس سرہٗ

خلف شیخ فتح اللہ۔ آپ مشاہیر مشائخین چشتیہ سے ہیں۔ آپ برادرزادہ ابوسعید گنگوہی کے مرید و جانشین تھے۔ آپ ذوقِ سماع اور سوزِ عشق میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ مدت تک پیر کی خدمت میں رہ کر تمام مراتب سلوک کو طے کیا اور ریاضت و مجاہدہ واشغال واذکار کو سیکھا۔ پیر نے آپ کو مرید کیا اور خرقہ خلافت چشتیہ عنایت فرمایا۔ کچھ ہی دنوں بعد پیر کی وفات کے بعد آپ نے مسند ارشاد پر جلوس کیا اور سلسلہ چشتیہ کے فیوض و برکات کو ہندوستان میں خوب پھیلایا۔

آپ کی نظر میں خوب تاثیر پیدا ہوگئی تھی۔ ایک روز شیخ محمد صادق قصبہ سہارن پور کے بزار میں سیر کر رہے تھے، ناگاہ نظر مبارک ایک دولت مند ہندو دوکان دار پر جا پڑی، نظر پڑتے ہی عشق کی آگ اس کے دل میں بھڑک اُٹھی اور دوکان سے اُٹھ کر اس نے

آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور کلمہ توحید پڑھ کر آپ کا مرید ہوگیا۔ ۱۸؍محرم ۱۰۵۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار گنگوہ میں ہے۔

سید شاہ اولیا سلطان الفقرا قدس سرہٗ

خلف سید معین الدین فرزند سید شاہ جمال البحر معشوقِ ثانی۔ آپ مشاہیر مشائخ کبار سے ہیں۔ صاحب خوارق وکرامات وغرائب حالات تھے۔ اپنے والد کے مرید وخلیفہ تھے۔ والد کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر جلوس کیا اور مریدوں کی تعلیم وہدایت میں مشغول ہوئے۔ چند روز بعد یکایک آپ کے دل میں حج کا شوق پیدا ہوا، وطن سے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر مراسم حج بجالایا۔ پھر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

کہتے ہیں کہ آپ چاہتے تھے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کے پاس جائیں، خواجہ سراؤں نے آپ کو ڈانٹا۔ مگر آپ کے دل میں شوق بھرا ہوا تھا اس لیے کچھ تکرار کے بعد آپ روضۂ منورہ کے روبرو کھڑے ہوگئے اور تین بار **یا جدی یا جدی** پکارا۔ روضہ مبارک سے آواز آئی: **یا ولدی یا ولدی** ۔ دروازہ شریف خود بخود وا ہوگیا اور آپ اندر تشریف لے گئے اور سرورِ عالم ﷺ کے مزار کی زیارت کی اور روحِ مبارک سے فیض حاصل کیا۔

وہاں کے تمام خواجہ سرا یہ حال دیکھ کر آپ کے معتقد ہوگئے۔ چند روز وہاں سکونت کر کے پھر وطن مالوفہ کی طرف لوٹ آئے۔ اسی طرح آپ نے سات بار حج کیا ہے۔ لکھا ہے کہ آپ جب ساتویں بار حج کو تشریف لے گئے تو رسومِ حج کی ادائیگی کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ اور خادموں مریدوں نے آپ کو مدینہ طیبہ میں گنبد خضرا کے سامنے دفن کیا۔ ۱۳؍ربیع الاوّل ۱۰۵۸ھ میں یہ واقعہ گزرا۔ اور ہند الولی کے نام سے آپ وہاں مشہور ہوئے۔

شاہ مرتضیٰ قادری قدس سرہٗ

آپ بیجا پور کے اکابر سادات اور مشاہیر اولیا سے ہیں۔ آپ کا مولد احمد آباد گجرات ہے۔ قادریہ مشرب رکھتے تھے، بیجا پور میں آ کر متوطن ہوئے، اور بہت سے لوگ آپ کی تلقین و اِرشاد سے اعلیٰ درجے پر پہنچے۔ آپ کے مزاج میں توکل وقناعت، اور فقر و درویشی بہت تھی۔ ہمیشہ عبادت واذکار واشغال میں رہتے۔ آپ کی خدمت میں جو آتا فیض یاب ہوتا تھا۔ آپ سے کشف وکرامات بکثرت ظاہر ہوئیں۔ وہاں کے اُمرا اور رؤسا آپ کے معتقد ومرید تھے۔ مشائخین عصر میں بڑا اِعزاز پایا تھا۔

کہتے ہیں کہ اوائل حال میں ایک مجذوب کامل کی نظر کیمیا تاثیر سے آپ کے دل پر جذب (کی کیفیت) نہایت غالب ہوگئی۔ جذب راہِ سلوک میں ایک آڑ ہے اور مراتب وصول کی ترقی وطے میں خلل انداز ہوتا ہے۔ مجذوب ایک حال پر رہتا ہے اس کو مقامات کی ترقی نہیں ہوتی؛ اسی لیے سید شاہ وجیہ الدین گجراتی کے خلف شاہ سید عبداللہ نے اُس جذب کو اپنی توجہ باطنی سے دور فرمادیا اور اپنے ارشاد وتلقین کی برکت سے آپ کو اعلیٰ مقامات پر پہنچا دیا۔ آپ کے خلفائے کاملین سے شاہ حافظ عبدالقادر وغیرہ مشہور ہیں۔ ۳۰ / جمادی الثانی...... میں رحلت پائی۔ بیجا پور میں آپ کا مزارِ عالی ہے۔ [روضہ]

ابوالبرکات شاہ حافظ حسنی قدس سرہٗ

آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے بھتیجے ہیں۔ جس زمانے میں کہ بیجا پور میں اسلام نے کامل طور سے رواج نہ پایا تھا اور کفار حکمراں تھے (اُس وقت) آپ تشریف لائے۔ اور ارشاد وہدایت خلائق میں مشغول ہوئے۔ بہت سے لوگ آپ کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہوئے اور سیدھے راستے پر لگے۔ آپ قدماے اولیاے بیجا پور سے ہیں۔

نقل ہے کہ جب آپ بیجا پور تشریف لائے، کفار نے آپ کو شہر کے اندر اُترنے نہ دیا اور آپ کو بڑی ایذا دی اور آبادی کے باہر کر دیا۔ آپ اپنے رفیقوں اور خادموں سمیت ایک ٹیکری پر جہاں ویرانہ تھا اِقامت کی، اس روز اتفاقاً بارش پڑنی شروع ہوئی۔ خدام مضطرب الحال اور پریشان ہوئے۔ آپ نے اُٹھ کر اپنے عصا سے اپنی فرودگاہ کے اطراف ایک خط کھینچ دیا۔

کہتے ہیں کہ خط کھینچی ہوئی زمین کا اتنا ٹکڑا جو اِحاطہ میں تھا برسات سے محفوظ رہا۔ جب کافروں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو رفق آباد میں آپ کو لا کر آباد کیا اور آپ کے معتقد ہوئے۔ ۱۳ر صفر...... اِنتقال فرمایا۔ بیجا پور میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ عبد اللطیف قدس سرہٗ

آپ عالم باعمل اور فاضل اکمل تھے۔ ہمیشہ احکامِ شریعت پر استقامت رکھتے، اور امر بالمعروف ونہی منکر یعنی وعظ ونصیحت زیادہ کرتے۔ اور قلیل رقم جو ذریعۂ حلال سے حاصل ہوتی اس میں تجارت کر کے اپنے اخراجاتِ ضروری میں صرف کرتے۔ کسی سے تحفہ اور نذر نہ لیتے۔ تاریخ مرآۃ العالم میں بختیاور خان نے آپ کے حالات لکھے ہیں۔

بادشاہ عالم گیر بارہا شیخ موصوف کے مکان پر حاضر ہوتے اور فیض باطنی حاصل کرتے تھے۔ مرزا خان نبیرہ خانِ خاناں آپ کے مریدوں میں سے تھا۔ ۱۰۶۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ برہان پور میں آسودہ ہیں۔ [تاریخ برہان پور]

میر سید ابو العلا قدس سرہٗ

خلف سید ابوالوفا متوطن اکبر آباد۔ ساداتِ حسینی سے ہیں۔ آپ مشاہیر اولیاے

کرام اور اکابر عرفاے عظام سے تھے۔ آپ کے والد امیر سید ابوالوفا جو بادشاہ اکبر کے پاس امیر تھے انتقال کیا، اور دہلی میں مدفون ہیں۔ آپ چچا کے ہمراہ حج کو گئے۔ چچا بھی وہاں انتقال کر گئے۔

جد مادری خواجہ محمد فیض احراری نے آپ کی تربیت کی۔ علومِ متداولہ میں تکمیل کر کے ہند کی طرف راہی ہوئے۔ ہندوستان میں آ کر بادشاہِ دہلی نے سہ ہزاری منصب آپ کو عطا کیا اور صوبہ بنگال کی طرف بھیجا۔ جب محاربۂ بردوان میں خواجہ محمد فیض نے شہادت پائی تو وہی منصب امارت امیر سید ابوالعلا کو ملا۔

آپ دن کو اُمورات انتظام لشکر وامارت میں رہا کرتے اور رات کو خالق کی عبادت میں صبح تک بیداری کرتے۔ کہتے ہیں کہ جدو آبا کی اَرواح کی اِمداد نے آپ کے دل پر انوارِ ولایت کے آثار پیدا کر دیے۔ چنانچہ سیدنا علی نے ولایت کبریٰ کا ایک خرقہ نورانی آپ کو پہنایا اور علم لدنی کا ایک لقمہ نورانی آپ کو کھلایا۔ اور آپ کو عالم مثال میں حضرت سیدنا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس نصیب ہوئی اور اویسیہ نعمت سے سرفراز ہوئے۔

آپ تنہائی میں مراقبات ومشاہدات کا شغل رکھتے۔ دنیا کی محبت آپ کے دل سے سرد پڑنے لگی، چاہا کہ استعفیٰ دے دیں مگر قبول نہ ہوا۔ جب بادشاہ اکبر ۱۰۱۵ھ میں مر گیا اور جہانگیر تخت نشیں ہوا تو تمام اُمرا حسب طلب جمع ہوئے۔ آپ بھی تشریف لائے۔ ایک مرتبہ جہانگیر نے اپنے دست خامی سے شراب کا جام آپ کو دینا چاہا تو آپ نے اسے لے کر (بے نیازی سے) زمین پر پھینک دیا۔ بادشاہ غضبناک ہوا، چوبداروں کو پکارتے ہوئے کہا کہ تو غضب سلطانی سے نہیں ڈرتا!۔

آپ نے جواب دیا تو قہر ربانی سے خوف نہیں کرتا۔ بادشاہ نے آپ کو تکلیف دینے کا اِرادہ کیا۔ آپ نے 'یا ربّنا' کا ایک نعرہ جوشِ دل سے مارا۔ غیب سے دو شیر آپ کے

دونوں طرف نمودار ہوئے اور غرانے لگے۔ (یہ دیکھ کر) بادشاہ اُٹھ بھاگا اور تمام حاضرین بھی فرار ہوگئے۔آپ نے ان شیروں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: 'بہر صورتے کہ می آئی می شناسم'۔شیر غائب ہوگئے۔اسی دن سے آپ نے ترکِ روزگار کیا۔دوسرے روز جہانگیر بہت آزردہ ہوا۔بہت کچھ دنیا کے لالچ دیے اور معافی مانگی؛ مگر آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اب راز کشف ہوگیا ہے۔

چنانچہ آپ دہلی سے اجمیر آئے اور خواجہ معین الدین چشتی کی روحِ مبارک سے فیض اویسیہ حاصل کیا۔کہتے ہیں کہ خواجہ معین الدین چشتی نے برزخِ مثالیہ میں اپنی قبر سے باہر آکر توجہ چشتیہ سے آپ کو مشرف کیا۔چند روز کے بعد حضرت غوث الثقلین کی روح عین مراقبہ میں صورتِ مثالی کے ساتھ جلوہ گر ہوئی اور توجہ قادریہ کی نعمت سے آپ کے قلب کو معمور کرتے ہوئے فرمایا کہ اس زمانہ میں سلسلہ جدید تمھارا قوی تر ہے،اور اس میں سب سلاسل کے فیوضات و برکات شامل و داخل ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ نے فیض ارادت و خرقہ خلافت باطنی اپنے خسر و عم بزرگوار امیر عبد اللہ احراری اکبرآبادی سے پایا تھا۔آپ کے خوارق و کرامات میں بہت سی کتابیں مرقوم ہیں۔بزرگانِ ابوالعلائیہ نے وہ دھوم مچا رکھی ہے کہ جا بجا اسی فیض کی نہریں جاری ہیں۔ ۹ر صفر ۱۰۶۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار اکبرآباد میں مشہور ہے۔

شیخ عبدالصمد کنعانی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مقبولانِ خدا اور اکابر عرفاے بیجاپور سے ہیں۔آپ نے شیخ لطف اللہ خلیفہ شیخ حمید قادری سے فیض ارادت و خلافت قادریہ حاصل کیا۔آپ صاحب مراتب بلند و تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔شاہ حضرت چشتی- جو سید السادات سید محمد کے نام سے بیجاپور میں تھے-آپ کے نعمت یافتوں سے تھے۔

شیخ عبدالکریم انصاری لاہوری مصنف شرح لمعات عراقی آپ کے مرید تھے۔ جن اشیا کی آپ کو ضرورت ہوتی ایک کاغذ پر نقش لکھتے اور اس میں اس چیز کا نام لکھ دیتے، پھر مصلے پر باوضو بیٹھ جاتے (قدرتِ خداوندی سے) وہ چیز آپ کے پاس آجاتی تھی۔

آپ دعوات میں سریع التاثیر اور سریع الاجابت تھے۔ اُمرو اغنیا (سمیت) تمام لوگ آپ کے مرید و معتقد تھے۔ ۵؍محرم ۱۰۶۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیجاپور میں ہے۔ [تاریخ سیر دکن]

شاہ خاکسار قدس سرہٗ

آپ ساداتِ کرام اور عرفاے عظام سے ہیں۔ آپ شاہ مہتاب قادری سے فیض اِرادت وخلافت قادریہ رکھتے تھے۔ مدت تک صبر وتوکل اور قناعت وتسلیم ورضا میں رہے۔ 'دست بہ کارو دل بہ یار' کے پیرو تھے۔ شب کو اشغال واذکار میں مشغول رہتے۔ خاکساری نے آپ کو خاکسار کر دیا تھا۔

کہتے ہیں کہ اوسطہ سلطنت عالم گیری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ جب انتقال ہوا تو کسی بزرگ نے آکر آپ کو غسل دینے سے منع کیا اور کہا کہ آپ کا جسم مٹی بن گیا ہے۔ یہ سن کر علما ومشائخین شہر جمع ہوئے اور آپ کی ایک انگشت پر پانی ڈالا گیا، تو آپ کا گوشت مٹی کی طرح بہہ گیا۔ چنانچہ علما کے حکم سے آپ کو ویسا ہی کفنا کے جنازے میں رکھ دیا اور نماز پڑھ کے دفن کر دیا۔ کوہِ اورنگ آباد کے قریب اپنے تکیہ میں مدفون ہیں۔

قاضی سید محمد علی قدس سرہٗ

متوطن گجرات۔ آپ مشاہیر علما و اکابر عرفا سے ہیں۔ ملک گجرات سے بیجاپور میں

آ کر سکونت اختیار کی۔علم دین کی تدریس میں مشغول رہتے۔ بہت سے مشائخین وسادات حضرت شاہ ہاشم علوی، شاہ عبدالرزاق قادری، شیخ ابوتراب، اور قاضی ابراہیم زبیری وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔

سلطان محمد عادل شاہ اور سلطان ابراہیم شاہ کے عہد سلطنت میں بیجاپور کے منصب قضا پر بھی آپ مامور رہے۔ بڑے بڑے اُمرائے دولت آپ کے آستانے سے فیض پاتے تھے اور آپ کے حکم سے سرموانحراف نہیں کرتے تھے۔آپ سے بہت سی خوارق وکرامات ظاہر ہوئیں۔ ۵رذی قعدہ ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔ بیجاپور میں اللہ پور دروازے کے باہر آسودہ ہیں۔

میر محی الدین حسینی خدانما قدس سرہٗ

آپ صحیح النسب سید ہیں۔مشاہیر مشائخین اور اکابر عارفین سے ہیں۔سلطان عبداللہ قطب الملک کے پاس آپ نوکر تھے۔ایک بار آپ عہدۂ وکالت پر بادشاہِ بیجاپور کے پاس بھیجے گئے، جہاں آپ نے اپنے بادشاہ کی سلطنت کا (بہترین) اِنتظام کیا۔

وہاں آپ امین الدین اعلیٰ کی خدمت میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے حجرہ میں بلوایا اور اُن کی ایک نگہ کیمیا اَثر سے میر محی الدین درجۂ فنافی الشیخ کو پہنچ گئے۔آپ کی شکل پیر کی سی ہوگئی۔ جب حجرے سے باہر آئے تو جو آپ کو دیکھتا سر بہ سجدہ ہوجاتا تھا۔ اسی روز سے میراں جی خدانما مشہور ہوگئے۔ پھر آپ نے بیعت کی اور چند روز میں خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔

پیر کے حکم سے حیدرآباد کی طرف مخلوق کی ہدایت وارشاد کے واسطے روانہ ہوئے، وہاں آپ نے بہت رشد پھیلایا اور بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے تصرفاتِ ظاہری و باطنی مشہور ہیں۔ ۱۸ر جمادی الاوّل ۱۰۷۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار بیرونِ حیدرآباد مستعد پورہ سے متصل مشہور ہے۔

میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ

آپ صحیح النسب ترمذی سادات سے ہیں۔آپ کے آباے کرام جالندھر میں سکونت رکھتے تھے۔آپ کے والد میر ابوسعید نے کالپی آکر سکونت اختیار کی اور وہیں سید محمد نے ملا یونس نے علومِ ظاہری کی تحصیل کی۔اور مولانا عمر جاجموی کی خدمت میں رہ کر کتب درسیہ کو تمام کیا، نیز شیخ جمال اولیا کے درس میں حاضر رہ کر درجۂ فضیلت کو پہنچے۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ میں شیخ جمال اولیا سے بیعت کی اور سلاسل اربعہ کے فیض باطنی سے سرفراز ہوئے۔

ایک مرتبہ جالندھر کا سفر پیش آیا۔اکبرآباد پہنچ کر میر ابوالعلا اکبرآبادی سے فیض نقش بندیہ اخذ کیا۔میر ابوالعلا کمالِ عاطفت سے آپ پر نظر رکھتے تھے،اور پھر کالپی آکر اشغال واذکار میں مصروف ہوگئے۔دوسری مرتبہ امیر ابوالعلا کی خدمت میں پہنچ کر کسب فتوحاتِ فراواں کیا۔

پھر خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کے لیے اجمیر پہنچے اور فیض اویسیہ حاصل کیا۔آخر عمر میں آپ نے عیسوی المشہد اور مقام قطب کبریٰ پر متمکن ہوئے۔آپ سے کئی بار اِحیاے اموات (مردوں کو زندہ کرنے کا واقعہ) ہوا۔آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ فاتحہ، روائح رسالہ روح اور ارشاد السالکین وغیرہ مشہور ہیں۔۲۶ر شعبان ۱۰۷۱ھ میں انتقال فرمایا۔کالپی شہر میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔تاریخ رحلت ؎

غوثِ اعظم یگانۂ آفاق   میر سید محمد ذی شاں
گفت تاریخ رحلتش آزاد   رفت قطب زماں بسوے جناں

شاہ دولہ دریائی قدس سرہٗ

آپ پنجاب کے مشہور بزرگانِ کرام سے ہیں۔صاحب مقاماتِ بلندوخوارق کرامات، پیکر زہدوریاضت اور جامع فیوضاتِ ظاہری و باطنی تھے۔شیخ سیدنا سرمست کے مریدوخلیفہ تھے۔فیض سہروردیہ وچشتیہ سے سرفراز ہوئے۔

حق تعالیٰ نے آپ کو دولت ظاہری و باطنی عنایت فرمائی تھی۔ آپ کی سرکار بادشاہوں کی سرکار کی مانند تھی۔ ہزاروں نوکر چاکر،گھوڑا، پالکی ہمیشہ دروازہ پر حاضر رہتے تھے۔اہل حاجب کا ہر وقت ہجوم رہا کرتا تھا خصوصاً وہ لوگ جو بےاولاد تھے آپ کی دعا سے صاحب اولاد ہوجاتے تھے۔آپ کی یہ کرامت آپ کی رحلت کے بعد بھی جاری تھی۔۱۰۷۵ھ میں رحلت فرمائی۔شہر گجرات پنجاب میں آپ کا مزار ہے۔

سید ابوبکر بافقیہ قدس سرہٗ

آپ بڑے ولی کامل اور حضرموت کے صحیح النسب سادات سے ہیں۔آپ نے سلطان محمد عادل شاہ کے زمانے میں بیجاپور میں آکر سکونت اختیار کی تھی۔زہدوتقویٰ میں مشہوراور ہمہ وقت عبادت سے معمور رہتے تھے۔خلق خدا کی ہدایت کرتے اور تصرفاتِ باطنی جاری رکھتے تھے۔

آپ نے اپنے زمانے کے بزرگ اور علما سے ملاقات کر کے فیض حاصل کیا۔اکثر اوقات آپ سے خوارقِ عادات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔۲۲رشعبان سن نامعلوم کو آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار بیجاپور میں آثار محل کے قریب محلّہ دریبہ میں مشہور ہے۔

سید عبدالمجید قادری قدس سرہٗ

خلف سید احمد قادری بغدادی۔ آپ مشاہیر ساداتِ کرام اور بیجاپور کے اکابر مشائخین عظام سے ہیں۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں تھے۔ ۲۵؍ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ میں تولد ہوئے۔ عالم کامل، عابدزاہد متقی اور جامع علومِ شریعت وطریقت تھے۔ علومِ ظاہری وباطنی کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی۔ اور فیض خرقہ خلافت باطنی حاصل کر کے مریدوں کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہوگئے۔

والد ماجد کے انتقال کے بعد بغداد سے ہندوستان کی طرف آئے۔ ۱۰۱۶ھ کو بیجاپور میں آکر سکونت اختیار کی اور بڑا اِعزاز پایا۔ ہزار ہا لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور فیض پاتے تھے۔ صاحب تصرفات وخوارقات تھے۔ نوی ذی الحجہ ۱۰۷۵ھ روزِ عرفہ آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کا مزار بیجاپور میں فتح دروازہ سے متصل مشہور ہے۔

سید ملک حسین عرف دیوان صاحب قادری قدس سرہٗ

آپ ساداتِ عظام ومشائخین کرام قادریہ سے ہیں۔ بزرگِ وقت اور صاحب کشف وکرامات وخوارق تھے۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ علی عادل شاہ بادشاہِ بیجاپور کے پاس عہدۂ دیوانی پر منصوب تھے۔ بادشاہ بیجاپور کے خوردسال ہونے کے باعث آپ نے سترہ سال وزارت کا کام بڑی امانت ودیانت داری سے کیا۔

زہد وتقویٰ آپ کے مزاج میں بہت تھا۔ اُمورات سلطنت کے انتظام کے بعد آپ ریاضت وعبادت میں مصروف ہوجاتے۔ آپ نے عدل وانصاف کو کبھی ہاتھ سے جانے

نہ دیا۔ جب بادشاہ سن بلوغ کو پہنچا، جملہ حساب، دفتر ریاست اور آپ کے انتظام سلطنت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

اُدھر شوقِ الٰہی نے آپ کے دل کو محبت دنیوی سے سرد کردیا تھا، اس لیے منصب وزارت سے دست بردار ہوگئے اور اسلام آباد عرف بھیمڑی میں تشریف لاکر سکونت اختیار کی۔ اس زمانے میں وہاں پرتگیز لوگوں کا عمل تھا۔ آپ نے ان سے جہاد کیا۔ خدا نے اہل اسلام کو فتح ونصرت دی اور جو تالاب کہ پرتگیزوں کے تابع تھا وہیں آپ سکونت پذیر ہوکر عبادتِ الٰہی مین مشغول ہوگئے۔ اور اس تالاب کا نام 'نصراللہ' رکھا۔

دیارِ کوکن میں اسلام کا چراغ آپ کی ذات سے روشن ہوا۔ صدہا کفار آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ آپ سے بہت سی کرامات وکشف وغیرہ ظاہر ہوئیں۔ ۱۰۷۶ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ قصبہ بھیمڑی میں آپ کا مزار ہے۔ [تذکرۃ المشائخ، سید عبداللہ حسینی]

شیخ حبیب جُنّیری قدس سرہٗ

آپ بنگالی ہیں۔ شیخ محمد عالیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ فیض چشتیہ رکھتے اور صاحب عظمت وجلال تھے۔ پہلے قصبہ جالنہ میں سکونت رکھتے تھے، پھر جنیر میں آکر قیام کیا اور تیس برس ایک جگہ پر پڑے رہے، کبھی اپنے حجرے سے قدم باہر نہ رکھا۔ ہمیشہ روزہ رکھتے، اور عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے۔

آپ نذر وفتوحات کو کم قبول فرماتے۔ کشف وکرامات اور خوارقات آپ سے بکثرت صادر ہوئیں۔ آپ کی زبان کلید مقاصد دل ہائے خستہ دلاں تھی۔ جو زبان سے فرماتے ویسا ہی ظہور میں آتا۔ معارج الولایت میں آپ کا حال بخوبی لکھا ہے۔ ۱۰۷۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار اورنگ آباد میں ہے۔

شاہ میرانجی شمس العشاق بیجاپوری قدس سرہٗ

آپ بیجاپور کے مشاہیر مشائخین کرام سے ہیں۔ جامع علومِ ظاہری و باطنی تھے۔ بارہ سال مکہ معظّمہ میں جا کر رہے، اور کثیر بزرگانِ دین سے فیض حاصل کیا۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے آپ ہند کی جانب آئے۔ علی عادل شاہ بادشاہِ بیجاپور کے زمانۂ سلطنت میں بیجاپور کے باہر آ کر آپ نے اقامت کی۔

آپ نے خواجہ کمال الدین بیابانی چشتی سے بیعت کی، فیض خرقہ خلافت حاصل کیا، اور طالبوں کی تکمیل و رہنمائی میں مشغول ہو گئے۔ مرزا فصیح الدین عرف بابا سجل خاکسار آپ کے خلفا میں سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ نے شاہ جمال مغربی خلیفہ میر سید محمد گیسو دراز سے بھی فیض چشتیہ اور خرقہ خلافت پایا تھا۔ ۲۲؍ربیع الاوّل ۱۰۸۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیجاپور کے باہر شاہ پور میں ایک ٹیکری پر ہے۔ [مشکوٰۃ]

شاہ فتح محمد محدث برہان پوری قدس سرہٗ

آپ کا نام عبد الرحمٰن، کنیت ابوالمجد اور مسیح الاولیاء شاہ عیسیٰ جند اللہ کے فرزند و خلیفہ خاص ہیں۔ جامع شریعت وطریقت، زہد وورع میں طاق، اور عبادت و ریاضت میں شہرۂ آفاق تھے۔ اپنا وقت عزیز ہمیشہ طالبانِ علومِ دین کی ہدایت و تدریس میں مصروف رکھتے تھے۔

آپ کی کتب و رسائل میں مفتاح الصلوٰۃ، فتوح العقاید، فتوح الاوراد، فتح المذاہب الاربعہ، فتح الطریقہ، تحقیق نسب، ثبوت قدیمی علی رقبۃ، وحدۃ الوجود وغیرہ مشہور ہیں۔ ان

کتابوں سے خاص وعام فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔حرمین شریفین کی زیارت کے لیے برہان پور سے روانہ ہوئے۔مراسم حج وزیارت اُدا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ میں مقیم رہے۔وہیں۱۰۸۲ھ میں وفات ہوئی۔اور جنۃ البقیع میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

شاہ برہان راز اِلٰہ برہانپوری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین کرام اور اکابر اولیاے عظام سے ہیں۔حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ شطاری سے فیض ارادت وخلافت شطاریہ حاصل کیا۔ ہمیشہ متوکل، تارک الدنیا اور ہدایت خلائق وتربیت سالکانِ راہِ حق میں مشغول رہے۔

عالم گیر بادشاہ اپنے زمانۂ شہزادگی میں اکثر حضرتِ ممدوح کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے اور حصولِ سلطنت کے واسطے دعا کرنے کی درخواست کرتے تھے۔آخر ایک شب نماز اُدا کرنے کے بعد عالم گیر نے ممدوح کے حکم کے مطابق ان کے روبرو حصولِ سلطنت کے واسطے بارگاہِ خدا میں دعا کی، اور حضرت ممدوح نے آمین کہی۔ کہتے ہیں کہ آپ کی دعا کی برکت سے عالم گیر ہند کے تخت پر بیٹھے اور بادشاہ ہوگئے۔

روائح الانفاس اور ثمرات الحیات آپ کے دو ملفوظ مشہور ہیں۔کہتے ہیں کہ پیر نے اوائل میں آپ کو مسجد میں کلوخ درست رکھنے کی خدمت دی تھی۔آپ نے اس خدمت کو بارہ برس چلایا۔ایک روز مصلیوں نے پیر کے روبرو شکایت پیش کی کہ ایک شخص مسجد میں بجائے طہارت کلوخ ناہموار رکھ کر چلا جاتا ہے اور ہم کو اس سے ایذا پہنچتی ہے۔آپ نے دوسرے روز شاہ برہان کو بلایا اور کہا: اے بابا! کلوخ کو اپنے رخساروں پر گھس کر مصلیوں کو دیا کرو۔چنانچہ آپ پیر کے حکم کے مطابق کلوخ کو صحرا سے لاتے اور اس کو اپنے رخسار پر گھس کر دیا کرتے تھے۔اس کی وجہ سے آپ کے رخسار ہمیشہ خون سے آلودہ رہتے تھے۔

جب پیر نے آپ کی یہ کمالِ محنت اور ریاضت شاقہ دیکھی تو فوراً آپ کو ایک نظر میں

رنگ دیا۔اور اپنے پیرانِ کبار کی جو نعمت باطنی آپ کو پہنچی تھی سب آپ کو عطا کر دی۔ چند روز میں آپ مقبولِ انام ہو گئے۔ ہزار ہا لوگ دور دور سے آپ کی خدمت میں آتے اور بہرہ مند ہوتے تھے۔۱۵؍شعبان ۱۰۸۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔آپ کا مزار برہان پور میں سندھی پورہ کے درمیان ہے۔ [تاریخ برہان پور]

شاہ برہان حسینی قدس سرہٗ

آپ بزرگ کامل،اور صاحب خوارقات وتصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔اپنے جد شاہ ہاشم علوی کے تربیت یافتہ اور مرید وخلیفہ تھے۔آپ نے مسند خلافت پر بیٹھ کر خلق اللہ کی راہ نمائی کی۔ ہمیشہ عبادت اور اشغال واذکار میں مشغول رہتے اور ہر دم کو دمِ واپسیں سمجھتے تھے،گویا آپ اس شعر کے پیرو تھے ؎

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

کہتے ہیں کہ آپ کی وفات کے روز آفتاب نہیں نکلا،اور آسمان پر اَبر بھی نہ تھا۔سبھی لوگ حیران تھے۔ جب دوسرے روز آفتاب نکلا تو لوگ سمجھ گئے کہ چونکہ حضرت قطب وقت تھے؛اس لیے ایسا ہوا۔ برہان پور میں آپ نے رحلت فرمائی،وہاں سے آپ کی نعش بیجا پور لائی گئی۔ تین بار آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔۱۰۸۴ھ میں آپ کا وصال ہوا،اور اس گنج عارفاں کو بیجا پور میں اس کے جد شاہ ہاشم کے مزار سے متصل زمین پنہاں کر دیا گیا۔ [روضۃ الاولیاء]

سید محمد مدرس قدس سرہٗ

آپ سید عبدالرحمٰن کے فرزند اور بیجا پور کے مشائخین کاملین سے ہیں۔ جامع علوم

وفضل وزہد وتقویٰ تھے۔ قاضی سید محمد علی سے علوم ظاہری حاصل کیا۔ اپنے وقت کے پیشوا اور درویشی وتوکلی میں ممتاز تھے۔ آپ ہمیشہ تعلیم وتدریس اور افاضت فیوضاتِ ظاہری وباطنی میں مشغول رہے۔ شیخ محمد عبدالعظیم مکی خلیفہ شاہ صبغۃ اللہ حسینی سے آپ نے خرقہ خلافت پایا اور دو مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔

تجلیاتِ رحمانی میں مرقوم ہے کہ آپ جب حج کے لیے گھر سے باہر نکلے، تو سرائے تکوٹہ میں آپ کے بہت سے خویش واَقارب اور مشائخین شہر مشایعت کے لیے گئے۔ صبح کی نماز کے بعد آپ نے سفر کی تیاری کی۔ ایک دائی آپ کے فرزند سید زین الدین کو جو ڈھائی سال کے تھے گود میں لے کر کھڑی تھی اور سرائے کے ڈھابے پر سے آپ کی روانگی کا تماشا دیکھ رہی تھی، یکا یک زین الدین گر پڑے اور کافی چوٹ آ گئی۔ اسی صدمہ سے قریب تھا کہ جاں بحق ہوتے، ہر چند مریدوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان کی حالت خراب ہے اور کسی وقت بھی جاں بحق ہو سکتے ہیں، آپ نماز جنازہ پڑھا کر تشریف لے جائیں؛ مگر آپ نے ایک نہ مانا اور فرمایا کہ یہاں مسلمان بہت ہیں وہ تجہیز وتکفین کرلیں گے۔

وہاں سے روانہ ہو کر آپ مکہ پہنچے۔ حج سے مشرف ہوئے اور وہاں کے مشائخین سے فیض حاصل کیا۔ پھر بیجاپور آکر تیس سال تک مسند ارشاد پر جلوہ بخش رہے۔ ہزاروں کو فیض صوری ومعنوی پہنچایا۔ آپ سے درس وتدریس اور ارشاد وتلقین کے ذریعہ بڑا فیض جاری ہوا۔ آپ کے حالاتِ عجیب کتابوں میں مرقوم ہیں۔ ۲۴ رشوال ۱۰۸۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیجاپور میں ہے۔

میر سید کالپوی قدس سرہٗ

خلف ومرید وخلیفہ میر سید محمد کالپوی۔ آپ جامع علوم ظاہری وباطنی اور بحارِ

معرفت وحقیقت کے شناور تھے۔ جامع الکلم شرح اسماء الحسنٰی، اور رسالہ معارف وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔آپ نے علومِ صوری کی تحصیل کے بعد اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور زہد وتقویٰ اور ریاضت وعبادت میں کامل ہوئے۔

والد کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور ہزاروں کو فیض ظاہری وباطنی پہنچایا۔آپ اکثر سرود سنا کرتے۔آپ کی توجہ میں بڑا اثر تھا جس شخص پر توجہ کی نگاہ پڑ جاتی، وہ بے خود ہوکر گر پڑتا تھا۔کشف وکرامات اور خوارقِ عادات بکثرت آپ سے صادر ہوئیں۔۱۹؍صفر ۱۰۸۴ھ میں رحلت فرمائی اور کالپی میں مدفون ہیں۔ [عمدۃ الصحایف]

خواجہ امین الدین اعلیٰ قدس سرہٗ

خلف شاہ برہان الدین جانم چشتی۔مشاہیر اولیا اور اکابر عرفاے بیجاپور سے ہیں۔ آپ نے اپنے چچا خواجہ عطاء اللہ سے فیض ارادت اور خرقہ خلافت چشتیہ اخذ کیا۔رات دن محویت وشہود اور استغفراقِ حق کے عالم میں رہتے۔اس کمالِ جذب کے باوجود ارشاد وتلقین اور معارف واسرار کے نکات بھی آپ بیان فرماتے رہتے۔

عروسِ عرفاں میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ امین الدین نے ابتدا میں اپنے والد بزرگوار شاہ برہان الدین جانم کے گنبد میں رہ کر سلوک وعرفان حاصل کیا۔کہا جاتا ہے کہ حالت جذب وبے خودی کے باعث آپ ارکانِ شرعی اَدا نہیں کرتے تھے۔اور ترک وجود دوام آگاہی وشہود کے سبب نماز کو ترک کر دیا تھا۔

سید السادات سید محمد بخاری صاحب علی باغ نے - جو اس زمانہ میں اکابر مشائخین سے تھے- حضرت کے جذب اور ارکان شرعی کے ترک کرنے کی خبر سنی تو پاس شریعت وامر بالمعروف کی حمیت آپ کو دامن گیر ہوئی، اس روز سے آپ سلوک میں آئے اور نماز

وغیرہ ارکانِ شریعت کو بجا لانے کا اہتمام شروع کیا۔ آپ سے کشف وکرامات بکثرت ظاہر ہوئیں۔

آپ کے خلفا میں سید خداوند خدانما، سید میرانجی، سید حسن خدانما، اور قادر لنگا انکل کوتال مشہور ہیں۔ اُن سے فیضانِ باطنی خوب خوب جاری ہوا۔ ۲۴؍رمضان ۱۰۸۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ بیجاپور میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [روضہ]

سید اسحٰق قادری قدس سرہٗ

خلف سید محمود مشہور سید یعقوب۔ آپ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں ہیں۔ مشائخین کبار اور اولیاے نامدار سے بزرگِ وقت اور صاحب کشف وکرامات ہوئے ہیں۔ ۱۰۳۶ھ میں بخارا سے بلدۂ جنیر میں آکر توطن اختیار کیا۔

اپنے جد سید حمید الدین قادری سے فیض ارادت اور خرقہ خلافت قادریہ پایا۔ ہزاروں لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ اسلام کا چراغ آپ سے جُنیر میں خوب روشن ہوا۔ ۱۱؍شعبان ۱۰۸۶ھ میں اِنتقال فرمایا، اور جنیر میں مدفون ہوئے۔ [اِرشادالطالبین، مولفہ منشی محمد رضا]

سید محمد عرف شاہ حضرت حسینی قدس سرہٗ

خلف سید ابوالحسن چشتی۔ آپ بڑے بزرگ، ولی کامل، اور صاحب کرامات وبرکات تھے۔ علم شریعت وطریقت کے جامع اور ظاہری وباطنی کمالات سے متصف تھے۔ آپ کے انفاسِ متبرکہ سے طالبانِ راہِ خدا کو بہت فیض پہنچا۔

آپ نے شیخ عبدالصمد کنعانی سے علوم ظاہری حاصل کرکے خرقہ خلافت چشتیہ اخذ کیا۔ آپ اکثر مشائخین عصر سے مستفیض ہوئے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف

ہوئے۔ ۲۷؍رمضان ۱۰۸۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ بیجاپور میں شہر پناہ کے اندر آپ کا مزار مشہور ہے۔

شاہ خادم محمد قدس سرہٗ

خلف شاہ نصر اللہ حسینی۔ آپ فقیر کامل اور واصل بحق تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ جامع شریعت وطریقت اور معارف وسلوک میں بلند درجہ رکھتے تھے۔

آپ سے ہزاروں نے فیض ظاہری و باطنی پایا۔ شاہ نعیم اللہ قادری آپ کے فرزند رشید اور خلیفہ ہیں۔ ۱۰۹۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیجاپور میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ داؤد چشتی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کرام سے ہیں۔ اپنے والد ماجد شیخ محمد صادق گنگوہی سے فیض ارادت اور خرقہ خلافت چشتیہ صابریہ پایا۔ ہمت بلند اور حالت قوی رکھتے تھے۔ کمالِ ولایت کے آثار آپ کی جبین سے ظاہر تھے۔

ایک روز شیخ محمد صادق چشتی گنگوہی فجر کی نماز کے آخری قعدہ میں تشہد پڑھ رہے تھے، جب انگشت شہادت کو اُٹھایا تو آپ کی انگشت مبارک سے نور طلوع ہوا، اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ نور آپ کی انگلی میں آکر چھپ گیا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک وہاں ظاہر ہوئی اور فرمایا :

اے محمد صادق! تجھ کو جو یہ یہ نور دکھائی دیا وہ تیرے فرزند شیخ داؤد کا نورِ ولایت ہے۔ اسی روز سے شیخ محمد صادق شیخ داؤد کی تربیت میں متوجہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ

تھوڑے عرصے میں آپ کو مرتبہ کمال حاصل ہو گیا۔ دور دور سے لوگ آپ کے پاس آتے اور فیوضاتِ باطنی سے مالا مال ہوتے تھے۔

نقل ہے کہ اورنگ زیب عالم گیر کے عہد سلطنت میں آپ کی ولایت کا شہرہ ہوا، دشمن نے آپ کے خلاف کچھ کچھ باتیں بادشاہ سے کہیں کہ شیخ داؤد رات دن بدعت سماع میں مشغول رہتا ہے اور شرع شریف کی متابعت سے بالکل منحرف ہے۔ بادشاہ نے ملا عبد القوی فقیہ کو جو اس وقت بادشاہ کا بڑا قوتِ بازو تھا آپ کے حضور میں احتساب ومباحثہ کے واسطے بھیجا۔

ملا صاحب نے آکر مسئلہ سماع میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا: اگر تو از روے ظاہر پوچھتا ہے تو **السماعُ مباح لأھله** حدیث میں ہے، اور میں خود کو سماع سننے کا اہل جانتا ہوں۔ اور اگر از روے حال پوچھتا ہے تو وہ بھی تجھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ قوال حاضر تھے، ارشاد فرمایا: کچھ پڑھو۔ قوالوں نے سماع شروع کیا۔ آپ نے ملا صاحب سے ارشاد فرمایا کہ اے اہل جہل میں خود صاحب شرع اور بانی احکامِ شریعت نبوی ہوں۔ مجھ سے اباحت سماع کی کیا دلیل چاہتے ہو؟۔

لفظ جاہل آپ کی زباں سے نکلتے ہی ملا صاحب کو اپنے تمام علوم فراموش کر بیٹھے اور ہر چند چاہا کہ ایک حرف زبان سے نکلے، مگر کچھ کہہ نہ سکے۔ گریہ وزاری کرنے لگے۔ آپ کے پاؤں پر سر رکھ کر عاجزی کی تو آپ کو رحم آ گیا اور فرمایا: تو اس زمانے میں ملک العلما اور صاحب فتویٰ ہے، کیوں درویشوں کو ستاتا ہے۔ اسی وقت بھولے ہوئے علوم سب آپ کو یاد آ گئے اور وہ صدق دل سے آپ کا مرید ہو گیا۔

آپ کے کشف وکرامات اور خوارق عادات مشہور ہیں۔ شیخ سوندھا، شیخ بلاقی وغیرہ آپ کے خلفا سے ہیں۔ ۵؍رمضان ۱۰۹۵ھ میں عین مجلس سماع میں وجد کے درمیان آپ کی روح نے پرواز کیا۔ آپ گنگوہ میں آسودہ ہیں۔

شاہ ہاشم عرف خداوند ہادی قدس سرہٗ

خلف سید رستم۔ مخدوم جہانیان جہاں گشت کی اولاد میں ہیں۔ آپ بڑے عارف باللہ بزرگ ہیں۔ شاہ امین الدین علی اعلیٰ کی خدمت میں رہ کر منظورِ نظر ہوئے اور فیض ارادت وخرقہ خلافت حاصل کیا۔

اَخبارالانوار میں تحریر ہے کہ آپ نے بحکم پیر حیدر آباد میں آکر سید میراں جی خدانما سے ملاقات کی، جنھوں نے آپ کو خلوت میں لے لیا۔ بہت دیر تک دونوں میں اسرارِ عرفان کی باتیں ہوتی رہیں۔ آپ نے ان کی صحبت بابرکت سے کافی فیض اُٹھایا۔

بادشاہ عالم گیر کے زمانۂ سلطنت میں آپ قصبہ چچولی صوبہ دارالظفر بیجاپور میں سکونت رکھتے، اور مریدوں کی تلقین وارشاد کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ آپ سے خوارق وکرامات بہت صادر ہوئیں۔ ۵؍شوال کو رحلت فرمایا اور قصبہ چچولی میں آسودہ ہیں۔

شاہ ابوالحسن حیدر ثانی قدس سرہٗ

آپ بڑے عارف باللہ ہیں۔ فیض ارادت وخلافت چشتیہ آپ نے اپنے والد شاہ من اللہ سے اخذ کیا۔ آپ کے کمالات وتصرفات مشہور ومعروف ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک روز آپ لکھنے میں مشغول تھے۔ اچانک ایک چھپکلی نے آواز کی۔ آپ نے بھی کچھ آواز کردی۔ غرض دوبارہ اس نے آواز کی تو آپ نے زمین پر کچھ ہلا دیا۔ جب تیسری بار آواز کی تو آپ نے غصہ میں لکڑی سے اس کو مارا اور کہا: خاموش۔ چنانچہ یہ بات مشہور ہے کہ اُس دن سے آج تک کوہیر میں چھپکلی کی آواز سننے میں نہیں آئی۔ کثرتِ اولاد کے سبب آپ کو حیدر ثانی کہا جاتا ہے۔ آپ کا مزار بیدر میں ہے۔

مولانا شاہ عبداللہ چشتی برہانپوری قدس سرہٗ

خلف شاہ عبدالنبی۔ آپ شیخ العصر شیخ محمد ماہ گجراتی احمد آبادی کی اولاد میں، فاروقی شیخ مشہور ہیں۔ آپ مشاہیر علما اور اکابر عرفاے برہان پور سے ہیں۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی اور صاحب زہد و تقویٰ تھے۔ آپ تسلیم ورضا اور صبر و توکل پر ہمیشہ مستحکم رہنے کے ساتھ ہدایت و ارشادِ خلق میں مشغول رہے۔ ہزاروں لوگوں کو آپ کی ذات سے فائدۂ ظاہری و باطنی پہنچا ہے۔

آپ نے قادریہ وسہروردیہ سے فیض خلافت پایا ہے۔ آپ اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ ۲۹ر محرم ۱۰۹۸ھ میں رحلت فرمائی۔ برہان پور میں شیخ پورہ کے قریب آپ کا مزار ہے۔ [تاریخ برہانپور]

شاہ برہان الدین جانم قدس سرہٗ

آپ حضرت میراں جی شمس العشاق چشتی کے مرید تھے۔ بڑے عارف باللہ، عالی درجات اور صاحب کشف وکرامات ہوئے ہیں۔ آپ اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ ہیں۔ علم سلوک میں آپ کے رسائل بہت ہیں۔ طالبین کے لیے آپ کے رموزاتِ توحید اور اسرارِ تصوف بہت مفید ہیں۔

بہت سے لوگ آپ کے فیض وتلقین سے مرتبہ عالی تک پہنچے، اوران سے فیض جاری ہوا۔ ۱۵ر جمادی الثانی کو آپ نے انتقال فرمایا۔ بیجا پور کے حصار کے باہر شاہ پور میں اپنے والد کے مزار کے پاس آسودہ ہیں۔

شیخ سیف الدین جامعی قدس سرہٗ

آپ کمل بزرگان واکابر علمائے کبار سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ اپنے والد ماجد خواجہ محمد معصوم نقشبندی سے فیض ارادت وخلافت مجددیہ نقش بندیہ حاصل کیا۔ زہدوورع، تقویٰ وعبادت اور اتباعِ شریعت میں محی السنۃ کے خطاب سے مشہور ہیں۔

کوئی کافر یا فاسق وفاجر آپ کی خدمت میں آتا تو آپ کی نظر کی برکت سے تائب ہوجاتا تھا۔ آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے کمالِ نفرت تھی۔ آپ نے کبھی دنیاداروں کے گھر کا کھانا تک نہ کھایا۔ اگر کوئی آپ کی محفل میں لفظ 'اللہ' زبان پر لاتا تو آپ سنتے ہی بے ہوش ہوجاتے تھے۔

کرامات وخوارقِ عادات آپ سے بکثرت صادر ہوئیں۔ ۱۰۹۸ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار سرہند میں ہے۔ [انوارِ احمدیہ]

مخدوم شیخ سراج قدس سرہٗ

آپ درویش کامل اور صاحب تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ آپ نے شیخ علی خطیب احمد آبادی خلیفہ قطب عالم گجراتی سے بیعت کی، اور خرقہ خلافت باطنی اخذ کیا۔ آپ جامع شریعت وطریقت، ہمیشہ عبادت ومجاہدہ میں مشغول اور مریدوں کی تلقین وارشاد میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔

آپ کی صحبت کی برکت سے بہت سے لوگ جلد ہی درجاتِ اعلیٰ پر پہنچ گئے۔ پیر کی رحلت کے بعد آپ نے مسندارشاد پر جلوس فرمایا، اور سینکڑوں کو راہِ ہدایت پر لائے۔

شاہ عالم بخاری کا مرید سلطان محمد بیگڑہ اپنے پیر کی وفات کے بعد آپ کی خدمت

سے مستفیض ہوا۔ اور وہ کمالِ اعتقاد سے آپ کی خدمت بجالاتا تھا۔ آپ کا مزار احمد آباد گجرات میں مشہور ہے۔

شاہ معصوم قدس سرہٗ

آپ فقیر کامل اور موسیٰ سہاگ کے گروہ سے ہیں۔ مجذوب سالک اور جامع اسرار صوری و معنوی تھے۔ کرنول میں رہا کرتے۔ اس زمانے میں شاہ اسماعیل نامی ایک معاصر بزرگ وہاں رہتے تھے۔ اتفاقاً یہ دونوں ایک راستہ سے جارہے تھے۔ حاکم کرنول نواب رنمست خان کے فیل بان نے آپ سے آکر کہا کہ خاص نواب صاحب کا ایک ہاتھی آج شب کو مرگیا، کل صبح کو اگر نواب صاحب سنیں گے تو معلوم نہیں مجھ پر کیا کچھ غضب آئے گا۔

الغرض! یہ دونوں بزرگ ہاتھی خانہ میں گئے۔ شاہ معصوم نے تھوڑی سی روئی منگائی اور اس کا گولہ بنایا۔ پھر نعرۂ یا حی یا قیوم لگا کر آپ نے روئی کا گولہ ہاتھی کے مستک پر مارا۔ ہاتھی فوراً زندہ ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ شاہ صاحب کا یہ حال تھا کہ جب کوئی نعل بند آپ کے روبرو آتا تو فرماتے تھے کہ اے نعل بند! میرے نفس کا گھوڑا کمالِ نافرمان ہوگیا ہے، ایک میخ اس کے سر پر لگادے کہ تسکین پائے۔ پھر اپنا سر نیچے جھکا دیتے اور نعل بند لوہے کی میخ کاسۂ سر پر لگادیتا تھا۔ اس طرح آپ کا پورا سر میخوں سے چھد گیا تھا۔ انتقال کے بعد کوئی ایک سیر کیلیں آپ کے سر سے گر پڑیں۔ آپ کا مزار کرنول میں ہے۔

شاہ راجو حسینی قدس سرہٗ

آپ بڑے اکابر اولیائے کاملین سے ہیں۔ آپ کا نام شاہ یوسف ہے۔ آپ سید محمد

حسینی گیسودراز کی اولاد میں ہیں۔سلطان ابوالحسن تانا شاہ آپ کا معتقد تھا۔آپ نے شاہ اکبر حسینی خلف خواجہ بندہ نواز سے خرقہ خلافت چشتیہ حاصل کیا۔حیدرآباد میں فتح دروازہ کے قریب رہتے تھے۔

عم بزرگوار کی وفات کے بعد آپ نے مسند سجادگی پر جلوس فرمایا، اور ہزاروں کو ہدایت وارشاد فرما کر مرید کیا۔آپ سے خوارقِ عادات بکثرت ظاہر ہوئے۔جو زبان سے نکلتا فوراً ظاہر ہوجاتا تھا۔۲۲ر صفر کو آپ نے وصال فرمایا۔حیدرآباد دکن میں بیرونِ فتح دروازہ آپ کا مزار ہے۔

شاہ نور رمزالٰہی قدس سرہٗ

آپ فقیر کامل اور واصل باللہ تھے۔شاہ برہان رازِ الٰہ کے خلفا میں سے ہیں۔آپ نے فقر شطاریہ کی نعمت کو حاصل کیا۔جب جذب اور سکر کا حال آپ پر غالب ہوا تو مرشد کامل سے مقامِ منصور حلاج کی درخواست کی۔

کہتے ہیں کہ بطورِ اذان انھوں نے مسجد میں برہان اللہ اکبر کہا۔ظاہراً گرچہ یہ کفر صریح نہیں ہے، اس کے معنی لفظی اِضافت سے صحیح ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی دلیل بزرگ ہے؛ لیکن علمائے ظاہر نے سزائے قتل مقرر کردی اور اسی سیاستِ شرعیہ میں آپ نے رحلت فرمائی۔آپ کا مزار برہان پور میں اتوار محلّہ کے درمیان ہے۔

سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہٗ

آپ سید احمد کبیر رفاعی کی اولاد سے، صاحب کشف وکرامات اور علی درجات بزرگ تھے۔صحرا میں رہتے اور ریاضت شاقہ کرتے تھے۔کتاب مطلوب الطالبین آپ کی

تصنیف سے ہے۔ قادریہ و چشتیہ وغیرہ سلاسل سے آپ نے نعمت باطنی اَخذ کیا۔
سید سانکری سلطان موضع قندھار دکن کی بہن آپ کی بیوی تھیں۔ مشہور ہے کہ آپ نے نعمت و فیض باطنی سید سانگری سلطان سے بھی پایا ہے۔ آپ کا مزار عالی فقرآباد کے جنگل میں قصبہ انبیڑ سے متصل ہے۔ [پنج گنج]

شاہ علی عرف سانکری سلطان قدس سرہٗ

آپ درویش کامل اور بندۂ واصل تھے۔ آپ فیض ارادت و بیعت سلسلہ رفاعیہ احمدیہ میں رکھتے تھے۔ آپ بارہ سال کامل دولت آباد کے قلعہ میں ریاضت شاقہ کرتے رہے۔ بڑے صاحب کرامات و حالات تھے۔
دوسرے سلسلہ کے بزرگوں سے بھی نعمت باطنی پایا تھا۔ آپ صاحب کشف بزرگ اور حاجت روائے حاجت منداں تھے۔ اکثر لوگ آپ کے پاس آتے اور اپنا مطلب پاتے تھے۔ آپ کا مزار قصبہ قندھار دکن میں ہے۔ [پنج گنج]

شاہ میراں حسینی قدس سرہٗ

آپ حسینی سادات سے ہیں۔ مشاہیر مشائخین دکن سے تھے۔ انوار الاخبار میں لکھا ہے کہ آپ سپاہی پیشہ میں نوکری کرتے تھے۔ قصبہ دینا کل علاقہ حیدرآباد دکن میں سکونت رکھتے تھے۔ خداوند ہادی خلیفہ کامل حضرت قطب العصر امین الدین اعلیٰ چشتی کی خدمت میں آکر مرید ہوئے، اور اسی روز سے ترکِ روزگار کردیا۔ پورے بارہ برس پیر کامل کی خدمت میں رہے، اور سخت ریاضت و مجاہدہ کیا۔
اسرارِ علوم باطنی کی تکمیل کے بعد خرقہ خلافت پایا اور پیر روشن ضمیر کی اجازت سے

حیدرآباد آئے، اور وہاں پر قبولیت عامہ پائی۔ شاہ محمود شیریں دہن سے بھی آپ نے فیض باطنی اخذ کیا تھا۔ آپ کا مزار حیدرآباد دکن میں شاہ علی بنڈہ سے متصل ہے۔

شاہ عبداللہ فاروقی سہروردی قدس سرہٗ

خلف شیخ عبدالنبی برہان پوری۔ آپ شیخ محمد ماہ چشتی گجراتی کی اولاد میں، مشاہیر علما واکابر اولیا سے ہوئے ہیں۔ تارکِ دنیا، عابدوزاہد، پرہیزگار، متوکل اور جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ اپنی تمام عمر زہد وعبادت اور طلبہ کی فائدہ رسانی میں بسر کردی۔

علماے عصر میں آپ کی ذات بہت غنیمت تھی۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی ہرسمت درخشاں ہیں۔ ۲۹؍محرم ۱۰۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ برہان پور میں شیخ پورہ کے قریب آسودہ ہیں۔

شاہ پیر محمد سلونے قدس سرہٗ

متوطن جون پور۔ آپ مشاہیر مشائخین سے ہیں۔ آپ کا نام شاہ علی تھا۔ آپ شیخ عبدالکریم حسامی عرف پیر کریم چشتی مانک پوری کے مرید وخلیفہ تھے۔

صاحب نخل فردوس نے لکھا ہے کہ آپ شیخ الوقت، عابد وزاہد اور صاحب ذوق وشوق تھے۔ ہمیشہ مریدوں کے ارشادوہدایت میں مشغول رہتے۔ خوارقاتِ عجیبہ اکثر اوقات آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ فیض وہدایت پایا۔ ۲۱؍محرم ۱۰۹۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ سلون میں آپ کا مزارِ پرانوار ہے۔

امیر نورالعلا ابوالعلائی قدس سرہٗ

خلف میر ابوالعلا اکبرآبادی۔ آپ حضرت میر ابوالعلا اکبرآبادی کے فرزند وجانشیں

اور مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کو قوتِ جذب امراض وکشش قلوب، اور طے مقاماتِ حقیقت ومعرفت حاصل تھی۔ آپ کی توجہ باطنی سے اکثر خلفا درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کے توجہِ عینی ومعانقہ میں یہ تاثیر تھی کہ مرید اُسی وقت دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جاتا تھا۔ نسبت قلبی اور ذکر اسم ذات ہر رگ وپے سے جاری تھا۔ نعمت نقشبندیہ کا یہی نتیجہ ہے ۔

اول ما آخر ہر منتہی است آخر ما جیب تمنا تہی است

آپ بزرگِ عصر اور عابد وزاہد تھے۔ پوری رات عبادت میں گزار دیا کرتے تھے، اور مریدین کی تعلیم وارشاد میں سرگرم رہتے تھے۔ اور بہت جلد ان کو طے منازل ومراتب سلوک اور خرقہ خلافت وفیض باطنی عنایت فرما دیتے تھے۔ ۱۱۰۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار اکبرآباد میں ہے۔ [تذکرۂ بزرگانِ ابوالعلائیہ]

شاہ نعیم اللہ قدس سرہٗ

آپ کمل اولیا سے ہیں۔ آپ حضرت شاہ ہاشم دست گیر علوی بیجاپوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ پیر کی رحلت کے بعد حضرت شاہ برہان الدین کی خدمت میں رہ کر فقر وسلوک کو تمام کیا۔ آپ بے بڑا سخت ریاضت ومجاہدہ کیا اور خلعتِ خرقہ فقر سے سرفراز ہوئے۔

گنج الاسرار ملفوظ شاہ ہاشم علوی آپ ہی نے لکھا ہے۔ بہت سے خوارقِ عادات وعجائبات آپ سے ظاہر ہوئے۔ سلطان سکندر عادل شاہ آپ کا مرید تھا۔ اور شاہ عثمان مجذوب جو بڑے صاحب ذوق وشوق ہوئے ہیں، اور موضع سرسنگی میں جن کا مزار ہے، نیز حیدر شاہ کامل جن کا مزار موضع کننگل میں ہے، آپ کے مریدین کاملین سے ہیں۔ ۱۱۰۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیجاپور میں شاہ نصر اللہ ولی کے روضہ سے متصل ہے۔

سید سعد اللہ محدث پوربی قدس سرہٗ

آپ ساداتِ حسینی ہیں۔ مولانا عبدالشکور دائم الحضور سے فیض ارادت وخرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ بارہ برس مکہ میں رہے، جہاں درس حدیث وکتب دین دیا کرتے تھے۔ آپ نے ہدایۃ الحکمۃ پر ایک خوب شرح لکھی ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ طے الارض کرتے تھے۔ عالم گیر کے ہم سبق اور بعض نے کہا کہ اُستاذ تھے۔ بادشاہ نے اپنے مکتوبات میں سید سعد اللہ کو سیدی وسندی خذ بیدی لکھا ہے۔

آپ کی ولایت کی شہرت دور دراز تک پہنچی۔ بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور ارشاد وہدایت پاتے تھے۔ کشف الحق، تحفۃ الرسول، رسالہ حل اشعار، مولانا مثنوی معنوی وغیرہ آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔ مخدوم ہاشم سندھی آپ کے شاگردِ رشید ہیں۔ ۱۱۰۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار سورت میں شہر پناہ مغل سرائے سے متصل مشہور ہے۔ [سیر الاولیاء، مولوی عبدالحکیم سورتی]

سید دوست محمد ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ کمل عرفا ومشاہیر اولیا سے ہیں۔ فیض ابوالعلائیہ قادریہ، چشتیہ جو حضرت امیر ابوالعلا اکبرآبادی کے سینے میں تھا آپ نے پایا۔ عجیب وغریب حالت رکھتے اور آپ سے بکثرت خوارقِ عادات صادر ہوتے تھے۔

آپ نے اورنگ آباد میں آکر قیام فرمایا، اور لوگوں کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہوئے۔ آپ قطب العصر تھے۔ پیم کہانی فارسی آپ کی تصنیف سے ہے۔ کبھی عشق جذبہ الٰہی میں صحرا کی طرف نکل جاتے اور درندے جانور آپ کی خدمت میں آتے اور اپنے سر

کو آپ کے قدموں میں رکھ دیتے تھے۔

آپ کا خاص نعمت احراریہ، نقش بندیہ عنایت ہوئی تھی۔ مشائخین عصر میں ممتاز ومحترم تھے۔ سلسلہ ابوالعلائیہ کا فیض دکن میں آپ ہی سے جاری ہوا۔ ۶؍ جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اورنگ آباد میں آسودہ ہیں۔

شیخ حاجی محمد المشہور بنوشاہ گنج بخش قدس سرہٗ

خلف حاجی علاء الدین شیخ سلیمان قادری کے اعظم خلفا سے ہیں۔ مادر زاد ولی، صاحب جذب وصحو وسکر ومحبت وشوق تھے۔ طریقہ نوشاہیہ آپ سے جاری ہوا۔ آپ نے فقر ودرویشی میں ساری عمر گزاری۔ پنج سالہ عمر میں آپ نے قرآن پڑھا اور حفظ کیا۔ تمام علومِ ظاہری سے فراغت پائی۔ سترہ برس کی عمر میں ترکِ دنیا کی اور ساندل کے جنگل میں ریاضت کرتے رہے۔ کئی سال کے بعد والد نے آپ کو اُس جنگل سے بڑی تلاش کر کے ڈھونڈ نکالا اور موضع نوشہرہ میں لا کر آپ کی شادی کر دی۔

کہتے ہیں کہ چھ مہینے کامل رات بھر لب دریا پر کھڑے رہتے، اور یادِ حق میں مشغول تھے۔ اور تمام دن مسجد میں نماز اور قرآن مجید کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ بڑے بزرگ عارف باللہ ہیں۔ کشف وکرامات وخوارقات بہت بار آپ سے ظاہر ہوئے۔ کتاب تذکرہ نوشاہی میں آپ کا حال مفصلاً تحریر ہے۔ ۱۱۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ نوشہرہ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ حافظ معموری آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔

سید حسن رسول نما قدس سرہٗ

آپ سید عثمان نورنولی کی اولاد میں ہیں۔ آپ درویش کامل، زہد مشرب، بے

پروااور واصل بخدا تھے۔ پہاڑ گنج باغ کلالی دہلی کے نزدیک میں رہتے۔ ایک جماعت کثیر درویشوں طالب علموں کی آپ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتی تھی جو کچھ فتوحات آتا تھا سب شام تک صرف کر دیتے تھے۔ توکل وقناعت آپ کے اندر اس قدر تھا کہ کبھی کسی امیر کے گھر پر نہ گئے۔

نقل ہے کہ جمنی بیگم اورنگ زیب بادشاہ کی لڑکی نے اپنے خواجہ سرا کے ہاتھ دو ہزار روپے ایک تھیلی میں ڈال کر آپ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ معتقدہ کا حمل قرار نہیں پکڑتا، دعا کیجیے۔ آپ نے سنتے ہی فرمایا: بیگم وہاں اور فقیر یہاں، اگر نزدیک ہوتی فوراً اس بات کا بندوبست کیا جاتا۔ خواجہ سرا نے بیگم کو یہ ماجرا جا سنایا، اسی دن بیگم کو حمل ہو گیا اور نویں مہینے میں بفضل الٰہی فرزند پیدا ہوا۔

کہتے ہیں کہ آپ مرتاض، عابد وزاہد اور شب زندہ دار تھے۔ گو ظاہر میں شرع کے امورات کو بجا نہ لاتے، مستور الحال اولیاؤں میں سے ہیں۔ جو زبان پر آتا وہی ظاہر ہو جاتا تھا۔ ۲۲؍ شعبان ۱۱۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار دہلی شاہجہاں آباد میں ہے۔ 'حسن رسول نما با رسول باقی باشد' آپ کی تاریخ وفات ہے۔ [رسالہ تذکرۂ اولیاے دہلی]

سید شاہ نور محمد حمامی قدس سرہٗ

خلف سید شرف الدین۔ آپ مشاہیر بزرگانِ کرام سے ہیں۔ مخازن الاعراس میں لکھا ہے کہ آپ سادات حماہ شریف سے تھے۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ آپ نے اورنگ آباد میں ایک حمام بنایا تھا، ہر کوئی اس میں آ کر بلا اُجرت غسل کرتا تھا، اس سبب سے حمامی مشہور ہیں۔

آپ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں ہیں۔ محبوب القلوب میں لکھا ہے کہ آپ نے فیض ونعمت قادریہ پائی تھی۔ ولی کامل اور صاحب تصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ ہمیشہ عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں رہتے تھے۔ آپ کی عمر تین سو سال سے زیادہ ہوئی۔ اورنگ آباد آپ کے فیض آب نہر سے آج تک مملو ہے۔ ۱۴ر جمادی الثانی ۱۱۰۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار اورنگ آباد میں ایک پُر فضا جگہ پر ہے۔ [مشکوٰۃ]

میر محمد افضل خدانما قدس سرہٗ

آپ بڑے بزرگ، عارف کامل اور شیخ عصر تھے۔ آپ کی نگاہِ فیض وارشاد سے ہزاروں آدمی مرتبہ ولایت تک پہنچے۔ آپ کے دیکھنے کا خاصہ خدانمائی اور آپ کے دیکھنے کا خاصہ خدا آگاہی ہے۔ تارک دنیا، متوکل بے ریا، اور عشق ومحبت میں یگانہ تھے۔

آپ دہلی میں بادشاہی محل کے روبرو ایک جھونپڑے میں رہتے تھے۔ اکثر درویشانِ صاحب حال وقال اور اطفال شب وروز آپ کے پاس حاضر رہتے۔ آپ نے مجاہدہ وریاضت بہت کیا۔ استغراق وجذب آپ کے مزاج پر غالب تھا۔

آپ مسند ارشاد پر جلوس فرما ہو کر طالبانِ خدا کو ہدایت کرتے رہے، اس لیے خدانما لقب پایا۔ آپ تجرید وتفرید میں ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ ۱۱۰۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار شاہ جہاں آباد دہلی میں ہے۔ [رسالہ تذکرۂ اولیاے دہلی]

سید سیف اللہ رفاعی قدس سرہٗ

خلف سلطان سید عبدالرحیم رفاعی احمد آبادی۔ آپ مشاہیر ساداتِ حسینی سے ہیں۔ صاحب کشف وکرامات وعجیب حالات تھے۔ رفاعیہ احمدیہ سے فیض باطنی پایا۔ آپ نے

تمام کمالات وفیوضات اور خرقہ خلافت اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ ساٹھ برس تک مسند ارشاد وہدایت پر جلوس فرمایا، اور سلسلہ عالیہ کا فیض مریدوں کو پہنچایا۔

آپ کے اجداد سے سید شریف سرمست سورت اسحٰق پورہ میں، شاہ بینا شکنندۂ کفر وکینہ موضع جموسر میں، سید ولی اللہ کمبایت میں اور سید علی گاؤں دھنی وغیرہ مشہور ہیں۔ ۲ رشوال ۱۱۰۶ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار نادیر میں مشہور ہے۔ بابا عیسیٰ میاں، حسن علی پیر، مومن پیر پرواز، بالے پیر، لیموشہید، پیر بایزید وغیرہ بزرگ نادیر میں آسودہ ہیں۔

شاہ یتیم قدس سرہٗ

آپ درویش کامل، قلندریہ مشرب، متوطن برہان پور تھے۔ خانقاہ مولانا شیخ عبداللطیف کے قریب ایک تکیہ میں رہا کرتے۔ حقہ کش، بھنگ نوش لوگ وہاں جمع ہوتے تھے۔ اس سبب سے مولانا شاہ عبداللطیف ناراض رہتے۔

بادشاہ عالم گیر سے ایک روز آپ نے کہہ دیا۔ عالم گیر شریعت کا لحاظ بہت رکھتے تھے۔ ایک بار اس تکیہ میں آئے اور جس ظرح پر کہ بھنگ کا گمان تھا اس میں سے پانی لانے کا حکم دیا۔ جب برتن آپ کے سامنے آیا تو شیر خالص دیکھا۔

عالم گیر بادشاہ نے عذر خواہی کی اور بار دیگر ان کے حال کے معترض نہ ہوئے۔ آپ کا مزار برہان پور میں ہے۔

خواجہ محمد وفا اورنگ آبادی قدس سرہٗ

آپ کا نام حافظ شاہ صالح، سید ابوالعلا اکبرآبادی کے خلفا میں سے ہیں۔ بڑے

عارف باللہ بزرگ تھے۔ ہمیشہ حالت صحو وسکر میں رہتے؛ لیکن جب نماز کا وقت آتا، نماز پڑھتے تھے اور پھر آپ پر وہی حالت طاری ہو جاتی تھی۔

پیر ومرشد کی رحلت کے بعد اورنگ آباد میں آئے اور لوگوں کو ہدایت وارشاد فرماتے رہے۔ دکن میں فیض ابوالعلائیہ کو آپ نے جاری کیا۔ شرح پیم کہانی آپ کی تصنیف سے مشہور ہے۔ ۱۴ر ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ اورنگ آباد میں آسودہ ہیں۔

سید احمد گجراتی خدانما شطاری قدس سرہٗ

آپ کمل مشائخین متاخرین دکن سے ہیں۔ بڑے عارف باللہ بزرگ اور جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ آپ نے مخدوم شاہ برہان راز الٰہ برہان پوری سے فیض ارادت اور خرقہ خلافت شطاریہ حاصل کیا۔

آپ ہمیشہ اذکار واشغال اور عبادت وریاضت میں مشغول رہتے۔ وطن گجرات سے اورنگ آباد دکن میں آکر سکونت اختیار کی اور خانقاہ بنا کر لوگوں کی تعلیم وارشاد میں مصروف ہوئے۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی مشہور ہیں۔

مولانا شیخن احمد شطاری آپ کے مشہور خلفا میں سے ہیں۔ ۱۳ر صفر ۱۱۰۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار اورنگ آباد میں انگور باغ بیرون کھڑکی میں ہے۔

شاہ سعید پلنگ پوش قدس سرہٗ

آپ مشاہیر فقرا اور اکابر عرفا سے ہیں۔ صاحب حال غریب وخوارق عادات تھے۔ ہمیشہ خلوت میں بیٹھا کرتے۔ عبادت واشغال واذکار نقش بندیہ میں مدام مشغول

رہتے۔شریعت وطریقت میں ثابت قدم اور ریاضت ومجاہدہ میں محکم تھے۔آپ سے کئی بار تصرفاتِ ظاہری وباطنی ظاہر ہوئے۔

آپ اپنی خانقاہ میں بیٹھ کر طالبانِ خدا کو فیض ظاہری وباطنی پہنچاتے تھے۔آپ کے خلفا سے شاہ مسافر مشہور ہیں۔۱۱۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔اورنگ آباد پون چکی میں آپ کا مزار ہے۔جگہ بہت پر فضا ہے۔فقیر کا تکیہ مشہور ہے۔اس کی عمارت سے بادشاہی شان وشوکت آج بھی عیاں ہے۔تمام ہندوستان میں ایسا تکیہ کہیں دیکھا نہ سنا۔جو کوئی اس فقیر کے تکیہ کو دیکھتا ہے حیرت میں پڑ جاتا ہے۔تاریخ رحلت ؎

پیر کامل سر آمد عرفا	خاص درگاہِ رب عرشِ مجید
قطب روے زمین غوثِ زماں	اختر برج سعد شاہ شہید
درنظر داشت دار باقی را	چشم ازیں بے بقا سرا پوشید
سال تاریخ وصل گفت خرد	قصر جنت بود مکان سعید

سید عبد الملک شاہ قادری قدس سرہٗ

خلف سید شاہ عبد الحمد قادری بیجاپوری۔آپ بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔اکابر ساداتِ کرام سے مشہور ہیں۔بیجاپور میں رہا کرتے تھے۔جامع علوم صوری ومعنوی،اور اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔

کہتے ہیں کہ عالم گیر بادشاہ نے ۱۰۹۷ھ میں سکندر شاہ عادل شاہی والی بیجاپور کو قید کر کے بیجاپور کو لے لیا۔اور اس وقت سید عبد الملک قادری کا شہرہ وکرامات سن کے ملاقات کے واسطے آپ کے گھر آیا۔خادم سے کہا کہ میں آپ کی ملاقات کو آیا ہوں۔

سید عبد الملک نے کہلا بھیجا کہ تو اگر سکندر عادل شاہ کو اس کی بادشاہت دے دے تو

میں تجھ سے ملاقات کرتا ہوں۔ خادم نے عالمگیر کو ایسا ہی جا سنایا۔ عالمگیر نے کہا: فقیر کو سلطنت سے کیا کام ہے۔ میں فقط ملاقات چاہتا ہوں۔ سید عبدالملک نے پھر خادم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے بادشاہ! تو باغ کی سیر کے لیے آیا ہے، دیکھ کے چلا جا۔

جب خادم سے عالمگیر نے یہ بات سنی، یکا یک عالمگیر کو ایک عمدہ باغ نظر آیا، جس میں انہار واشجار بکثرت تھے، اور اس کی تازگی وسجاوٹ آنکھوں کو نور بخشتی تھی۔ بادشاہ سیر کرتا ہوا اندر گیا، وہاں ایک عالیشان گنبد دیکھا، اس پر مرقوم تھا: ہٰذا گنبد قطب العارفین سید عبدالملک شاہ قادری قدس سرہ۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ باغ سامنے سے غائب ہوگیا۔ عالم گیر کیا دیکھتا ہے کہ پھر انھیں کے گھر پر کھڑا ہوا ہے۔

خادم سے کہا کہ جا اور حضرت کی خدمت میں خبر دے کہ مجھ سے ملاقات کریں۔ حضرت پھر وہی الفاظ زبان پر لائے۔ عالم گیر نے کہا کہ میں سکندر کو بادشاہت نہیں دیتا۔ عبدالملک نے فرمایا تو بھی ملک کو زندہ سلامت نہیں جائے گا، اور تجھ کو تخت دہلی اب نہیں ملتا۔ کہتے ہیں کہ عالم گیر بیس سال تک اسی دکن میں کوچہ گردی کرتے رہے۔ ۱۱۱۷ھ میں انتقال کیا، اور دہلی نہ جانے پائے۔

آپ کے تصرفاتِ ظاہری وباطنی بہت ہیں۔ ۱۰ر محرم ۱۱۱۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیجا پور میں فتح پور دروازہ سے متصل النگی درویش مجذوب کے مزار کے پاس اپنے والد ماجد سید شاہ عبدالحمد قادری کے پہلو میں مشہور ہے۔

سید شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہٗ

آپ میر سید احمد کالپوی کے فرزند رشید اور خلیفہ تھے۔ آپ مشائخین کرام اور عارفین عظام سے ہیں۔ جامع دانش صوری ومعنوی تھے۔ زہد وتقویٰ اور عبادت وغیرہ

میں ممتاز اور مشائخین عصر میں معزز اور مقبول تھے۔

نقل ہے کہ ایک وقت چار شخص آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم لوگوں کے دل قساوت اور حب دنیوی سے پتھر ہو رہے ہیں۔ کبھی ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں آئے۔ آپ کا نام سن کر بہت دور سے آئے ہیں۔ اس وقت آپ اپنے وطن جالندھر کو خط لکھ رہے تھے، آپ نے خط چھوڑ دیا اور ایسی توجہ فرمائی کہ چاروں شخص مرغِ بسمل کے مثل تڑپنے لگے۔

آپ کے چہرۂ مبارک کا عکس تجلی ستون ہائے ایوان پر کہ قلعی سنگ مرمر سے مثل آئینہ کے تھی چمکنے لگا، اور وہ چاروں دو پہر تک حالت بے خودی اور بے ہوشی میں پڑے رہے۔ پھر افاقہ کے بعد آپ سے بیعت کی۔ اس طرح ہزار ہا لوگ آپ کی ذاتِ فیض آیات سے مستفیض ہوئے۔ ۱۴؍ ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار شہر کالپی میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ [عمدۃ الصحایف]

سید شاہ طاہر قادری قدس سرہٗ

سید شاہ حضرت عرف شاہ عبد اللطیف لا اُبالی کرنولی۔ آپ مشاہیر مشائخین کرام سے ہیں۔ ۱۰۴۴ھ میں تولد ہوئے۔ بیس سال کامل والد ماجد کی خدمت میں رہے، اور ریاضت ومجاہدہ کیا۔ اکثر اوقات حضرت سید الابدال کی خدمت میں حاضر رہ کر علومِ ظاہری وباطنی سیکھا اور حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی کی روحِ پرفتوح سے فیض اویسیہ اخذ کیا۔ پدر بزرگوار کی خدمت میں سلوک وعرفا کے جملہ مراتب طے کیے اور جمیع اذکار واشغال وریاضات ومجاہدہ کرتے رہے۔

اجازت وخلافت کے بعد آپ نے مسند ارشاد کو گرم کیا۔ صد ہا لوگ آپ کی خدمت میں آکر مرید ہوتے تھے۔ کرامات وخوارقِ عادات بکثرت آپ سے ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ

بیجاپور کے تعلقات میں اسلام نے آپ کی ذات فیض آیات سے رونق پائی، اور اکثر کفار ومشرکین آپ کے ہاتھ پر تائب ہوکر اسلام لے آئے۔

اکثر بزرگانِ کبار: شیخ صاحب پلارتی، سید شمس الدین قادری اور قادر لنگا آپ کے ہم عصر ہیں اور باہم ملاقات رکھتے تھے۔ ۲۷؍ربیع الاوّل ۱۱۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیرون حصار ادھونی عرف امتیاز گڑھ میں مشہور ہے۔

شاہ ابوالمعالی چشتی قدس سرہٗ

آپ ساداتِ عظام ومشائخین کرام سے ہیں۔ صاحب عشق ومحبت ووجد وسماع تھے۔ آپ نے خرقہ خلافت چشتیہ صابریہ شیخ داؤد چشتی سے بھی حاصل کیا، جن کے والد سید محمد اشرف قصبہ امیٹھہ ضلع سہارنپور میں رہتے تھے۔

والد کی وفات کے بعد شاہ ابوالمعالی چونکہ خوردسال رہ گئے تھے تو والدہ نے آپ کو شیخ محمد صادق کے سپرد کردیا۔ انھوں نے علوم ظاہری وباطنی سے آپ کو مستفید کیا، اور جب خود قریب الموت ہوئے تو شیخ داؤد چشتی کے سپرد کردیا۔ شیخ داؤد نے بکمالِ لطف خرقہ فقر آپ کو عنایت کیا۔

ایک روز تھانیسر میں مجلس مشائخ جمع تھی، عندالتذکرۃ حضرت شاہ ابوالمعالی نے فرمایا کہ مرگ وحیات (کا فلسفہ) لا الہ الا اللہ کے نفی واِثبات میں ہے۔ جنھوں نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے اگر وہ لفظ لا زندہ کے کان میں کہہ دیں تو مرجائے، اور اگر اِلا کہہ دیں تو مردہ جی اُٹھے۔

حاضرین مجلس نے امتحان کی التماس کی۔ کہتے ہیں کہ آپ مجلس سے اُٹھے اور ایک گاؤمیش کے کان میں جو اسی گھر کے صحن میں بندھی ہوئی تھی لا الہ کا لفظ کہا وہ فی الفور گر کر

مرگئی۔ پھر دوسرے کان میں اِلا اللہ کا لفظ کہا فی الفور گاؤمیش جی اُٹھی۔ ۱۱۱۶ھ میں آپ نے وفات پائی۔ [حدیقۃ الاولیاء]

سید شاہ عنایت اللہ نقش بندی قدس سرہٗ

خلف سید محمد تجندی متوطن بالاپور برار۔ آپ مشاہیر علماے عظام اور اکابر مشائخین کرام سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے تکمیل علومِ ظاہری کے بعد مخدوم شیخ ابوالمظفر برہان پوری خلیفہ خواجہ محمد معصوم مجددی نقشبندی کی خدمت میں آکر فیض ارادت وخلافت نقش بندیہ مجددیہ حاصل کیا۔ مراتب فقر واشغال اذکار طے کرنے کے بعد مرشد کی اجازت سے بالاپور کی طرف آکر اقامت اور وہاں عبادت اشغال واذکار میں مشغول ہوگئے۔

اُمرا اور رؤساے وقت نے آپ کا بڑا اِعزاز کیا، مسجد وخانقاہ بنوادی، اور بطورِ انعام چند دیہات اخراجات خانقاہ کے لیے آپ کو عنایت کیے۔ کئی سال تک آپ نے نقارۂ مشیخت کو خوب بجایا اور دکن میں نقش بندیہ مجددیہ کا فیض جاری کیا۔ ۱۵؍صفر ۱۱۱۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار بالاپور میں ہے۔ آپ کے تین صاحب زادے آپ کے تھے۔ سید منیب اللہ، سید محبّ اللہ، اور سید متین اللہ۔

شیخ منتجب الدین قادری قدس سرہٗ

خلف شیخ محمد۔ آپ دھولتہ کے رہنے والے اور شیخ صدیقی مشہور ہیں۔ مشاہیر بزرگان واکابر مشایخان بیجاپور سے ہیں۔ جامع علوم شریعت وطریقت اور صاحب کشف وکرامات تھے۔ آپ دھولتہ سے محمد آباد بیدر آئے اور شیخ اِبراہیم مخدوم جی قادری کے مرید ہوئے۔ خرقہ خلافت قادریہ حاصل کیا۔ وہاں سے پیرومرشد کی اجازت سے بیجاپور میں

آئے، وہاں سکونت اختیار کی۔

طالبوں اور مریدوں کے ارشاد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔ دین دار، پرہیز گار اور حفظ مراتب شریعت میں لاثانی تھے۔ دنیا داروں کی صحبت سے نفرت کرتے تھے۔ آپ سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کے زمانے میں موجود تھے۔

آپ کے فرزند فخر الواعظین شیخ محی الدین بڑے عالم واعظ گزرے ہیں۔ ۱۱۱۹ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار بیجا پور میں ابراہیم پور کے دروازہ کی جانب حصار کے باہر ہے۔ [روضۃ الاولیاء]

سید عبدالرحمٰن عرف میاں صاحب قدس سرہٗ

آپ میراں سید محمد مدرس بیجاپوری کے فرزند اور کمل مشائخین وعلمائے ربانی سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی اور صاحب زہد و تقویٰ تھے۔ آپ کی خدمت میں جو نذر و فتوح آتا اس کو اپنے پاس نہ رکھتے تھے، شام تک سب تقسیم کر دیتے تھے۔

آپ نے نفس رحمانی مقامات عروج ونزول میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ بڑے صابر اور زاہد و عابد تھے۔ کسی نے اگر کچھ آپ سے بے ادبی کی، سزا پائی۔ جب آپ نے کتاب نفس رحمانی لکھی تو بیجا پور کے بعض علمائے ظواہر نے آپ سے مباحثہ کیا، آخر وہ اپنی کج فہمی سے باز آئے، اور آپ کے مریدوں کے زمرے میں شامل ہوئے۔

مکتوباتِ رحمانی بھی آپ کی تصنیف سے ہے۔ اس میں آپ نے اپنے فرزند سید علی محمد کے لیے بہت کچھ نصائح وغیرہ لکھی ہیں۔ بہت سے خوارق وتصرفات آپ سے صادر ہوئیں۔ ۱۱/ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیجاپور میں شہر پناہ سے متصل جامع مسجد کے قریب آسودہ ہیں۔

خواجہ شیخ یحییٰ مدنی چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام محی الدین لقب شیخ یحییٰ، والد کا نام شیخ محمود بن شیخ حسن محمد چشتی ہے، فاروقی شیخ ہیں۔آپ مشاہیر علماے ربانی سے ہیں۔۱۰۱۷ھ میں تولد ہوئے۔آپ نے فیض اِرادت وخرقہ خلافت اپنے والد شیخ محمود سے پایا،اور اپنے دادا شیخ حسن محمد چشتی سے بھی ایام طفلی میں فیض باطنی اخذ کیا ہے۔شاہ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی آپ کے کمل خلفا سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ سیدنا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے آپ احمد آباد سے ۷۶ سال کی عمر میں ہجرت کے مدینہ طیبہ جا کر سکونت پذیر ہوئے،اس واسطے آپ مدنی مشہور ہوئے۔عمر کے آخری چودہ سال آپ مدینہ میں رہے۔وہاں آپ نے اپنے بزرگوں کے سلسلے کو بڑی رونق بخشی۔

آپ ہمیشہ مریدوں کو تعلیم وارشاد کیا کرتے،اور فیض ظاہری وباطنی سے مالا مال کرتے تھے۔ ۲۸/صفر ۱۱۲۲ھ میں آپ راہی ملک بقا ہوئے۔آپ کا مزار مدینہ میں حضرت عثمان غنی کے مزار کے پاس ہے۔ [تذکرۃ المشائخ]

شاہ عارف معمر قدس سرہٗ

آپ شاہ برہان قادری برہان پوری کے مرید وخلیفہ ہیں۔کئی سال پیر کی خدمت میں رہے۔مجاہدہ وریاضت کر کے پیر سے اجازت باطنی وخرقہ خلافت قادریہ پایا۔آپ نے اکثر درویشوں سے استفادہ کیا۔سیر وسیاحت میں کئی سال پھرتے رہے۔ چالیس سال دہلی میں خانہ بدوش رہے۔دن کو پھرتے رہتے جہاں رات ہوئی وہیں سو رہتے۔

آپ نے بہت لمبی عمر پائی تھی۔ سوال کسی سے نہ کیا، جس گھر میں آجاتے دو یا تین روز وہیں قیام کر لیتے۔ اگر کوئی تکلیف کرتا، مہمانی قبول نہ کرتے۔ اسی طرح آپ نے اپنی تمام عمر گزار دی۔ توکل وقناعت اور فقر وفاقہ گویا آپ کو ورثے میں آیا تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ کے معتقد سید انور خان نے نواب قطب الملک سے کہہ کر آپ کے لیے بیت المال سے زمین لے کر چبوترہ گذر کوتوالی سے متصل ایک حجرہ بنوا دیا تھا۔ آپ نے تمام عمر وہاں بسر کی، اور اشغال واذکار اور عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔

آپ سے کرامات وخوارقات بکثرت ظاہر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر تین سو سال سے زاید تھی۔ ۱۱۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار دہلی میں حجرہ کے روبرو ہے۔ [تذکرۂ اولیاے دہلی]

شاہ محمد فرہاد ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ سید دوست محمد ابوالعلائی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ نے حالت استغراق پر غلبہ پالیا تھا۔ خوراک وپوشاک سے اکثر بے خبر اور ہمیشہ ذاکر وشاغل رہتے تھے۔ بسا اوقات آپ خود کو گم کر دیتے تھے اور بچھونے پر جستجو کرتے۔ اگر کوئی پوچھتا کہ حضرت کیا ڈھونڈتے ہو؟ تو آپ فرماتے: فرہاد یہاں بیٹھا تھا، کہاں گیا۔

آپ کی توجہ قوی التاثیر تھی۔ ایک نگاہ میں آدمی بے ہوش ہو جاتا۔ ہنگامِ سماع میں مراقب بیٹھتے اور عالم محویت کی سیر کرتے۔ آپ کی کشف وکرامات وجذبات کا حال کثرت سے زبان زدِ خلایق ہے۔ میر اہل اللہ، اور برہان الدین وغیرہ آپ کے خلفا میں سے ہیں۔ ۲۵/ جمادی الثانی ۱۱۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ دہلی محلّہ مغل پورہ میں آپ کا مزار ہے۔

قادر لنگہ صاحب کوتال قدس سرہٗ

آپ کا نام شاہ عبدالقادر ہے۔آپ فقیر کامل اور درویش واصل بحق تھے۔شیخ سلیم چشتی کے نبیرہ ہیں۔صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ابتداے حال میں سپاہی پیشہ تھے۔ایک روز شاہ امین الدین اعلیٰ چشتی کی خدمت میں پہنچے۔پیر کی محض ایک نگاہِ کیمیا اَثر سے آپ کا دل دنیا کی محبت سے سرد ہوگیا۔پھر گھر کو آئے،تمام مال واسباب راہِ خدا میں لٹا کر شاہ امین الدین اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔پھر مرید ہوکر تھوڑے روز میں مجاہدہ وریاضت کر کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچے،اورخرقہ خلافت حاصل کر کے اپنے وطن آئے۔

کنٹرا میں لوگ لنگایت مذہب رکھتے تھے۔چنانچہ لنگ پت جو ہمیشہ آپ کی گردن میں لٹکا رہتا تھا اس کو کھول کر اپنے پاؤں میں باندھ لیا۔قوم لنگایت نے آپ پر ہجوم کیا کہ لنگ کو آپ نکال ڈالیں۔آپ نے فرمایا کہ تم سب اپنے اپنے لنگ نکال کر اس کنویں میں ڈال دو،اور پھر اپنا لنگ اس کنویں سے طلب کرو۔کہتے ہیں کہ پانچ ہزار لوگوں نے اپنے لنگ کو اس کنویں میں ڈال دیا اور آپ نے بھی اپنا لنگ پاؤں میں سے نکال کر اس کنویں میں پھینک دیا۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد سب سے کہا کہ تم اپنے لنگ منگواؤ۔چنانچہ قوم لنگایت نے کنویں پر جا کے اپنے لنگ کو سحر و منتر کے ذریعہ منگوانا چاہا لیکن کسی کا لنگ باہر نہ نکلا۔غرض قوم لنگایت تین روز تک وہاں بھوکی اور پیاسی رہی؛ کیوں کہ اس قوم کے ہاں دستور تھا کہ لنگ کی پوجا کے بغیر وہ کھانا وغیرہ نہ کھاتے تھے۔

جب قوم لنگایت اپنے کام سے پشیمان ہوئی تو عاجز آ کر قادر لنگہ سے عرض کی۔قادر لنگہ ان کی عاجزی دیکھ کر کنویں پر تشریف لے گئے اور بآوازِ بلند فرمایا: اے میرے لنگ تمام لنگوں کو لے کر پانی کے اوپر چلے آؤ۔چنانچہ یہ فرماتے ہی تمام لنگ پانی پر آموجود

ہوئے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اے لنگ! تمام لنگوں کو لے کر پانی کے نیچے چلے جاؤ، تو وہ سب لنگ نیچے نشیب میں چلے گئے۔ جب قوم لنگایت نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو اسی روز بعض نے اسلام قبول کرلیا اور آپ کے مرید ہوگئے۔

کہتے ہیں کہ آج تک آپ کا ایسا تصرف جاری ہے کہ شاہ امین الدین اعلیٰ کے کسی اور مرید سے ایسا ظاہر نہ ہوا۔ آپ گروہِ ملامتیہ سے ایک بے شرع فقیر تھے۔ حالت جذب آپ غالب رہتا تھا۔ اکثر اوقات مغلوب الحال رہتے تھے۔ ۱۱رذی قعدہ ۱۱۲۶ھ میں آپ کا اِنتقال ہوا۔

شاہ مسافر اورنگ آبادی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر فقرائے کاملین سے ہیں۔ آپ شاہ سعید پلنگ پوش نقش بندی کے مرید و خلیفہ تھے۔ ہمیشہ یادِ الٰہی اور عبادت و ریاضت و اشغال میں رہتے۔ اورنگ آباد میں آپ نے تکیہ و مسجد و خانقاہ اور حوض وغیرہ عمارات ایسی تیار کرایا تھا کہ چشم زمانہ نے ایسا تکیہ فقیر کم ہی دیکھا ہوگا۔ بلکہ ہندوستان میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔

بڑے بڑے علما و مشائخین دیار اُس وقت آپ کی خانقاہ میں رہتے اور کتب خانہ سے فوائد حاصل کرتے تھے۔ اس زمانہ میں وہ تکیہ مرجع علما و فضلا بنا ہوا تھا۔ مسافر دو وقت طعامِ لذیذ پاتے تھے۔ شاہ محمود آپ کے خلفا سے ہیں۔ ۱۱۲۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اورنگ آباد دکن میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

مسافر شاہ اقلیم حقیقت — مقیم عرش شد از فرش ایں طاق
چو وقت وصلش آمد از رہِ شوق — بحق پیوست از بس بود مشتاق
خرد تاریخ سال رحلتش گفت — مسافر شد ز عالم قطب آفاق

سید اسد اللہ ابو العلائی قدس سرہٗ

آپ شاہ فرہاد ابو العلائی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ کمالاتِ ظاہری وباطنی سے آراستہ وکراماتِ باہرہ سے پیراستہ تھے۔ صاحب حجۃ العارفین فرماتے ہیں کہ آپ سلطانِ وقت معتمد اور سپاہِ پاسبانِ حضوری کے سرکردہ تھے۔ شب کو جب بادشاہ آرام کرتا، تو آپ جماعت سپاہِ خاصہ کو ہم راہ لے کر تمام شب پاس انفاس کے ذکر میں مشغول رہتے۔ محافظین پر بھی نسبت قلبی غالب رہتی تھی، وہ تمام شب صبح تک ایک حالت صحو میں کاٹ دیتے۔ صلوٰۃ صبح کی بانگ سن کر سب کو ہوش آجاتا تھا۔

ایک روز ایک بادشاہ آپ کے حال سے واقف ہوا۔ بڑی تعظیم وتکریم کی اور منصب عالی پر معین فرمایا۔ اُمراے عظام اور خلائق آپ کی طرف رجوع کرنے لگی۔ راز افشا کے باعث آپ نے خدمت سلطانی ترک کردی۔ اور گوشہ عزلت میں بیٹھ کر توکل وقناعت کو میر ساماں بنادیا۔ آپ کی خدمت میں جو کوئی آتا فیض پاتا تھا۔ خوارق وغیرہ عجائبات آپ سے بہت ظاہر ہوئے۔ ۲۵/ جمادی الثانی ۱۱۲۷ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔ [کیفیۃ العارفین]

میر محمد نعمان نقشبندی قدس سرہٗ

خلف شمس الدین یحییٰ معروف میر بزرگ۔ آپ شیخ کامل اور عالم فاضل تھے۔ آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ نے آغازِ شباب میں شہر بلخ میں علوم ِظاہری سیکھا اور وہاں سے ہندوستان پہنچے۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی سے فیض ارادت اور خلافت نقش بندیہ حاصل کیا، اور حضرت مجدد کی خدمت میں آکر فیض باطنی وتعلیم مراتب سلوک کی تکمیل کی۔

پھر طالبانِ حق کی ارشاد وہدایت کی غرض سے حضرت مجدد نے میر نعمان کو برہان پور کی طرف بھیجا۔ اس وقت حضرت شاہ محمد بن فضل اللہ اور حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ بقید حیات تھے۔ ان دونوں حضرات کی رحلت کے بعد برہان پور کے تمام خواص وعوام میر محمد نعمان کے معتقد ومرید ہو گئے۔

حضرت مجدد نے ان کو عنایت نامہ تحریر فرمادیا کہ یہ قبول واعتقاد خلائق اس واقعہ خاص کا ظہور ہے کہ جو تم نے خواب میں دیکھا تھا۔ یعنی میر محمد نعمان نے جامع مسجد برہان پور میں حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب دیکھا کہ حضرات خلفاے راشدین بھی وہاں موجود ہیں اور حضرت مجدد کی ثنا وتوصیف بیان کرتے ہیں۔ خواجہ محمد ہاشم نے زبدۃ المقامات میں مجدد کا حال بتفصیل لکھا ہے۔ آپ کا مزار برہانپور میں ہے۔

شیخ ابوالمظفر صوفی برہانپوری قدس سرہٗ

آپ خواجہ محمد معصوم نقشبندی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں خلق خدا کی ہدایت کے لیے برہان پور تشریف لائے، اور وہاں مدت تک رہ کر زبردست ہدایت وارشاد کرتے رہے۔ چنانچہ ہزاروں آدمیوں نے آپ کی خدمت بابرکت سے فیض نقش بندیہ حاصل کیا۔

آپ کا زہد وتقویٰ بہت مشہور تھا۔ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ مولانا شاہ عنایت اللہ نقش بندی پالاپوری آپ کے خلفاے کرام سے ہیں۔ آپ کا مزار برہان پور میں عیدگاہ سے متصل مشہور ہے۔

خواجہ محمد ہاشم قدس سرہٗ

یہ بزرگ ساداتِ کرام کی اولاد سے ہیں۔ سابقہ فرزندی اور فیض ارادت نقش

بند یہ میر نعمان اکبر آبادی سے رکھتے۔ برہان پور میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپ کا توکل وفضل وکمال مشہور ہے۔ مکتوباتِ مجدد کی تیسری جلد آپ ہی نے جمع کی ہے۔ نیز صاحبزادگانِ مجدد کے حسب ارشاد 'زبدۃ المقامات' تالیف فرمائی ہے، جس کا نام 'برکاتِ احمدیہ' رکھا ہے۔

آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں پہنچ کر فیض باطنی اخذ کیا۔ آپ کا کلام نہایت پاکیزہ ہوتا تھا۔ ہمیشہ عبادت وزہدوتقویٰ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا مزار برہان پور میں عیدگاہ سے متصل ہے۔

ٹیپو اَولیا قدس سرہٗ

آپ بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔ خواجہ امین الدین اعلیٰ مدفن ارکات کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ ہمیشہ برہنہ اور مدام یادِ معبود میں مصروف رہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب مولانا سید علی محمد آپ کے سامنے سے جاتے تو اس وقت آپ ستر عورت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ آدمی آتا ہے، کپڑا لاؤ۔ غرض آپ کے مزاج میں جذب وشوق کمال درجہ تھا۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں جاتا، مارے رعب وہیبت وجلال کے خاموش بیٹھا رہتا تھا۔

۷؍ربیع الاوّل ۱۱۳۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی تاریخ ولادت 'رضی اللہ' اور تاریخ رحلت 'رضواعنہٗ' ہے۔ آپ کا مزار تاج پور میں مشہور ہے۔

شاہ فتح محمد قادری کرانوی قدس سرہٗ

آپ کملاے اولیاے قادریہ سے ہیں۔ نام غیاث الدین بن مبارک متوطن انبالہ۔

سید طٰہٰ قطب الدین قادری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ نے مدینہ طیبہ میں جاکر حضرت شیخ یحییٰ مدنی سے خلافت فیض قادریہ اخذ کیا، اور بغداد جاکر حضرت سیدنا غوث الاعظم کی روحِ مبارک سے فیض اویسیہ حاصل کیا۔

۱۱۰۱ھ میں حج بیت اللہ کے بعد کرانہ میں تشریف لائے، اور خانقاہ ومسجد تعمیر کرکے لوگوں کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہوگئے۔ آپ سے خوارقِ عادات بکثرت ظاہر ہوئے۔ ۲۹؍ربیع الاوّل ۱۱۳۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ کرانہ میں آسودہ ہیں۔

سید محمد حسن خدانواز سنتاکش قدس سرہٗ

خلف قاضی برہان۔ آپ قاضی امام صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ موسوی سادات سے ہیں۔ مشاہیر مشائخین واکابر اولیاے کاملین سے تھے۔ قاضی سید علی محمد حسینی گجراتی کے مدرسہ میں علومِ ظاہری سیکھا اور زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے۔ آپ صاحب دعوت وچلہ کش ہیں۔

جب بادشاہ عالم گیر بیجاپور ملک دکن پر حملہ آور ہوا اور چند روز میں ملک دکن کو فتح کیا، تو راجہ سنبا جی ولد شیوا جی بادشاہ سے منحرف وباغی ہوگیا، اور ملک دکن میں قتل وغارت گری شروع کردی۔

عالم گیر نے اس کے مقابلے کے لیے اپنی فوج بھیجی اور اس کا کٹا ہوا سر طلب کیا۔ جب سنبا جی راجہ کا شور وغل بالکل مٹ گیا تو اس کے چھوٹے بھائی سنتا جی راجہ نے اپنی قوم کے ہمراہ بغاوت کی راہ اختیار کی۔ عبداللہ خان ساکن بارہ صوبیدار بیجاپور نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس کے ہمراہیوں کو قید کردیا۔ اس وقت سنتا جی راجہ بھاگ گیا اور بیراگی کے لباس میں چند روز پوشیدہ پھرتا رہا۔

چندروز کے بعد لوگوں کو جمع کر کے ملک میں لوٹ مار شروع کردی۔ خانزاد خان ومراد خان شاہی لشکریوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آئے؛ مگر اُمراے مذکور پسپا ہوکر شکست سے دوچار ہوئے۔

جب یہ خبر عالم گیر کو پہنچی، نہایت آزردہ خاطر ہوا۔ سید محمد حسن خدانواز کو بصد اعزاز طلب کیا اور آپ سے التجا کی کہ کافروں پر مجھ کو فتح ملے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی دعا کی برکت سے سنتا جی کا سر سپاہیوں نے بادشاہ کے حضور میں لاکر پیش کردیا اور بہت کچھ انعام پایا۔

جس دن وہ مارا گیا، علی الصباح سید محمد حسن خدا نواز نے خون آلودہ شمشیر اپنے حجرے سے نکالی، بادشاہ اور تمام حضارِ مجلس کو دکھاتے ہوئے فرمایا کہ وہ مخالف اسلام اسی شمشیر سے مارا گیا ہے۔ اُس روز سے یہ بزرگ سنتا کش مشہور ہوئے۔

انعام زمین وغیرہ آج تک آپ کی اولاد میں جاری ہے۔ ۳/رجب ۱۱۳۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار بیجاپور کے اندرونِ حصار میں ہے۔ [رسالہ نوشتہ میر غلام جیلانی پیرزادہ گومرسی]

سید میراں شاہ بھیک چشتی قدس سرہٗ

نام سید محمد سعید، خلف محمد یوسف۔ سیدنا امام زین العابدین کی اولاد سے ہیں۔ آپ مشاہیر مشائخین چشتیہ سے ہیں۔ فیض ارادت وخرقہ خلافت چشتیہ شاہ ابوالمعالی چشتی سے پایا۔ صاحب ذوق وشوق واستغراق اور عشق ومحبت الٰہی میں ہمیشہ سرشار رہتے تھے۔

مشائخین متاخرین میں سے کسی بزرگ کو ایسی کشایش ظاہری و باطنی کی نصیب نہیں ہوئی تھی، جیسی کہ آپ کو ہوئی ہے۔ آپ کے مرید کثرت سے اقطاب وابدال کے مراتب تک پہنچے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ سیدہ اور پاکدامن تھیں۔آپ کے بزرگوں میں سے زید سالار لشکر ہند کو بارادۂ جہاد آئے اور شہر سوانہ میں قیام کیا۔ وہاں کے سیانہ نامی راجہ نے بکمالِ حسد آپ کو حالت نماز میں شہید کردیا۔ سالار کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادوں نے راجہ کے ساتھ جنگ کی اور فتح یاب ہوکر وہ شہر لے لیا، اور وہیں پر سکونت پذیر ہوگئے۔

سلطان شمس الدین شاہ دہلی نے اُن کا شہرہ سن کر اپنی لڑکی سید شہاب الدین زید سالار کے بیٹے کی نکاح میں دے اور دولت ظاہری و باطنی ان کو نصیب ہوئی۔سید میراں بھیک نو برس کی عمر میں یتیم ہوگئے۔فریدالدین نامی ایک فاضل سے انھوں نے علومِ ظاہری و باطنی حاصل کیا اور شاہ ابوالمعالی سے خرقہ خلافت چشتیہ پاکر مقتدائے ظاہری و باطنی ہوگئے۔

ہزار ہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔کئی بار احیاے اموات (کے واقعات) آپ سے ظاہر ہوئے۔اور خوارق عادات بھی آپ سے بکثرت ظہور پذیر ہوئے۔۵؍ رمضان ۱۱۳۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔قصبہ کُہرام میں آپ کا مزار ہے۔ [حدیقۃ الاولیاء]

سید نور محمد بدایونی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر علماے کرام سے ہیں۔جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔آپ نے حضرت شیخ سیف الدین بن محمد معصوم مجددی سے خرقۂ فقر اخذ کیا اور حافظ محمد محسن مجددی سے بھی فیض یاب ہوئے۔آپ مقاماتِ بلند، استغراقِ کامل اور جذبِ قوی رکھتے تھے۔ پندرہ برس جذب و مستی کی حالت میں گزاردی۔

اتباعِ سنت میں یہاں تک ثابت قدم تھے کہ ایک دفعہ پاخانہ میں اُلٹا پاؤں رکھنے کی بجائے سیدھا پاؤں رکھ دیا تو اس کی وجہ سے آپ پر تین روز تک انقباض کی حالت طاری رہی۔ ایک ہی وقت میں قوتِ چند روزہ کو اپنے ہاتھ سے پکا کر رکھتے اور شدتِ بھوک میں وہی نانِ خشک کا ٹکڑا کھا کر قناعت کر لیتے تھے۔ کثرتِ مراقبہ سے آپ کی پشت مبارک خم ہوگئی تھی۔

آپ اصحابِ دُوَل کی صحبت سے نہایت احتراز کرتے اور اسے سم قاتل سمجھتے تھے۔ کشف وکرامات اور تصرفاتِ باطنی آپ سے بہت زیادہ صادر ہوئے۔ جو کچھ زبانِ مبارک سے فرمادیتے ویسا ہی ظہور میں آتا تھا۔ اہل حاجات اکثر آپ کے دروازے پر حاضر ہوتے اور اپنا مدعا پاتے تھے۔ ۱۱/ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔ [انوارِ احمدیہ]

شاہ عبدالرزاق بانسوی قادری قدس سرہٗ

متوطن بانس بریلی۔ مشاہیر مشائخین متاخرین اور اکابر عارفین سے ہیں۔ آپ ہدایت حال میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے۔ آپ نوکری کیا کرتے اور اس سے قوتِ لا یموت پیدا کر کے اس پر قناعت وتوکل کے ساتھ گذران کیا کرتے تھے۔ آپ شب وروز خدا کی عبادت وریاضت ومجاہدہ اور یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

جب کوئی سوداگر رئیس آپ کے حضور میں آتا اور تحفہ ونذرانہ وغیرہ لاتا تو آپ اس روپے کو اپنی چادر کے کونے میں باندھ لیتے۔ اکثر اوقات وہ روپیہ لوگ چادر سے کھول لیتے؛ لیکن جب آپ روپے کے مالک کے سامنے آتے تو اپنی چادر رکھ کر فرماتے کہ تمھارے روپے امانۃً اس چادر کے کونے میں بندھے ہوئے ہیں، نکال ہو۔ چنانچہ وہ لوگ چادر کی گرہ کھولتے اور جتنے روپے ان کو دیے تھے اُتنے ہی روپے اُس میں سے

نکلتے تھے۔

آپ کی وضع سپاہیانہ تھی۔ شمشیر وسپر کہنہ ہمیشہ پاس رکھتے تھے۔ علم ظاہری کا یہ حال تھا کہ جو اَدق مسئلہ علما سے حل نہ ہوتا، آپ کے پاس جا کر حل کرتے تھے۔ (بانیِ درسِ نظامی) مولانا نظام الدین لکھنوی آپ سے شرفِ بیعت رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ موسم بارش میں آدھی رات کو آپ بانس بریلی کے کسی کوچے میں بآواز بلند فرما رہے تھے: اے لوگو! اس وقت اگر کوئی مجھے ایک کش حقہ کا پلا دے گا تو اس کو اس زمین کی بادشاہی دے دوں گا۔

ایک بازاری حقہ کش اس وقت حقہ تیار کر کے پی رہا تھا، آپ کی یہ صدا سن کر آپ کی خدمت میں پہنچا اور حقہ سامنے رکھ دیا۔ آپ نے حقہ پیا۔ پھر جب اس کو دیکھا تو فرمایا تجھ میں بادشاہت کی لیاقت نہیں؛ لیکن خیر بادشاہ کا وزیر بن جائے گا۔

غرض چند روز میں حقہ کش کے ہمسایہ میں محمد شاہ کے کوئی امیر رہتے تھے وہ اچانک مر گئے اور وہ حقہ کش امیر متوفی کے ہم شبیہ تھا، تو لوگ اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے چاہا کہ چہرہ نویسی پر اُس کی دستخط فرمائیں؛ لیکن بادشاہ نے جب قلم اُٹھایا تو منصب سہ ہزاری کا حکم لکھا گیا۔ بادشاہ نے وہ کاغذ رکھ دیا، دوسرا کاغذ لیا، اور لکھنا چاہا تو قلم سے پنج ہزاری کا منصب لکھا گیا۔ بادشاہ نے پھر اس کاغذ کو رکھ دیا، تیسرا کاغذ لیا اور قلم سے لکھنے لگا تو ہفت ہزاری منصب سے اس کو سرفرازی ہوئی۔

بادشاہ نے حیرت میں ڈوب کر حقہ کش سے حال پوچھا تو اس نے عرض کی کہ میں ایک بازاری آدمی ہوں۔ ایک روز شاہ عبدالرزاق میرے مکان کے پاس سے گزرے اور حقہ پلانے کی صدا دی اور کہا جو مجھ کو حقہ پلائے بادشاہت پائے۔

میں نے اسی وقت حقہ آپ کے سامنے رکھ دیا۔ جب آپ نے حقہ پیا تو فرمایا: تو

بادشاہت کے لائق نہیں لیکن تجھ کو وزارت ضرور مل جائے گی۔ غرض ان کی زبانِ مبارک کی برکت سے یہ سارا ظہور ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس کو اسی وقت درجہ وزارت سے ممتاز کر دیا۔ ٦ / شوال ١١٣٦ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بانس بریلی میں آسودہ ہیں۔

شاہ نور اللہ قدس سرہٗ

آپ بزرگِ کامل اور واصل حق تھے۔ شیخ محمد نقش بندی ثانی کے مرید و خلیفہ اور صاحب تصرفاتِ عجیبہ و کراماتِ غریبہ تھے۔ آپ سورت آ کر حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے، وہاں مخدوم اشرف مکی سے فیض یاب ہوئے جو کمل خلفائے نقش بندیہ مجددیہ کے بزرگِ وقت تھے۔

شاہ نور اللہ مخدوم سید علی ہمدانی کی اولاد سے ہیں۔ جب حج سے واپس آئے تو سورت میں آ کر سکونت کی اور مخلوق کی ارشاد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ مولوی خیر الدین محدث سورتی آپ کے خلفا سے ہیں۔ ١١٣٦ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار سورت میں اندرونِ حصار دریائے تبتی کے کنارے پر ہے۔

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ

خلف حاجی نور اللہ۔ شیخ صدیقی تھے۔ مشاہیر مشائخین کرام اور اکابر علمائے عظام سے ہیں۔ فیض ارادت و نعمت خلافت چشتیہ شیخ یحییٰ مدنی سے آپ کو ملا۔ اس کے علاوہ بہت سے بزرگانِ دین سے آپ نے فیوضاتِ ظاہری و باطنی اخذ کیے ہیں۔ آپ عالم عامل اور ولی کامل تھے۔ سماع کا بہت شوق تھا؛ لیکن فرائض دین کو آپ نے کبھی ترک نہ کیا۔

آپ نے استاد ابوالرضا ہندی سے علوم ظاہری سیکھا اور شیخ ابوالفتح قادری کی خدمت میں رہ کر علوم ِباطنی کی تکمیل کی۔ نیز امیر محترم لاہوری سے خرقہ نقش بندیہ کو اخذ کیا۔ آپ کی تصانیف سے تفسیر قرآن، سواء السبیل، تسنیم عشرۂ کاملہ، کشکول، اور مرقع رقعاتِ کلیمی وغیرہ مشہور ہیں۔

مرزا مظہر جانِ جاناں فرماتے ہیں کہ ایک روز میں شیخ کلیم اللہ کی ملاقات کے واسطے گیا۔ آپ صحیح بخاری کا درس دے رہے تھے، اور یہ حدیث زیر درس تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج شیطان کو میں نے دیکھا کہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کے واسطے آیا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں تو مدینہ کے لڑکے اس کے ساتھ کھیلیں؛ لیکن مجھے سلیمان کی دعا یاد آ گئی کہ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لاَ یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ .

جب اس کے معانی دیکھے تو میں نے اس سے ہاتھ اُٹھا لیے۔ مرزا نے کہا کہ آپ حدیث کے معنی پر اکتفا کریں گے۔ مگر آپ نے ایک صوفیانہ نکتہ بھی بیان کیا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص پر کسی وجہ کا تصرف رکھتا ہو تو دوسرے شخص کو چاہیے کہ شخص اول کے ملاحظہ سے اس شخص میں تصرف نہ کرے۔ خواجہ مصطفٰے آبادی، مولوی سید محمد علی اور شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی آپ کے خلفاے مشاہیر سے ہیں۔ ۲۴؍ ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ میں آپ راہی ملک آخرت ہوئے۔ شاہ جہاں آباد میں لال قلعہ سے متصل خانم کے بازار میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ [مناقب العارفین] قطعہ رحلت ؎

فضل وکمال خویش بود　　مرہم قلب ریش بود
سال وصالش گفتہ ہاتف　　قطب زماں خویش بود

شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی قدس سرہٗ

آپ شیخ صدیقی، شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے تھے۔ مشاہیر اولیاے متاخرین اور اکابر عرفاے کاملین سے ہوئے ہیں۔ آپ کا مولد دیار پورب میں قصبہ کاکوری ہے۔ وہاں سے بقیہ علومِ درسیہ کی تکمیل کے ارادے سے شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کا شہرہ سن کر شاہ جہاں آباد آئے۔

کہتے ہیں کہ جس روز شیخ نظام الدین اورنگ آبادی شیخ کلیم اللہ کی خدمت میں آئے، اس روز شیخ کلیم اللہ سماع اور وجد میں مشغول تھے، اور شروطِ سماع کے موجب غیروں پر دروازہ بند رکھا جاتا تھا۔ شیخ نظام الدین نے جب دروازہ بند دیکھا تو دستک دی۔ شیخ کلیم اللہ نے آواز سن کر مرید کو دوڑایا۔ مرید دروازہ پر آیا۔ بیگانہ دیکھا۔ نام پوچھا اور شیخ کلیم اللہ خدمت میں جا کر عرض کی کہ ایک نظام الدین نامی ایک بیگانہ شخص دروازے پر کھڑا ہے۔

شیخ نے فرمایا کہ جلدی اس کو لاؤ۔ مریدین دوڑے آئے اور آپ کو مجلس سماع میں لا بٹھایا۔ جب مجلس برخواست ہوگئی تو شیخ کلیم اللہ نے نظام الدین سے فرمایا کہ صبح اور شام جلیس اور انیس صحبت دوام رہے۔ کہتے ہیں کہ پیر کے حکم سے آپ صبح وشام اس مقبولِ کبریا کے حضور میں آتے اور سعادتِ دارین حاصل کرتے تھے۔

آپ اکثر اوقات سبق اور تعلیم علم میں مشغول رہتے۔ بسا اوقات محبت خدا میں ذوق وشوق، اور عشق ومستی وشورش شیخ کلیم اللہ کے مریدوں کی دیکھتے تو تعجب کرتے تھے۔ غرض! آپ شیخ کی نگاہِ کیمیا اَثر سے چند روز میں رہ کر درجۂ کمال پر پہنچے۔ اور فیض اِرادت وخرقہ خلافت پیرانِ طریقت سے شرف اندوز ہوئے۔

پھر پیر سے اجازت لے کر روانہ ہوئے، چونکہ دکن کی ولایت پر آپ کو مقرر کیا گیا تو اورنگ آباد میں آکر سکونت اختیار کی۔ اور اپنی خانقاہ میں مریدوں کی تلقین وارشاد میں مشغول ہوگئے۔ اس جگہ آپ سے سلسلہ چشتیہ کا فیض ونعمت خوب خوب جاری ہوا۔

آپ متاخرین میں بڑے کمال کے صاحب ولایت شیخ ہوئے ہیں۔ خواجہ کامگار خاں، خواجہ نورالدین، مولانا فخرالدین، سید شاہ شریف، شاہ عشق اللہ اور کرم علی شاہ پنولی آپ کے خلفاے مشاہیر سے ہیں۔ ۱۲/ذی قعدہ ۱۱۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اورنگ آباد دکن میں آسودہ ہیں۔ [مشکوٰۃ]

سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام سید اویس ہے۔ آپ حضرت زید شہید بن سیدنا امام زین العابدین کی اولاد میں، مشاہیر مشائخین کرام اور اولیاے عظام سے ہیں۔ آپ اپنے والد کے مرید وخلیفہ تھے۔ والد کی رحلت کے بعد مسند ارشاد کو زینت بخشی۔ صدہا کو فیض ظاہری وباطنی پہنچایا۔

اگرچہ آپ نے والد ماجد سے بیعت کی مگر سید مربی بن سید عبدالنبی سے بھی بیعت حاصل کی ہے۔ اور ریاضت ومجاہدۂ شاقہ کر کے فیض خلافت قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ اخذ کیا۔ نیز سید غلام مصطفےٰ بلگرامی اور سید شاہ لدھا بلگرامی سے بھی فیض خلافت پایا ہے۔ آپ کے اجداد خاندانِ چشتیہ میں مرید تھے؛ مگر آپ کو قادریہ کا عشق پیدا ہوا اور اس میں فیض کامل حاصل کیا۔

آپ کے ریاضت ومجاہدے کا یہ حال تھا کہ تین برس کامل دو پیسہ بھر چاول سے افطار فرماتے تھے اور سر وپا برہنہ صحرا میں ذکر الٰہی میں پھرتے تھے۔ حضرت سیدنا غوث

الاعظم قدس سرہ کی روحِ مبارک سے فیض اُویسیہ پایا۔

جب سید شاہ فضل اللہ کالپوی کی بزرگی کا شہرہ سنا، کالپی گئے اور ان کی خدمت میں قادریہ، چشتیہ، نقش بندیہ، سہروردیہ اور مداریہ کے فیوضِ خلافت حاصل کیے۔ وہاں سے مارہرہ تشریف لائے اور تیس برس اپنے مقام سے نقل وحرکت نہ کی، اور لوگوں کی ہدایت وارشاد میں مشغول رہے۔ دسویں محرم ۱۱۴۲ھ میں رحلت فرمائی۔ قصبہ مارہرہ شریف میں آپ کا مزارِ پرانوار ہے۔ [عمدۃ الصحایف]

سید شاہ یوسف قدس سرہٗ

آپ کمل مشاہیر اولیاے دکن سے ہیں۔ انوار الاخبار میں لکھا ہے کہ آپ کے بھائی کا نام سید شاہ شریف ہے۔ یہ دونوں بزرگ بہادر شاہ بادشاہ کے پاس سواروں میں نوکر تھے اور فیض قادریہ رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ مخدوم شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کے مرید تھے۔ اور ہمیشہ یادِ حق اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔

مشہور ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کے ہمراہ کسی مہم پر گئے تھے۔ صحرا میں تمام شاہی لشکر خیمہ زن تھا۔ آدھی رات کو یکا یک ہواے تند چلی، تمام خیمے اُکھڑ گئے، عظیم شور وغل برپا ہو گیا اور چراغاں وغیرہ سب گل ہو گئے۔ دیکھتے ہیں کہ آپ کی پال کو چک جیسی کی تیسی ایستادہ تھی اور دونوں برادر حقیقی چراغ کے روبرو قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ جب لوگوں نے آپ کی یہ کرامت مشاہدہ کی تو معتقد ہوئے۔ جب آپ بادشاہ کے ہمراہ حیدر آباد آئے تو دونوں بھائیوں نے نوکری سے استعفیٰ دے دیا، اور تمام عمر خدا کی عبادت وبندگی میں بسر کر دی۔

کہتے ہیں کہ جب شاہ یوسف کا انتقال ہوا، شاہ شریف حاضر نہ تھے، ایک پہر کے

بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کا وصال کب ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک پہر نہیں گزرا۔ آپ نے فرمایا :

'ایں شرط رفاقت نہ باشد کہ ایشاں ازیں جہاں بروند و من دریں جہاں باشم'۔

(یعنی یہ تو دوست ہونا نہ ہوا کہ خود تو اِس دنیا سے چلے اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا!)

یہ کہہ کر آپ نے غسل کیا، حجرہ میں آکر بستر پر لیٹ گئے، سفید چادر اوڑھ لی اور جاں بحق تسلیم کی۔ ۱۷ رذی قعدہ کو یہ واقعہ گزرا۔ بیرونِ شہر حیدرآباد موضع نام پلی میں آپ کا مزار پُرانوار زیارت گاہِ عالم ہے۔

سید شاہ نور شکر کوٹھی قدس سرہٗ

آپ کو شاہ محمد کوزہ نبات بھی کہتے ہیں۔ آپ بزرگانِ کاملین اور واصلانِ حق سے ہیں۔ حضرت شاہ برہان راز الٰہی سے فیض ارادت وخرقہ خلافت شطاریہ حاصل کیا۔ ہمیشہ عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں مشغول رہتے تھے۔ لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور فیض پاتے تھے۔ شاہ کریم اللہ رازی آپ کے خلیفہ کامل مشہور ہیں۔

۲۱ ر ذی قعدہ ۱۱۴۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ برہان پور میں دریائے تپتی کے کنارے پر آسودہ ہیں۔ [تاریخ برہان پور]

حافظ محمد محسن مجددی قدس سرہٗ

آپ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلی کی اولاد میں، دہلی کے مشاہیر علما کرام سے ہوئے ہیں۔ چند روز تک طلبہ کو درس دیتے رہے۔ جب عشق الٰہی نے آپ کے دل پر غلبہ کیا تو حضرت شیخ محمد معصوم مجددی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور خرقہ خلافت

نقش بندیہ مجددیہ حاصل کیا۔ ورع وتقویٰ اور زہدوریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ ۱۱۴۷ھ میں وفات ہوئی۔ [انوارِاحمدیہ]

سید شاہ نورالدین ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ کا نام حاجی نور محمد ہے۔آپ نے فیض باطنی اور خرقہ خلافت خواجہ محمد الوفا ابوالعلائی اورنگ آبادی سے حاصل کیا اور قادریہ وچشتیہ کے فیض واجازت رکھتے تھے۔ سماع ورقص کی محفل میں وجدوحال کا زوروشور آپ سے بہت نقل کیا جاتا ہے۔۲۴رمحرم ۱۱۴۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ برہان پور میں آپ کا مزار ہے۔ [تذکرۂ دکن]

شاہ شیخن احمد شطاری قدس سرہٗ

خلف قاضی ابوالحسن گجراتی، صدیقی شیخ تھے۔مشاہیر مشائخین متاخرین سے ہوئے ہیں۔حضرت سید احمد گجراتی خدانما شطاری کے مرید وخلیفہ تھے۔صاحب اشغال واذکار اور جامع حقائق ومعارف وتوحید تھے۔مریدوں کی تربیت میں آپ یگانۂ عصر مشہور تھے۔

اکثر اوقات آپ سے خوارقِ عادات ظاہر ہوئے۔ مشائخین زمانہ میں آپ کی ذات بڑی غنیمت تھی۔آپ کے خلفا میں شاہ افضل، اور شاہ مجدالدین وغیرہ مشہور ہیں۔ ۲ربیع الاول ۱۱۵۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔اورنگ آباد میں آپ کا مزار ہے۔ [ریاض الاولیاء]

شیخ پیر محمد المشہور سچ یار قدس سرہٗ

آپ حاجی محمد نوشاہی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ بڑے بزرگ، راست گو، صاحب شکر

وصبر وقناعت وزہد تھے۔ خوردسالی سے پیر کی خدمت میں رہے۔ پیر کی نظر کیمیا اثر سے فیض حاصل کیا۔ وجد وسماع میں نہایت شوق وذوق رکھتے تھے۔ سچ یار کا خطاب مرشد نے آپ کو بخشا تھا۔

کہتے ہیں کہ جوکوئی آپ کے حضور میں آتا، آپ کی نظر کی تاثیر سے وجد وحال کرتا اور ذوق وشوق پاتا تھا۔ جب نوشاہ نے رحلت فرمائی، سچ یار موضع نوشہرہ میں رہا کرتے تھے، لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اوران سے مستفیض ہوتے رہے۔ بڑے پُرفیض اور بابرکت شیخ تھے۔ گروہ نوشاہیہ نے آپ سے بڑی زینت پائی۔ ۱۱۵۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ نوشہرہ مغلاں میں آپ کا مزار ہے۔

شاہ درویش محی الدین قدس سرہٗ

آپ کا لقب دست گیر میاں، خلف شاہ عبد محی الدین۔ آپ سید عبداللطیف لااُبالی کرنولی کی اولاد میں ہیں۔ والد کے رحلت فرمانے کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ نے جد بزرگ شاہ محی الدین ثانی کے کنف حمایت میں پرورش پائی، علومِ ظاہری وباطنی کو حاصل کیا اور فیض ونعمت قادریہ سے سرفراز ہوئے۔

دنیا کی محبت آپ کے دل میں بالکل نہ تھی۔ صوفیہ کے نزدیک دنیا داروں کی صحبت سم قاتل ہوتی ہے، آپ ہمیشہ اس سے متنفر رہے۔ اپنے عم حقیقی سید شاہ عبداللطیف ثانی قادری سے خرقہ خلافت قادریہ اخذ کیا۔ اور عم حقیقی کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے، اور مریدوں کی تعلیم وہدایت میں مشغول ہوگئے۔ شاہ عارف خدانما، شاہ توکل، شاہ عبدالغفور گجراتی اور شاہ قلندر وغیرہ آپ کے خلفاے کاملین سے ہیں۔

اخبار الانوار میں تحریر ہے کہ آپ کی ذات بابرکات ملک دکن میں ایک آفتاب تھی۔

حیدرآباد کے اکثر مشائخین عصر آپ کا بڑا اعزاز واکرام کرتے تھے۔ کثیر صرف ہونے کے باوجود آپ نے کسی سے کبھی کچھ نہ مانگا۔ (نیز یہ کہ) جو کوئی آپ کی خدمت میں نذرانہ وغیرہ لاتا اس کو رد کردیتے تھے۔ ۲۴/ذی الحجہ ۱۱۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیرون شہر حیدرآباد کاروان سرائے سے متصل آپ کا مزار ہے۔ تاریخ رحلت ؎

مہ اوج حسن درویش کامل — دلِ حضرات دردل بود شامل
بتاریخ چہارم بست ذی الحج — بحق می بود حق گوگشت واصل

[لطایف قادریہ]

سید شہاب الدین قادری قدس سرہٗ

خلف مخدوم سید اسحٰق قادری جنیری۔ آپ بڑے نامی گرامی مشائخین متاخرین سے ہیں۔ صاحب علم وعمل اور پیکر زہد وتقویٰ تھے۔ آپ ہمیشہ مریدوں کی تعلیم وارشاد میں جٹے رہتے۔ توکل وقناعت آپ کے مزاج میں بہت تھا۔ کہتے ہیں کہ جنیر میں وبائے طاعون بڑی شدت سے نمودار ہوئی۔ آبلہ سینہ پر آتا اور فوراً آدمی مرجاتا تھا۔ ہزارہا آدمی اس مرض سے دارالبقا کو سدھار گئے۔

مریدوں کی آپ کی خدمت میں آکر التماس کی اور اس مرضِ ملعون کے دفعیہ کے لیے آپ سے دعا چاہی۔ آپ نے مرض بہت زیادہ بڑھ جانے اور بہت سے لوگوں کے مر جانے کے سبب زبان سے فرمایا کہ سب آدمیوں کے بدلے میں نے آبلہ قبول کیا۔ چنانچہ اسی وقت آپ کے سینے پر ایک آبلہ برآمد ہوا، اور تین روز میں آپ نے رحلت فرمائی، اور اسی روز سے مرضِ طاعون جنیر سے بالکل دفع ہوگیا۔ ۱۱۵۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ جنیر میں آسودہ ہیں۔

سید محمد شاہ دولہ برہانپوری قدس سرہٗ

خلف سید محمد ہاشم احمد آبادی۔ آپ پیر نصیر الدین محمد کی اولاد میں رضوی سادات ہیں۔ آپ عارف باللہ بزرگ، صاحب برکات، کشف وکرامات اور خوارق عادات تھے۔ آپ کے جد بزرگ مدینہ سے ہندوستان آئے، اور لاہور میں قیام فرما ہوکر لوگوں کو ہدایت وارشاد فرماتے رہے۔

اس خاندان کے چند افراد نے ملک گجرات میں آکر مسند مشیخت کو زینت بخشی اور کفار ومشرکین کو حلقہ اسلام میں لائے۔ سید محمد ہاشم نے گجرات میں خوب اسلام کو رونق بخشی۔ آپ کے فرزند سید محمد شاہ دولہ احمد آباد سے برہان پور آکر متوطن ہوئے، اور ہمیشہ عبادت وتقویٰ وریاضت میں رہا کرتے تھے۔

اپنے والد ماجد سے فیض ارادت وخرقہ خلافت حاصل کیا۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ ہر روز سرخ کم خواب کا لباس پہنتے، اور دوسرے روز اسے اٹھا کر فقرا کو بانٹ دیتے تھے۔ یہی معمول تھا، اسی وجہ سے دولہ مشہور ہوئے۔

قصبہ سلطان پور موضع لاجورہ میں ایک ٹیکری پر قیام فرما تھے۔ خادم کو پانی لانے کے لیے بھیجا، قافلہ قوم ہنود چشمہ پر جانے سے مانع ہوا۔ خادم حضرت کی بارگاہ میں خالی آفتابہ لے کر گیا اور حال عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا: آفتابہ اوندھا کردو۔ آفتاب سرنگوں ہوتے ہی وہ چشمہ پانی ہوگیا اور قافلہ کے لوگ تشنگی کے مارے سراسیمہ وپریشان ہوگئے۔ اور اس خادم کی تلاش میں نکلے۔ غرض چند ہندو قافلہ کے اس ٹیلہ پر بھی آگئے۔ یہاں آپ کو عبادت میں دیکھا، اپنے قصور کی معافی چاہی۔

پھر آپ کی دعا سے وہ خشک چشمہ پھر جاری ہوگیا۔ حضرت نے استفسار کیا کہ تم لوگ

کہاں جاتے ہو۔سب نے کہا: ہم کانشی جاتے ہیں۔حضرت نے فرمایا: اگر تم کو وہ تیرتھ کا مقام یہاں نظر آجائے تو ہماری اِطاعت کروگے۔سب نے عرض کی کہ ایک مہینے کے سفر کو اگر ہم ایک دم میں پہنچ جائیں تو ہم سب آپ کے معتقد ہوجائیں گے۔

دوسرے روز علی الصباح وہ لوگ اسباب کو گاڑی گھوڑوں پر رکھ کر مع عیال واطفال خدمت عالی میں پہنچے۔حضرت نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور کہا کہ آستین کی طرف نظر کرو۔ان لوگوں کو آستین میں ایک وسیع دروازہ نظر پڑا۔ارشاد ہوا کہ اس دروازہ میں داخل ہوجاؤ، اور قدرتِ الٰہی کا تماشا دیکھو؛ لیکن ایک ہفتہ سے زیادہ وہاں قیام نہ کرنا۔

قافلہ ہنود داخلِ دروازہ ہوتے ہی شہر کانشی میں پہنچ گئے، اور رسومات تیرتھ وغیرہ اَدا کیں۔ایک ہفتہ کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔شہر کے دروازہ کے باہر نکلتے ہی وہ سب قافلہ اس ٹیکری پر حضرت کے روبرو آموجود ہوا۔ہندوؤں کو اس واقعہ پر بہت تعجب ہوا۔ہنود اہل قافلہ کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ آپ ولی کامل ہیں، اور حضرت کے دست مبارک پر اسلام قبول کرلیا۔

ہزاروں ہنود آپ کے ہاتھوں پر مشرف باسلام ہوئے۔پھر حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور برہان پور کے قریب بہادر پورہ میں سکونت اختیار کی۔حضرت کے فیض ہدایت سے تمام خاندیس، برار اور اطراف ناگپور وگجرات وغیرہ منور ہیں۔۲۵؍رجب ۱۱۶۰ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔بہادر پورہ میں برہان پور سے متصل آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شیخ نور الحق ابوالعلائی قدس سرہٗ

المشہور شاہ نور ثانی۔آپ بڑے عارف کامل اور فقیر مجرد تھے۔سید شاہ نور الدین ابوالعلائی سے آپ نے فیض ارادت وخرقہ خلافت ابوالعلائیہ حاصل کیا، اور قادریہ میں

فیض یاب تھے۔آپ اپنی خانقاہ برہان پور میں مریدوں کوارشادوہدایت فرماتے۔توکل وقناعت پرآپ کےاوقات بسر ہوتے تھے۔

کبھی کسی سے کچھ نہ مانگااور گوشۂ قناعت سے پاؤں کو باہر نہ نکالا۔صبر ورضا وتسلیم میں مستقیم الحال اورزہدوریاضت وعبادتِ الٰہی میں شب وروز مشغول رہتے تھے۔آپ کا آستانہ فیض کامخزن بن گیا تھا۔آپ کی نگاہ اکسیر کا درجہ رکھتی تھی،جس پر پڑ جاتی تھی اس کا دل دنیا کی محبت سے سرد ہو جاتا تھا۔خواجہ محمد داراب چشتی برہان پوری آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔جوآپ کی رحلت کے بعد سجادہ نشیں ہوئے۔۱۳ر شوال ۱۱۶۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔برہان پور میں آسودہ ہیں۔

سید پیر محمد شطاری قدس سرہٗ

آپ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الصمدانی کی اولاد میں ہیں۔عالی درجات ولی کامل تھے۔شاہ وجیہ الدین گجراتی اورشاہ عبداللہ گجراتی سے فیوضاتِ ظاہری وباطنی اخذ کیا۔صاحب خوارق عادات اورمظہر تجلیاتِ ربانی تھے۔اپنے وطن سے خدا شناسی کےشوق میں سفر کیا۔احمد آباد گجرات کی جامع مسجد میں فروکش ہوئے،شب وروز یادِ خدا اورعبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔اکثر بزرگوں کی اَرواح سے آپ کوفیض اویسیہ حاصل ہوا۔

بہت بارآپ سےخوارقِ عجیب ظاہر ہوئے۔جوزبان سے نکلتا وہی ظہور ہوتا۔آپ کی زبان گویا کلید خزانۂ غیبی تھی۔حالت سکر میں کلمہ شطحیات آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ہمیشہ مریدوں کی تلقین واِرشاد میں سرگرم رہتے تھے۔

جس روزآپ کے مزاج پرجلال غالب ہوتا،تین روزتک زمین پر بے ہوش پڑے

رہتے۔ ہر چند مرید آپ پر سرد پانی ڈالتے، مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ کہتے ہیں کہ اسی سوزِ آتش دردوعشق کی بے ہوشی میں ۲۷؍ جمادی الاوّل ۱۱۶۳ھ میں آپ واصل بحق ہوئے۔ احمد آباد میں قریب حویلی صلاح الدین خاں آسودہ ہیں۔

شاہ محمد شریف چشتی قدس سرہٗ

آپ سید شاہ ابوالفتح محمد کے فرزند ہیں۔ مشائخین متاخرین میں بزرگ، صاحب علم وزہدوتقویٰ ہیں۔ مخدوم شیخ نظام الدین اورنگ آبادی چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا توکل وقناعت مشہور ہے۔ صدہا لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر فیض پاتے تھے۔ میراں سید محمد قادری سے ہی خرقہ خلافت پایا۔

والد ماجد کی وفات کے بعد مسند مشیخت کو زینت بخشی۔ آپ کے مزاج پر جذب واستغراق غالب تھا۔ دہلی میں شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کی خدمت میں جا کر پیرانِ چشتیہ کی نعمت باطن کو اخذ کیا۔ ۲۷؍ رجب ۱۱۶۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اورنگ آباد دکن میں آسودہ ہیں۔

سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہٗ

خلف شاہ برکت اللہ۔ آپ مشاہیر مشائخین کرام سے ہیں۔ ۱۱۱۱ھ کو بلگرام میں تولد ہوئے۔ آپ نے تمام عمر والد بزرگوار کے ظل عاطفت میں رہ کر فیوضات حاصل کیے۔ اٹھارہ برس ریاضات ومجاہدہ میں مشغول رہے۔ تین برس اعتکاف میں گوشہ نشیں تھے اور نانِ جو سے افطار کرتے۔ ہر طریقے کا مراقبہ واشغال واذکار جاری رکھتے۔ آپ نے بے حدوشمار فیوضات وانوار وتجلیات حاصل کیے۔

آپ نے حبس نفس کو کمال درجے تک پہنچایا تھا۔اس ضمن میں تین ماہ تک پیسہ بھر پانی پیا اور ایک پارہ نان خشک باجرہ پر قناعت گزیں رہے۔آپ کے فیض عام کا غلغلہ جب شہر کے اَطراف میں پہنچا تو جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں آتے،اور اپنے مطلب ومقصد پر کامیاب ہوکر جاتے تھے۔

آپ کے والد نے اپنی زندگی میں مریدوں اور طلبہ کی تربیت وتعلیم آپ کے سپرد کردی تھی، چنانچہ ہزار ہا لوگ آپ کی ذات سے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے۔۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ میں رحلت فرمائی۔مارہرہ شریف میں مزارِ مبارک ہے۔تاریخ رحلت ؎

شاہ آل محمد از دنیا　　نقل فرمود سوے دارِ جناں
گفت تاریخ وصل ہاتف غیب　　شمس گردید زیر ابر نہاں

[عمدۃ الصحایف]

شیخ محمد راوی قدس سرہٗ

آپ کملاے مشایخین دکن سے ہیں۔آپ کا نام مخدوم صاحب قادری ہے۔اوائل حال میں آپ سپاہی تھے۔چیناپٹن میلا پور میں سکونت رکھتے۔والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کو خداطلبی کا شوق پیدا ہوا۔سفر اختیار کیا، بسنت نگر خجستہ بنیاد کے قریب پہنچے، وہاں شاہ ناصر قادری خدمت میں رہے۔مدتوں تک ریاضت ومجاہدہ کیا، اور آپ سے فیض ارادت وخرقۂ خلافت پایا۔

پھر مدینہ طیبہ کو تشریف لے گئے۔تین سال وہاں رہ کر اکثر بزرگانِ عصر سے فیض باطنی اخذ کیا۔وہاں سے دکن کی طرف آئے۔میلا پور میں آکر قیام فرمایا۔تمام عمر مریدوں کے ارشاد وہدایت میں گذاردی۔آپ کی تصانیف سے سلوک وعرفان میں چند رسائل

مشہور ہیں۔

آپ جامع شریعت وطریقت تھے۔سید کریم الدین شہید رائچوری، خواجہ عبداللہ، اور خواجہ رحمت اللہ آپ کے خلفا سے ہیں۔۳؍رجب ۱۱۶۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ میلاپور میں آپ کا مزار ہے۔

سید نور الاعلیٰ قدس سرہٗ

خلف سید نور الحسن نقش بندی۔آپ عالم علومِ ظاہری وباطنی تھے۔فتاویٰ فیض النقش بندیہ، اور فقہ میں شرح کیدانی وغیرہ رسائل آپ کی مشاہیر تصانیف سے ہیں۔آپ سورت سے اورنگ آباد تشریف لائے اور وہاں بڑا اعزاز پایا۔

وزیر الممالک آصف جاہ سپہ سالار فوج شاہی وہاں موجود تھے، کمالِ اعتقاد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معتقدانہ نذرانہ پیش کیا۔خدا نے آپ کو دین ودنیا کی اتنی دولت دے رکھی تھی کہ اس دولت کو آپ نے تمام فقرا وغربا پر تقسیم کر دیا۔

ہزارہا لوگ آپ کی خانقاہ میں پرورش پاتے، رات دن شغل وذکر میں مشغول رہتے۔آپ کی ذات مبارک سے طلبہ ومریدین خوب فیض یاب ہوئے۔۱۱۶۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔سورت میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

مولانا محمد وارث رسول نما قدس سرہٗ

خلف قاضی عنایت اللہ۔حضرت سیدنا امام زین العابدین کی اولاد میں ہیں۔بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔جامع علوم ظاہری وباطنی اور صاحب تصرفات وبرکات تھے۔۱۰۸۷ھ کو غازی پور میں تولد ہوئے۔علم ظاہری میں آپ کو کمال تھا۔بنارس میں

آکرسکونت اختیار کی۔

طلبہ اکثر دقیق مسائل آپ کے حضور میں لاتے اور آپ ذہانت طبع کے سبب ان کو حل فرمادیتے تھے۔ آپ نے اپنی تمام عمر درس وتدریس میں گزاردی۔ فقر وتوکل پر ثابت قدم تھے۔ دنیا کے تمام لذائذ کو ترک کردیا تھا۔ ریاضت ومجاہدہ میں شب وروز مصروف رہتے تھے۔ حضرت سید رفیع الدین قادری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کے فیوضات ظاہری وباطنی روشن اور زبان زدِ خاص وعام ہیں۔

آپ سے ہزارہا آدمیوں نے فیض پایا۔ میر محمد غوث ولی میاں وغیرہ آپ کے مریدین سے ہیں۔ ۱۱؍ربیع الآخر ۱۱۶۶ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار بنارس میں تیلیہ بازار کے قریب ہے۔ [تذکرۃ الکرام]

سید محمد ثانی قدس سرہٗ

معروف بہ دستگیر دوعالم۔ آپ سلطان سید علی محمد حسینی کے فرزند ہیں۔ ۱۱۰۷ھ میں تولد ہوئے۔ اور اپنے والد ماجد سے فیض خرقہ خلافت قادریہ وشطاریہ حاصل کیا۔ اپنے زمانے میں بزرگِ کامل اور واصل بحق تھے۔ آپ سے خوارق وتصرفات بہت ظاہر ہوئے۔ ٹیپو اولیا آپ کے ہم عصر تھے۔ دونوں کے درمیان کمالِ ارتباط تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ بطریق سیاحت میسور تشریف لائے اور وہاں چند روز رہے۔ ارمریدوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہے۔ یکم شوال ۱۱۶۹ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ مریدوں نے چند روز کے بعد آپ کی لاش مبارک کو تاج پور میں لا کے والد ماجد کے مزار کے پاس دفن کردیا۔ سید قاسم اور شاہ صبغۃ اللہ ثانی آپ کے خلفاے مشاہیر سے ہیں۔

سید کریم الدین شہید رائچوری قدس سرہٗ

خلف سید محمد، آپ حسینی سادات میں، مشاہیر اولیا اور اکابر اصفیا سے ہیں۔ مخدوم شیخ محمد راوی چینا پٹنی کے مرید وخلیفہ، بڑے عارف باللہ بزرگ، صاحب مقامات بلند وتصرفاتِ ظاہری وباطنی تھے۔ آپ فیض قادریہ سے سرفراز تھے۔

چنجاور سے نواب نظام علی خاں حاکم حیدر آباد کے زمانے میں رائچور تشریف لائے اور وہاں سکونت کی۔ نواب مرحوم آپ کے معتقد تھے۔

شیخ مہدی جون پوری کے پیروؤں نے جو آپ سے نہایت مذہبی عناد وکینہ رکھتے تھے آپ کو شہید کر دیا۔ یہ قصہ طول طویل اکثر تذکروں میں مرقوم ہے۔ ۲۷؍رمضان ۱۱۶۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ رائچور میں آپ کا مزار ہے۔ 'خورشید اولیا' آپ کی تاریخ وفات ہے۔

سید یٰسین غریب النواز قادری قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام سید شاہ غلام محی الدین شیر سوار ہے۔ سیدنا غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔ مشاہیر اولیاے کرام اور اکابر مشائخین عظام سے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کے بدن میں استخوان نہ تھیں۔ اکثر مریدوں کے سر پر بیٹھ کر مجلس میں آیا کرتے تھے۔

شب پنج شنبہ کو آپ کے اعضا بدن سے جدا جدا ہو جاتے تھے۔ جنات آپ کے مطیع ومرید تھے۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں جس مطلب کے لیے آتا، کامیاب ہوتا تھا۔ آپ کی خانقاہ کے تصرفات اخراجات اس قدر تھے کہ ہزارہا آدمی دو وقت کا کھانا وہاں کھاتے

تھے۔ رؤسائے آصفیہ وافسران مرہٹہ پونا ومالوہ وگجرات سب آپ کی ولایت کے قائل تھے۔ کشف وکرامات اور خوارقِ عادات آپ سے بکثرت صادر ہوئے۔ سید شاہ ڈھولن آپ کے برادرِ حقیقی تھے۔ ۲۴؍ربیع الاوّل ۱۱۷۱ھ میں وفات ہوئی۔ نذر بار دارالابرار ضلع خاندیس میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [مشکوٰۃ النبوۃ، مصنفہ غلام علی شاہ صاحب حیدرآبادی]

سید ابوالحسن نقوی قربی قدس سرہٗ

خلف سید شاہ عبداللطیف بیجاپوری۔ آپ مشاہیر مشائخین کبار سے ہیں۔ صاحب علم وعمل اور پیکر زہد وتقویٰ تھے۔ بیجاپور سے ویلور کو تشریف لائے۔ علم ظاہری کو مولوی محمد حسین اور مولانا فخر الدین نائطی کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور مولانا سید علی محمد استاد الاولیاء سے فیوضاتِ باطنی وخرقہ خلافت پایا۔

آپ شب وروز عبادتِ الٰہی اور اشغال واذکار میں مشغول رہتے تھے۔ اس لیے مرشد نے قربی کا خطاب آپ کو بخشا تھا۔ ۱۱۷۲ھ میں رحلت پائی۔ ویلور میں آسودہ ہیں۔

شاہ محمود اورنگ آبادی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر فقرائے کاملین نقش بندیہ سے ہیں۔ فیض ارادت وخرقہ فقر بابا شاہ مسافر سے حاصل کیا۔ اور تصفیہ قلب وتزکیہ باطن میں مشغول رہے۔ جب مقاماتِ سلوک طے کر چکے تو پیر کامل نے خلافت نقش بندیہ عطا فرماتے ہوئے اپنا جانشین کرلیا۔ چنانچہ مرشد کے پردہ فرما جانے کے بعد آپ پچاس برس تک سجادۂ فقر پر جلوس فرمایا۔

آپ کے مزاج میں بڑا عجز وانکسار تھا۔آپ کی خانقاہ میں ہزار ہا فقرا ومسافر رہا کرتے تھے، دووقتی طعامِ لذیذ پاتے اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں تعلیم اذکار واشغال کیا کرتے تھے۔علومِ باطنی کا ایک مشہور مدرسہ دکن میں تھا۔۱۱۷۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار اورنگ آباد دکن میں ہے۔تاریخ رحلت از: غلام علی آزاد ؎

حقائق مرتبت فیض مجسم زعالم رفت ودر فردوس آسود
خرد فرمود تاریخ وصالش مسافر شد یگانہ شاہ محمود

شاہ علی نہری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر کملائے مشائخین دکن سے ہیں۔اوائل میں آپ کسی خدمت پر مامور تھے۔......لیکن پھر آپ کے دل سے دنیا کی محبت محو ہوگئی،ترکِ روزگار کرکے حج کوتشریف لے گئے،اوروہاں کئی بزرگوں سے ملے اورفیض باطنی اخذ کیا۔آپ ہمیشہ عبادت وریاضت اوراشغال واذکار میں مشغول رہتے تھے۔اورنگ آباد دکن میں سکونت اختیار کی۔

آپ نے مسجد وخانقاہ اورنہر خاص اپنے خاص خرچ سے شہر میں بنوائی؛ اس لیے نہری مشہور ہیں۔فقیرانہ مزاج رکھتے تھے؛ مگر امیرانہ زندگی جیتے تھے۔ بہت لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں آتے اورفیض پاتے تھے۔۱۱/رمضان ۱۱۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔اورنگ آباد میں آپ کا مزار ہے۔تاریخ رحلت ؎

آں سید حق پرست سالک وآں شاہ علی کہ ہردو فرداند
تاریخ وصال شاں ذکا گفت ام سال دو ورکن فوت کردند

شاہ علی آپ کے ہم عصر تھے اور بڑے کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

سید شاہ محفوظ قادری قدس سرہٗ

خلف سید شہاب الدین قادری متوطن شاہ جہاں آباد۔ آپ مشاہیر بزرگانِ کرام سے ہیں۔ اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ سید انوار اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اوائل میں گو آپ اپنے والد کے مرید تھے لیکن فیض باطنی وخرقہ خلافت قادریہ آپ نے سید محمد مدنی بیجاپوری سے حاصل کیا تھا۔

مدت تک آپ مرشد کی خدمت میں رہے اور ریاضت ومجاہدہ کیا۔ اذکار واشغال کی تعلیم پائی اور خرقہ خلافت سے مشرف ہونے کے بعد حیدرآباد میں آکر قیام فرمایا۔

آپ کی عادت تھی کہ اکثر شہر میں گشت لگاتے اور لوگوں کو پانی پلاتے تھے۔ شریعت پر قائم اور نہایت متقی وپرہیزگار تھے۔ ۶؍شعبان ۱۱۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار حیدرآباد میں اُردو بازار کے درمیان ہے۔

سید اسحٰق عبدالوہاب گجراتی قدس سرہٗ

خلف شاہ محمد زاہد گجراتی۔ آپ ۱۱۰۲ھ میں تولد ہوئے۔ بڑے کامل اور واصل باللہ تھے۔ سیدنا غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔ آپ کے والد شاہ محمد زاہد نے ۱۱۳۹ھ میں وفات پائی۔ آپ مقتدائے وقت اور وحید العصر تھے۔ مشائخین عصر میں معزز وممتاز رہے۔

آپ کے خوارقات وتصرفات ظاہری وباطنی مشہور ومعروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ پانچ برس کی عمر میں آپ شاہ راہِ عام پر خادموں کے ہمراہ کھڑے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کہ اے لوگو! ہاتھی مست ہوا چلا آتا ہے، بچو۔

غرض! تمام لوگ ہٹ گئے؛ مگر آپ ثابت قدمی سے وہیں کھڑے رہے۔ اتنے میں ہاتھی آیا اور آپ کے سامنے سر زمین پر رکھ دیا۔ صدہا لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی اور آپ کے معتقد ہو کر حلقہ ارادت میں آئے۔ ۱۴؍ ذی الحجہ ۱۱۷۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار بیرون شہر حیدر آباد باغ گوردھن داس سے متصل مشہور ہے۔
[لطایف قادریہ]

سید شاہ غلام حسن قادری قدس سرہٗ

خلف سید شہاب الدین قادری متوطن جنیر۔ آپ مشائخین متاخرین میں کامل تھے، اپنے جد امجد سے فیض باطنی پایا۔ جنیر سے اورنگ آباد تشریف لائے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ والد کی وفات کے بعد شاہ علی رضا سرہندی کی خدمت میں احمد آباد پہنچے، ان سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا، اور خرقہ خلافت قادریہ سے مشرف ہوئے۔

آپ نے سجادۂ مشیخت کو دکن میں خوب زینت بخشی۔ صاحب شریعت وطریقت، اور زہد وتقویٰ، صبر ورضا میں کامل تھے۔ صدہا لوگ آپ کی ذات سے مستفیض ہوئے۔ مولوی قمر الدین اورنگ آبادی اور نواب ناصر جنگ آپ کے مرید ہیں۔

ماہ رمضان میں ہر شب ایک ختم قرآن مجید کیا کرتے تھے۔ کبھی ایام بلوغت سے آپ نے جماعت کی نماز فوت نہ کی۔ عوض خان حاکم اورنگ آباد آپ کا مرید تھا۔ ۲۷؍ جمادی الاوّل ۱۱۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اورنگ آباد میں آسودہ ہیں۔ آپ کی رحلت کے بعد شاہ جمال اللہ سجادہ نشین ہوئے۔

سید محمد شطاری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین کاملین سے ہیں۔ شاہ برہان راز اللہ برہان پوری کے

مرید وخلیفہ تھے۔کئی سال مرشد کی خدمت میں رہے۔ریاضت ومجاہدہ کیا اور جملہ مراتب سلوک طے کرکے خرقۂ خلافت باطنی سے سرفراز ہوئے۔ایلچپور ملک برار میں آکر سکونت اختیار کی۔مریدوں کی تعلیم وارشاد میں مشغول رہے اور شاہ عبدالرحمٰن غازی پوری کی روحِ مبارک سے فیضِ اویسیہ حاصل کیا۔

کہتے ہیں کہ بارہ سال ایک درخت کے سایہ تلے آپ بے آب ودانہ ریاضت میں بیٹھے رہے۔وہاں کے حکام نواب لودھی خان اور شریف خان آپ کے معتقد تھے۔غرۂ شوال ۱۱۷۹ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ایلچپور میں آسودہ ہیں۔ [تاریخ امجدی]

پیر بادشاہ صاحب قدس سرہٗ

سید شاہ جمال البحر معشوق فانی کی اولاد میں بڑے صاحب باطن اور اہل دل بزرگ تھے۔ہمیشہ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔آپ سے خوارق وکرامات بکثرت صادر ہوئیں۔آپ کی زبان سیف قاطع تھی۔دنیا کی محبت ذرا بھر آپ کے اندر نہ تھی۔شکراللہخان عامل سرکار ورنگل غرورِ دنیا میں سرشار لوازمہ دنیوی اور لشکر کے ساتھ آپ کی خدمت میں آیا۔آپ نے ذرا جلال کی نظر سے دیکھا اور فرمایا:اے شیطان!تکبر عزازیل راخوار کرد۔(تکبر نے عزازیل کو ذلیل ورسوا کر کے چھوڑا)

کہتے ہیں کہ چند روز کے بعد وہ اپنے منصب سے معزول ہوکر خوار وزار پھرتا تھا۔۲۲/ربیع الاوّل ۱۱۷۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار آباؤاجداد کے روضے سے متصل ہے۔ [مشکوٰۃ]

شاہ احمد اسداللہ قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین اور اکابر عارفین سے ہیں۔شیخ بہاء الدین شاہ آبادی سے

آپ نے فیض باطنی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ حضرت قطب الدین مودودی چشتی کی اولاد میں ہیں۔ ابتداے حال میں آپ بڑے مالدار اور اُمرا سے تھے۔ ہمیشہ عیش وعشرت میں رہا کرتے۔

ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خواب میں آئے اور فرمایا: اے فرزند! تجھ کو خدا نے اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا، آ اور میرے حضور میں توبہ کر۔ پھر حضرت بہاء الدین کی صورت کو اسی وقت دکھلایا کہ اس درویش کا مرید ہو جا، تجھ کو اس سے بڑا فیض پہنچے گا۔

صبح ہوتے ہی عشق خدا نے دل میں جوش مارا۔ دنیوی اسباب وسامان کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا اور عالم تجرید میں شاہ بہاء الدین کی جستجو میں کل پڑے۔ شاہ آباد میں پہنچ کر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے فیض باطنی وخرقہ خلافت پایا، اور چند ہی روز میں صاحب کمال ہو گئے۔ مرشد نے آپ کو کڑہ کا صاحب ولایت بنا دیا۔ جب آپ کڑھ پہنچے، تو ایک عالم کو فیض پہنچایا۔ غرۂ ذی الحجہ میں آپ کا وصال ہوا۔ قصبہ کڑہ کنارہ گنگا پر آپ کا مزار ہے۔

خواجہ ضیاء اللہ نقش بندی قدس سرہٗ

آپ ولی کامل اور عارف باللہ ہیں۔ زہد وتقویٰ میں بے مثل اور جامع شریعت وطریقت تھے۔ خواجہ محمد زبیر نقش بندی سے خرقہ خلافت پایا۔ دہلی میں رہا کرتے اور فقر ودرویشی کے حال میں پھرا کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ کی خدمت بابرکت سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کی صحبت اکسیر کا کام کرتی تھی۔ دنیا کی محبت یکسر دل سے محو ہو جاتی۔ اکثر بت پرست آپ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔ حضرت مولانا محمد آفاق دہلوی آپ کے

کمل خلفا سے مشہور ہیں۔ ۱۴؍ربیع الاوّل ۱۱۸۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ سرہند میں آپ کا مزار ہے۔

سید شاہ مسکین قدس سرہٗ

آپ سادات بخاری سے ہیں۔ ولی کامل اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ آپ کا نام سید محمد بخاری ہے۔ اپنے وطن سامانہ سے بسبب گردشِ زمانہ قمر نگر عرف کرنول میں تشریف لائے اور وہیں سکونت کی۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ بڑے ریاضت کش اور عبادت و زہد و تقویٰ میں معروف نیز فقر و قناعت و توکل سے موصوف تھے۔ بارہ برس آپ نے ایک پہلو پر خواب کیا اور عشق الٰہی میں ملک ارکاٹ گئے۔ شاہ معصوم خلیفہ شاہ علی گنج گوہر سے فیض باطنی حاصل کیا اور ان سے بیعت کی۔

کہتے ہیں کہ شاہ علی گنج گوہر نے آپ کو اپنا ستر بند دھونے کے واسطے دیا۔ سید شاہ مسکین نے اس کو دھو کر باعتقادِ تمام اس کا سب پانی پی لیا۔ پیتے ہی زمین و آسمان کے حجاب آپ پر کھل گئے، اور انوار حقائق آپ کے دل پر منکشف ہو گئے۔

جب شاہ علی گنج گوہر اس بات پر مطلع ہوئے، آپ کے حق میں دعا کی، چند روز میں بڑا درجۂ عالی پایا۔ ۱۴؍رمضان ۱۱۸۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ کرنول بیروں قلعہ آپ کا مزار پر انوار ہے۔

صوفی شاہ محمد منعم ابوالعلائی قدس سرہٗ

مخدوم شمس الدین حقانی فاروقی کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشاہیر مشائخین عظام اور اکابر عرفائے کرام تھے۔ اوایل عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل میں رہے۔ بیس برس کی عمر

میں سید خلیل الدین قطبی قادری بہاری سے بیعت کی۔

آپ بزرگ وقت اور قطب العصر تھے۔تیس برس کی عمر تک مجاہدہ اور ریاضت کرتے رہے، پھر دہلی تشریف لے گئے اور وہاں علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد شیخ الارشاد فرہاد کی خدمت میں آکر فیض باطنی حاصل کیا، اوران سے خرقہ خلافت پایا۔شیخ کی وفات کے بعد سجادۂ مشیخت پر جلوس کیا اور چند روز مریدوں کی تلقین وارشاد میں مشغول رہے۔آپ کے حقائق ومعارف اور قوتِ توجہ سب پر غالب تھی۔

آپ دہلی کے قطب الولایت تھے۔کہتے ہیں کہ آپ جب ۔۔۔۔بہار کی قطبیت پر مامور ہوئے اور دہلی کی قطبیت پر مولانا فخر الدین چشتی مقرر ہوئے۔آپ کو ان کی ملاقات کی تلاش پیدا ہوئی۔ جب مولانا فخر دہلی میں آئے تو آپ نے مشائخ وقت کو ان کے مدارجِ ولایت سے آگاہ کردیا، اور وہاں سے آپ عظیم آباد روانہ ہوئے۔بخشی گھاٹ سے متصل مسجد متین میں سکونت اختیار کی۔ جب حالات جہانیاں کو آپ نے متزلزل پایا تو مخدوم الملک شاہ شرف الدین یحییٰ منیری کے روضے میں دوار بعین مراقب بیٹھے۔آپ کی روح سے سلسلہ فردوسیہ کا فیضان بھی ملا اور ابوالعلا کا فیضا بھی جوش زن ہوا۔

حضرت غوثیہ کی روحانی توجہ شامل حال ہوئی؛ اس لیے آپ کے سلسلے کو ابوالعلائی منعمی کہتے ہیں۔شب کو حجرہ میں آپ کے اعضا جدا جدا ہو جاتے تھے، اور ہر عضو سے ذکر خدا جاری ہو جاتا تھا۔

آپ جامع شریعت وطریقت تھے، نماز روزہ وغیرہ ارکانِ شریعت محمدیہ آپ سے کبھی ترک نہ ہوئے۔آپ سے تصرفاتِ ظاہری و باطنی بکثرت رونما ہوئے۔آپ نے تمام عمر تجرید میں گزاری۔آپ کے مشاہیر خلفا کے نام یہ ہیں: شاہ رکن الدین عشق، سید مولوی حسن رضا، صوفی محمد دایم، سید اہل اللہ، شاہ غلام حسین داناپوری وغیرہ۔۱۳؍رجب ۱۱۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔عظیم آباد بخشی گھاٹ سے متصل میر تقی کی مسجد کے صحن میں

آسودہ ہیں۔ آپ کا حال کیفیت العارفین مصنفہ حضرت سید عطا حسین ابوالعلائی قدس سرہ میں مفصل مرقوم ہے۔

شاہ حسین مست قدس سرہٗ

آپ مست الست خم خانۂ جام وحدت تھے۔ قصبہ نادیر کے درمیان رہتے اور ہیزم فروشی کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر بدری کے مرید ہوئے۔ روز بروز آپ کے مزاج پر غالب ہوتا تھا۔ قوتِ حلال سے کھاتے، جنگل سے لکڑیاں لاتے، بازار میں بیچتے اور جو کچھ ملتا اسے اپنے کام میں لاتے تھے۔

دنیا اور اہل دنیا سے محبت نہ رکھتے تھے۔ فتوحات ونذور آپ کے پاس بہت آتے، سب فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ صاحب تصرفات وخوارق تھے۔ اکثر اوقات سماع سنا کرتے تھے۔ جب وجد وحال آتا تو صحرا کی طرف نکل جاتے اور ذوق وشوق میں پھرا کرتے تھے۔

بے ہوشی میں آپ کو ستر عورت وغیرہ کا خیال نہیں رہتا تھا۔ جب ہوش آتا تو ستر عورت کر کے شہر میں آتے۔ آپ کا سن وفات نظر نہ آیا۔ آپ کا مزار نادیر میں ایک پشتہ کے اوپر۔ جہاں آپ رہا کرتے تھے۔ مشہور ہے۔

سید شاہ ڈھولن قادری قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام سید شاہ غلام محی الدین شیر سوار ہے۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں ہیں۔ آپ بزرگانِ کاملین اور مشاہیر مشائخین عارفین سے تھے۔ فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ اپنے حقیقی بھائی حضرت سید یٰسین غریب نواز قادری سے حاصل کیا۔

پیر کے رحلت فرمانے کے بعد آپ نے مسند ہدایت وارشاد کو زینت بخشا۔ صدہا کو راہِ ہدایت دکھایا۔ اور سیکڑوں کفار ومشرکین نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ۱۱۸۵ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ نذر بار میں مدفون ہیں۔ [تذکرۃ المشائخ]

شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہٗ

آپ حضرت شاہ بھیک چشتی کے کمل خلفا سے ہیں۔ بڑے بزرگ، عارف خدا آگاہ اور زاہد عابد پرہیز گار تھے۔ مدت تک ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔ جب آپ کا تصفیہ قلب وتزکیہ نفس پورا ہوا تو مرشد کے منظورِ نظر ہوکر خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ ہمیشہ مریدوں کی تعلیم وارشاد میں مشغول رہے۔ ہزاروں لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ ۲۰/ذی قعدہ ۱۱۸۶ھ میں وفات پائی۔ تاریخ رحلت ؎

عارفے بود شاہ لطف اللہ — چشتی وشہ سوار اسپ ودود
پیر او رشاہ بھیک چشتی نیک — فرسِ عشق آنکہ تیز ربود
روز شنبہ بہ بستم ذی قعدہ — اجلش بردسوے حق خوشنود
خیر مقدم بگفت رضوانش — در بہشت بریں بیا فرمود

[تاریخ الکملاء]

مولانا سید شاہ قمر الدین قدس سرہٗ

بن سید منیب اللہ بن سید شاہ عنایت اللہ نقش بندی بالا پوری۔ آپ ملک شریعت کے قمر انور اور آسمانِ طریقت کے بدرِ کامل تھے۔ آپ علومِ معقول ومنقول وفروع واصول کے بحر مواج، حافظ قرآن مجید اور برجِ علوم حکمت وطبعیات والٰہیات کے آفتاب تھے۔

۱۱۲۳ھ میں تولد ہوئے۔ اپنے بزرگوں کی خدمت میں تحصیل علوم کیا۔ اہل اللہ اور صاحب باطن تھے۔ اہل دنیا سے کم التفات رکھتے تھے۔ فیض خلافت نقش بندیہ وقادریہ وچشتیہ وسہروردیہ والد ماجد سے حاصل کیا۔ ۱۱۵۵ھ میں دہلی پہنچے۔ وہاں کے بزرگانِ عصر سے فیوضات حاصل کر کے ۱۱۵۸ھ میں بالا پور آئے۔

۱۱۷۴ھ میں حج کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۱۷۵ھ میں حج وغیرہ سے فراغت پا کے اورنگ آباد پہنچے۔ اور وہیں سکونت اختیار کر کے طلبہ ومریدین کے واسطے ابوابِ برکت وفیض کشادہ کر دیا۔

متاخرین میں آپ جیسا جامع علومِ ظاہری وباطنی عالم کم ہوا ہے۔ مظہر النور، نور الکرامتین، نور الطہور وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔ مولوی سید نور الہدیٰ، مولوی نور العلی آپ کے مشاہیر خلفا سے ہیں۔ ۲؍ربیع الاوّل ۱۱۹۳ھ میں رحلت پائی۔ اورنگ آباد میں آسودہ ہیں۔

شاہ صبغۃ اللہ حسینی ثانی قدس سرہٗ

آپ سید محمد ثانی کے فرزند ہیں۔ ۱۱۳۲ھ میں تولد ہوئے۔ آپ مشاہیر اولیاے متاخرین سے ہیں۔ آپ نے نعمت باطنی اور فیض خلافت شطاریہ اپنے والد گرامی سے حاصل کیا۔ جلیل القدر، کامل العصر اور صاحب شریعت وطریقت تھے۔ خوارق وکرامات بکثرت آپ سے صادر ہوئے۔

آپ ہمیشہ عبادت وریاضت اور یاد الٰہی میں مصروف نیز زہد وتقویٰ اور حلم ورضا میں مستحکم رہے۔ مخلوق کے ارشاد وہدایت میں روز وشب مشغول رہتے تھے۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی پورے مدراس میں جاری ہیں۔ ۲۵؍ذی قعدہ ۱۱۹۴ھ میں آپ کا

وصال ہوا۔ تاج پور میں اپنے جد امجد سلطان سید علی محمد کے پہلو میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

شہنشاہِ دیں صبغۃ اللہ کرد — شدہ مظہر صبغۃ اللہ جہاں
زسالِ وصالش بگفتا سروشے — فروشد زہے آفتابِ جہاں

سید شاہ عمر، مھھار، ساقی علی صاحب اور سید محمد ثالث آپ کے مشاہیر خلفا سے ہیں۔

سید عبد اللطیف قادری قدس سرہٗ

آپ کا نام سید محی الدین، خلف شاہ رکن الدین قادری قربی، متوطن ویلور۔ آپ اعاظم علما و اکابر مشائخین سے ہیں۔ اپنے والد ماجد سے فیض اِرادت وخلافت حاصل کیا۔ صاحب شریعت وطریقت، بزرگِ عصر، عابد وزاہد متقی، اور مشائخین وعلماے عصر میں معزز تھے۔

تفسیر لطیفی، باب النجاۃ، احسن الاسلوب وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے ہیں۔ ہمیشہ طلبہ کے درس میں مشغول اور مریدین کی ہدایت وارشاد میں مصروف رہتے تھے۔ ملک مدراس میں آپ کے فیوضات ظاہری وباطنی کی نہریں جابجا جاری ہیں۔ ۱۳؍رجب ۱۱۹۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ ویلور میں آسودہ ہیں۔

خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

خلف خواجہ عالم نقش بندی۔ آپ مشاہیر علما واکابر شیوخِ دکن سے ہیں۔ آپ کے والد توران سے ملک دکن میں آئے اور موضع بلگاؤں میں سکونت اختیار کی۔ خواجہ رحمت اللہ وہیں تولد ہوئے۔ علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ شیخ العصر سید علوی بیجاپوری بروم

کی خدمت میں آ کر مرید ہوئے۔اور چند روز میں جمیع اذکار واشغال کی تعلیم پا کر خرقۂ خلافت پایا۔

وہاں سے مکہ اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، اور حج سے مشرف ہوکر مولانا سید اشرف مکی سے فیض نعمت خلافت نقش بندیہ حاصل کیا۔ پھر ہند کی جانب مراجعت کی، چند روز کرنول میں رہے اور قصبہ اناسمندر میں ملک ارکاٹ کے پاس زمین خریدی اور وہاں ایک دیہہ رحمت آباد نامی آباد کیا۔

کہتے ہیں کہ کشف وکرامات اور خوارقِ عادات آپ سے بہت سی ظاہر ہوئیں۔ایک دفعہ اطراف کرنول میں بسبب اِمساک باراں قحط پڑ گیا، اور غلہ گراں ہوگیا۔نواب الف خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طلب باراں کے واسطے استدعا کی۔ کہتے ہیں کہ امیر موصوف کے اصرار کی وجہ سے آپ نے دعا کے لیے خدا کی جناب میں ہاتھ اُٹھایا اور بخشوع وخضوع دعا مانگی۔آپ کی دعا بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوئی۔ باراں آیا اور چند روز میں پورے ملک سے قحط جاتا رہا۔

مولوی رفیع الدین دکنی شاہ، شاہ صبغۃ اللہ، شاہ محمد سرور، شاہ ابوالحسن، شاہ عنایت اللہ، مولوی محمد باقر آگاہ دل آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔ رسالہ تحفۃ الاحسن آپ کے حالات میں مرقوم ہے۔ چشتیہ قادریہ کی نعمت بھی آپ نے پیرانِ کبار سے حاصل کی تھی۔ ۶/ربیع الاوّل ۱۱۹۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔رحمت آباد میں آسودہ ہیں۔تاریخ رحلت ؎

شہ ملک ولایت رحمت اللہ   زدنیا سوے عقبیٰ رخت بربست
اگر پرسند تاریخ وصالش   نگہ مارحمت اللہ بپوست

مرزا مظہر جانِ جاناں شہید قدس سرہٗ

آپ کا نام شمس الدین حبیب اللہ ہے۔ ساداتِ عظام علویہ سے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد اُمرائے نامدار سے تھے، اور سلاطین تیموریہ سے قرابت رکھتے تھے۔ آپ نے دنیا کی طرف میل نہ کیا اور شوق وعشق ومحبت خدا میں مشغول رہے۔

علوم ظاہری میں آپ دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ آپ کا دیوانِ فارسی مشہور ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، غلام یحییٰ بہاری، مولوی محمد نعیم بہرائچی، غلام علی شاہ صاحب، اور مولوی غلام محی الدین جنیری آپ کے مریدین سے مشہور ہیں۔

مولانا قمرالدین اورنگ آبادی نے بھی آپ کی خدمت میں آکر فیض ارادت حاصل کیا۔ خداوند قدوس نے آپ کو حسن ظاہری سے بہت نوازا تھا۔ بڑے ظریف اور نازک مزاج تھے۔

کہتے ہیں کہ اُن دنوں سلطنت دہلی کے زوال کا وقت قریب پہنچا اور فرقہ شیعہ نے وہاں غلوئے تمام پیدا کر رکھا تھا۔ بعض شیعہ حضرت مرزا، مولانا فخر جہاں چشتی، میر درد اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث کے قتل پر آمادہ ہوئے۔ اس وقت یہی چہار تن مشاہیر علما وعرفا سے وہاں موجود تھے۔

حضرت مرزا فقیر مشرب آدمی تھے، اور ان کا قتل آسان تھا۔ چنانچہ چند اشخاص اسی گروہ کے خفیہ طور پر آپ کے مکان پر آئے، اور آپ پر قرابین سر کیے، ایک گلولہ آپ کے سینہ مبارک پر آلگا، اس زخم کاری سے آپ نے نویں محرم ۱۱۹۵ھ کو جامِ شہادت نوش فرمایا، اور راہی ملک بقا ہوئے۔

شاہ جہاں بادشاہ نے آپ سے التجا کی کہ قاتل کا نشان بتلائیں؛ مگر آپ نے بکمالِ ثابت قدمی یہ جواب دیا کہ فقیر کشتہ راہِ خدا ست وقتل مردہ داخل قتل نیست۔ اگر قاتل کا سراغ بھی لگے تو اس کو سزا نہ دینا۔ آپ کی تاریخ اِنتقال ’عَـاشَ حـمِیدًا ومَاتَ شهِیْدًا‘ دہلی میں حظیرۂ مبارک کے دروازہ پر کندہ تھا۔ انوارِ احمدیہ ۱۱۹۵ ہجریہ مقدمہ۔

مولوی شاہ رفیع الدین قندھاری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر علمائے ربانی اور اکابر عرفائے کاملین دکن سے ہیں۔ جامع علوم صوری ومعنوی تھے۔ آپ کے والد کا نام محمد شمس الدین ہے۔ ۱۱۶۴ھ کو موضع قندھار علاقہ نادیر ملک دکن میں پیدا ہوئے۔ مولوی سید قمر الدین، اور مولوی سید غلام نور سے علومِ ظاہری سیکھا اور اورنگ آباد کے علمائے عصر سے فیوضات وکمالاتِ ظاہری اخذ کیے۔ فیض اویسیہ روحانی مخدوم حاجی سرور سیاح سے حاصل کیا۔ اور شاہ رحمت اللہ نقش بندی کی خدمت میں آکر فیض ارادت وخرقہ خلافت نقش بندیہ اخذ کیا۔

آپ نے حیدر آباد دکن میں پانچ برس تک سکونت اختیار کی۔ اور طلبہ ومریدین کی تعلیم وہدایت میں مشغول رہے۔ پھر وہاں سے بیت اللہ کے لیے نکلے اور حج سے مشرف ہوئے۔ مکہ مشرفہ میں محمد بن عبد اللہ مغربی سے علم حدیث کی سند اجازت اخذ کی اور وہاں کے مشایخین سے فوائد باطنی حاصل کیے۔

پھر وہاں سے ہند کی طرف آئے، اور اودگیر میں اقامت گزیں ہوئے۔ تمام عمر مریدوں کی تعلیم وارشاد میں مصروف رہے۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی سے ہزاروں لوگ مدارجِ اعلیٰ تک پہنچے۔ ۲۶ / ربیع الاوّل ۱۱۹۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ رحمت آباد اودگیر ملک دکن میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

مولوی احمد اللہ مجددی قدس سرہٗ

خلف قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ شیخ جلال الدین چشتی کی اولاد میں ہیں۔ مرزا مظہر جانجاناں کے مرید وخلیفہ، اور آپ علمائے کبار و بزرگانِ عالی تبار سے تھے۔ آپ نے

اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری کو سیکھا۔ ہر روز قرآن مجید کے اکیس سیپارے پڑھا کرتے۔ ہمیشہ اذکار واشغال اورعبادتِ الٰہی میں بسر کرتے۔طلبہ کی تعلیم وہدایت میں سرگرم رہتے۔

ایک روز آپ کے والد نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی: خدایا! میرے دل میں لڑکے کی محبت زیادہ بڑھ گئی ہے اور تیری یاد سے مجھ کو باز رکھتی ہے۔میں نہیں چاہتا کہ تیری محبت میرے دل سے جاتی رہے اور غیر کی محبت دل میں آبسے۔ایسی محبت کو دل سے دور کر۔ اسی وقت دعا کا تیر ہدفِ اجابت پر جالگا۔ ۱۱۹۸ھ کو مولوی احمد اللہ نے انتقال فرمایا۔ پانی پت میں آپ کا مزار ہے۔

سیدنوراللہ اسحٰق قادری قدس سرہٗ

آپ کا لقب پیر بادشاہ، خلف سید محمد اسداللہ۔آپ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے ہیں۔آپ کے والد نیلنگہ میں رہتے تھے۔آپ بڑے عارف باللہ بزرگ ہیں، اپنے والد ماجد سے فیض ارادت اور خرقہ خلافت پایا۔آپ کے مزاج پر جذب غالب تھا۔اکثر شطحیات آپ کی زبان سے نکل جاتے۔

اوایل دور میں آپ نے مجاہدہ وریاضت بہت کیا، جو عادتِ بشری سے باہر ہے۔ آپ سے تصرفاتِ ظاہری وباطنی بکثرت جلوہ گر ہوئے۔آپ کی شب اشغال واذکار کے درمیان گزر جاتی، اگر خواب آپ پر غلبہ کرتا تو آنکھوں میں کالی مرچ گھس کر لگا لیتے اور نیند آنکھوں سے جاتی رہتی تھی۔

شریعت میں آپ کے قدم راسخ تھے، ہاں کبھی کبھی غلبہ سکر آپ پر غالب آجاتا تھا، مگر جب ہوش میں آتے تو جملہ امورِ شرعیہ برابر بجالاتے۔ اپنے عصر کے قطب الولایت

تھے۔۱۱۹۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ نیلنگہ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔تاریخ رحلت ؎

حضرت پیر بادشاہ بزرگ — مقتدائے فقیر شاہ اَمیر

درنیلنگا کہ آں امام زماں — بود تا زندگی امام کبیر

موت بے شبہہ سال وصل آمد — خواستم سال رحلتش زضمیر

مولانا فخرالدین چشتی قدس سرہٗ

خلف شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی۔آپ شیخ شہاب الدین سہروردی صدیقی کی اولاد سے ہیں۔مشاہیر علمائے کرام اور اکابر صوفیہ عظام سے تھے۔آپ اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ اور علومِ شریعت و طریقت کے عالم اور جامع کمالاتِ صوری ومعنوی تھے۔آپ کے اوصاف حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔

حق تعالیٰ نے آپ کو زمانۂ آخر قطب پیدا کیا تھا۔ ہزاروں طالبانِ خدا آپ کے ذریعہ سے مراتب علیا پر پہنچے۔ ہزاروں خوارق وکرامتیں آپ سے صادر ہوئیں۔نواب نظام الملک ناظم حیدرآباد مولف مناقب فخریہ نے آپ کے بے شمار خوارق تحریر کیے ہیں۔

ایک روز سلطان المشائخ نظام الدین اولیا بدایونی کی خانقاہ میں مجلس سماع گرم تھی، اور چند صوفی حالت وجد میں تھے،ان میں سے ایک نوجوان لڑکا بھی سرمست وسرشار بادۂ حالت ذوق وشوق تھا۔اتفاقاً قوالوں کی تبدیلی عمل میں آئی اور سماع موقوف ہوگیا۔اس وقت وہ جوان لڑکا بھی مجلس میں خاموش پڑا رہا۔ جب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ مرچکا ہے۔سانس کا آنا جانا مسدود ہے اور بدن سرد ہے۔

اس کا باپ بھی اسی مجلس میں حاضر تھا،سخت بے قرار و پریشان ہوا اور نالاں وگریاں آپ کے روبرو آکر کہنے لگا کہ یہی میرا ایک فرزند تھا اور وہ بھی آپ کی مجلس میں مردہ پڑا

ہے۔اس کی حالت دیکھ کر حضرت کو رحم آیا اور کہا صبر کرو اگر اللہ نے چاہا تو تیرا لڑکا زندہ ہو جائے گا۔شاید ابھی یہ زندہ ہو۔ یہ فرما کر قوالوں کو ارشاد فرمایا کہ شعر پڑھیں ؎

یک لب لعل تو صد جاں می دہد — خضر آسا آبِ حیواں می دہد

مردہ باشم گر بعالم باک نیست — جاں بوصل خویش جاناں می دہد

جب قوالوں نے یہ پڑھنا شروع کیا،تو تمام اہل مجلس جوش میں آ گئے۔تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ مردہ جوان بھی حرکت کرتے ہوئے فرش پر لوٹنے لگا۔ کچھ دیر گزری تو ہوش میں آ گیا اور اُٹھ بیٹھا۔ ۷؍جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کے قریب ہے۔

شاہ غلام احمد کمل پوش قدس سرہٗ

آپ درویش کامل اور واصل باللہ تھے۔اپنے والد ماجد شیخ غلام الحق کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور وہ شاہ عبد الرسول خدانما سے فیض باطنی چشتیہ و قادریہ رکھتے تھے۔ نیز شیخ مجد الدین شطاری سے بھی فیض و نعمت شطاریہ حاصل کیا تھا۔نو برس کی عمر میں آپ قرآن مجید کے حافظ ہو گئے،اور بارہ برس کی عمر میں علوم ِظاہری سے فراغت پائی۔

آپ علم حقائق و سلوک میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔آپ کی مجلس میں اکثر اوقات مسائل صوفیہ حل ہوتے تھے۔آپ کی تصنیف سے مراتب العارفین ، نیز اکثر رسائل تصوف پر آپ کے حواشی ہیں۔ ۷؍شوال ۱۲۰۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اندرون بلدہ حیدرآباد دکن جانب مشرق آپ کا مزار ہے۔

خواجہ محمد داراب برہان پوری قدس سرہٗ

خلف خواجہ سید عبد المقتدر۔ آپ کمل مشائخین اور مشاہیر عرفا سے ہیں۔ شاہ نور الحق ابوالعلائی کے مرید و خلیفہ تھے۔ ابتدائے عالم شباب میں اپنے جد مادری سے آپ نے بیعت کی تھی؛ لیکن تربیت باطن اور فیض خلافت ابوالعلائیہ چشتیہ شاہ نور الحق سے پایا تھا۔

شاہ نور الحق کی رحلت کے بعد آپ نے سجادۂ مشیخت کو بڑی رونق بخشی۔ سلسلہ ابوالعلائیہ کے فیوض و برکات دکن میں آپ سے جاری ہوئے۔ ہزاروں مریدوں نے آپ سے فیض پایا۔ کیفیت العارفین میں بزرگانِ ابوالعلائیہ کا حال بشرح وبسط مرقوم ہے۔ ۱۹/ جمادی الاول ۱۲۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ برہان پور میں آسودہ ہیں۔

مولوی خیر الدین محدث سورتی قدس سرہٗ

آپ عالم متبحر و فاضل اجل اور بزرگِ عصر تھے۔ آپ نے سلسلہ نقش بندیہ میں فیض باطنی و خرقہ خلافت پایا تھا۔ ہمیشہ بعد عصر مریدوں کی تعلیم اور ذکر و توجہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اکثر طلبہ علوم آپ کی خدمت میں آتے اور علم حدیث کی سند لے جاتے تھے۔

اُس زمانے میں سورت کے درمیان آپ کے علم ظاہری کا چرچا دور دور تک پہنچ گیا تھا۔ آپ کے شاگردوں اور مریدوں سے شاہ یقین بڑے متقی، فقیہ کامل اور عابد و زاہد ہوئے ہیں۔

آپ کو فتوحات بہت آتی تھیں جسے آپ مدرسہ میں طلبہ اور خانقاہ میں مریدین کو کھانا و کپڑا کے لیے دے دیا کرتے تھے۔ آپ کے مزاج میں فقر و درویشی کا عنصر غالب تھا۔ آپ کو خیر الدنیا والدین لکھا جاتا تھا۔ آپ سے تصرفاتِ ظاہری و باطنی بکثرت ظاہر ہوئے۔ ۱۲۰۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ بندر مبارک سورت میں آپ کا مزار ہے۔

خواجہ شاہ محمد مراد چشتی قدس سرہٗ

آپ مشائخین متاخرین میں بڑے نامی گرامی بزرگ ہوئے ہیں۔اپنے والد ماجد شاہ محمد چشتی سے فیض واجازت اور خرقہ خلافت چشتیہ پایا۔ جامع اسرار علوم شریعت وطریقت تھے۔ایام طفلگی سے ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔زہد وتقویٰ اور صبر ورضا میں مستحکم تھے۔وجد وسماع میں آپ کا حال عجیب ہوتا تھا۔

آپ نے والد کی رحلت کے بعد سجادۂ مشیخت کو زینت بخشا اور خلق کی ہدایت وارشاد میں مشغول ہوئے۔ ہزار ہا لوگ آپ کی ذات سے فیض یاب ہوئے۔۹/ جمادی الاوّل ۱۲۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔اورنگ آباد دکن میں آسودہ ہیں۔

شاہ رکن الدین عشق ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاے کرام وصوفیہ عظام سے ہیں۔ فاروقی شیخ تھے۔صوفی شاہ محمد منعم عظیم آبادی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ بڑے عارف باللہ، مقبولِ خدا، عابد وزاہد، متقی اور اور جامع علومِ شریعت وطریقت تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے جد مادری شیخ الارشاد شاہ فرہاد ابوالعلائی نے ایام طفلی میں آپ کو تمام بزرگوں کی نعمت باطنی عنایت فرمادی تھی۔شاہ فرہاد کی وفات کے بعد چھتیس برس کی عمر میں آپ صوفی شاہ محمد منعم کی خدمت میں آئے اور فیض باطنی وخرقہ خلافت پایا۔

کہتے ہیں کہ بارہ برس آپ نے مرشد کی خدمت میں رہ کر بڑی ریاضت ومجاہدہ کیا۔ پیر کے منظورِ نظر ہوئے اور درجۂ عالی حاصل کیا۔نعمت قادریہ، ابوالعلائیہ، فردوسیہ سے مالا مال ہوئے۔اور مرشد قطب العالم کی وفات کے بعد آپ نے ہزاروں کو فیض پہنچایا۔

آپ کو روحانی فیض مولانا مصنف رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ ایک روز آپ مثنوی شریف کا درس فرماتے تھے۔ کئی شخص شروحات مثنوی مجلس میں لے کر بیٹھتے۔ آپ عجیب وغریب تاویلات اور رموز واسرار ونکاتِ باطنی بیان فرماتے تھے۔ حاضرین مجلس کا عجیب حال ہو جاتا اور انوارِ رحمت الٰہی نازل ہونے لگتے تھے۔

ایک روز اسی مجلس سے جوش میں آ کر اللہ اللہ کہتے ہوئے اُٹھے اور بڑے ذوق وشوق میں تھے، اور اسی حالت وجد میں آپ کا طائر روح قفس کالبد خاکی کو چھوڑ کر آشیانۂ علیین کی طرف پرواز کر گیا۔ ۸؍ جمادی الاوّل ۱۲۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ عظیم آباد بخشی گھاٹ، صحن مسجد تکیہ منعمیہ میں آسودہ ہیں۔

مولوی شاہ عبدالقادر فخری قدس سرہٗ

آپ سادات نقوی نیشاپور سے ہیں۔ آپ کے جد نے نیشاپور سے کنتور میں آ کر اقامت کی۔ آپ کے والد ماجد مولوی سید شریف الدین اورنگ آباد میں آ کر روضہ شریف خلد آباد کے عہدۂ قضا پر مامور ہوئے۔ وہاں کے حکام نے آپ کا بڑا اعزاز واکرام کیا۔ ۱۱۴۳ھ میں شاہ عبدالقادر فخری وہیں پیدا ہوئے۔

اکتسابِ علومِ درسیہ کے بعد میر آزاد بلگرامی کی خدمت میں چند روز رہے اور تعلیم ظاہری کی تکمیل کی۔ پھر والد ماجد سے بیعت کی اور فیض قادریہ کے خرقہ خلافت سے ممتاز ہوئے۔

آپ نے مولانا فخر دہلوی سے فیض اُویسیہ حاصل کیا تھا۔ مولانا شاہ قمر الدین اورنگ آبادی سے خرقہ خلافت نقش بندیہ وچشتیہ اخذ کیا۔ چند سال آپ مجاہدہ اور ریاضات میں رہے۔

والد کے رحلت فرماجانے کے بعد روضہ کے عہدۂ قضا پر مقرر ہوئے۔ آخر ماہ دوازدہم میں آپ نے ترکِ قضا کر کے مدراس پہنچے اور وہاں آپ کو مقبولیت عام حاصل ہوئی۔ نواب والا جاہ وغیرہ وہاں اعزہ واُمرا آپ کے مرید ہوئے۔ وہاں خانقاہ ومسجد بنائی اور تصفیہ ظاہر وتزکیہ باطن میں رہ کر طلبہ ومریدین کی تعلیم وارشاد میں مشغول ہوگئے۔ ۱۲۰۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ میلا پور شہر مدراس میں آپ کا مزار ہے۔ تاریخ رحلت ؎

فخری کہ درمشائخ دوراں عدیل او ہرگز نہ کرد جلوہ درآئینۂ شہود

ازسردمہری تن افسردہ گشتہ تنگ درسراوج جاں پر پرواز واکشود

بودیم بفکر رحلت اوکزصریرکلک ......فغاں بگوش دلم لانظیر بود

شاہ محمد فاضل قادری قدس سرہٗ

متوطن احمد آباد گجرات۔ آپ درویش کامل اور واصلانِ حق سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تحصیل علومِ ظاہری کے بعد مرشد کامل کی تلاش میں وطن سے روانہ ہوئے، اورنگ آباد دکن پہنچے۔ وہاں تاج الاولیاء شاہ پیر محمد خلیفہ شاہ باز ملکوت شاہ عنایت اللہ صوفی شہید۔ جن کا مزار میراں پور سندھ میں ہے۔ کی خدمت میں چند سال رہے اور مرید ہوئے۔

آپ نے ریاضت ومجاہدہ اور اشغال واذکار کے لیے چالیس روزہ اعتکاف کیا اور خرقہ خلافت باطنی سے مشرف ہوئے۔ مولوی غلام محمد برہان پوری کی خدمت میں رہ کر آپ نے فصوص الحکم اور مثنوی معنوی پڑھی۔ کہتے ہیں کہ چند روز میں آپ پر اسرار باطنی اور مقاماتِ سلوک کھل گئے۔

جب مولوی غلام محمد نے اس جہانِ فانی سے نقل کیا تو آپ نے مولوی ولی اللہ کی رفاقت میں سورت کے اندر آکر قیام کیا، اور مریدوں کی ہدایت اور طالب علموں کی تعلیم

میں مصروف ہوگئے۔ آپ کی ذات سے لوگوں نے خوب فیوضات صوری و معنوی حاصل کیے۔ ۲۷؍محرم ۱۲۰۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ سورت میں مسجد مرجان شامی سے متصل آپ کا مزار ہے۔ [سیر الاولیاء، مولوی عبدالحکیم سورتی]

شاہ اسداللہ شطاری قدس سرہٗ

خلف شاہ سعد اللہ۔ شاہ فرید الدین گنج معرفت متوطن برہان کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشاہیر مشائخین متصوفین سے ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے فیض ارادت اور خرقہ خلافت باطنی حاصل کیا۔

اوایل دور میں علوم ظاہری کی تعلیم پائی۔ جب سن بلوغ کو پہنچے تو رشد و شوقِ الٰہی پیدا ہوا۔ کہتے ہیں کہ والد کی وفات کے بعد آپ چالیس روز چلہ میں بیٹھے، ہمیشہ صائم رہتے، ایک مٹھی بھر مونگ اور تین گھونٹ پانی پی لیا کرتے، اسی طرح آپ نے دو اربعین گزار لیے۔

پھر آپ کو کشف کے ذریعہ معلوم ہوا کہ شاہ مخدوم محمد راوی قادری متوطن میلا پور کے پاس آپ کا حصہ نعمت باطنی ہے، فوراً والدہ ماجدہ سے اجازت سفر حاصل کی اور مدراس روانہ ہوگئے۔ وہاں پیر موصوف کی خدمت میں دو سال رہے اور فیوضاتِ باطنی اخذ کر کے خرقہ خلافت قادریہ سے شرف یاب ہوئے۔

آپ ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ وہاں سے حیدر آباد دکن میں آ کر سکونت اختیار کی۔ اور مریدوں کی تعلیم و ارشاد میں ساری عمر بسر کر دی۔ آپ علم حقائق و معارف کا ہمیشہ درس دیا کرتے تھے۔

لوائح شریف مثنوی معنوی پر آپ کے حوالے تحریر ہیں۔ اس کے علاوہ علم عرفان

وسلوک وتوحید پر آپ کے کئی رسائل موجود ہیں۔ ۲۸؍ جمادی الثانی ۱۲۰۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اندرون حیدرآباد محلّہ حسینی بندہ کی مسجد کے صحن میں آسودہ ہیں۔

شیخ نور محمد چشتی مہاروی قدس سرہٗ

آپ کا مشہور نام محمد بہبل ہے، متوطن مہار شریف۔ آپ شیوخِ کرام اور متاخرین اولیاے عظام سے ہیں۔ مولانا فخر الدین چشتی کی خدمت میں رہ کر فیض ارادت اور خرقہ خلافت چشتیہ حاصل کیا۔ اوائل دور میں حفظ قرآن کے بعد پنجاب سے دہلی آئے۔ مولانا فخر جہاں کے حضور میں حاضر ہوکر بیعت سے سرفرازی حاصل کی اور چند سال میں بکمال خدمت گزاری وعقیدت مندی وصدق واخلاص تکمیل پاکر خرقہ خلافت باطنی وفیض وبرکات بزرگانِ چشتیہ اخذ کیا۔ اور پنجاب میں قصبہ مہاراں میں آکر سکونت اختیار کی۔

تمام عمر ہدایت وارشادِ خلایق میں مصروف رہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے طفیل سے درجۂ قرب الٰہی تک پہنچے۔ آپ کے خلفاے کرام میں چار شخص صاحب مرتبت ونسبت ہوئے ہیں: اول خواجہ نور محمد ثانی، دوم قاضی محمد عاقل، سوم خواجہ محمد جمال، چہارم خواجہ سلیمان مشہور ومعروف ہیں، جن سے ہندوستان میں آج تک جابجا فیض جاری ہے۔ ۲؍ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ قریہ تاج سرور میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

حافظ سید غلام سرور قدس سرہٗ

خلف سید محمد مراد حسینی۔ آپ شیخ کامل، بزرگِ عصر اور عابد وزاہد تھے۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ گیارہ برس کی عمر میں احمد آباد گجرات آئے اور شاہ نور اللہ کی خدمت میں رہ کر فیوضاتِ ظاہری وباطنی حاصل کیے، جو اس وقت کے بڑے شیخ کامل

تھے اور جن کے خوارق و کرامات اور علو درجات کا شہرہ دور دور تک پہنچا ہوا تھا۔

چند سال میں علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد ریاضت و عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ جب تصفیہ قلب و تزکیہ نفس آپ کو حاصل ہوا تو مرید ہوئے اور خرقہ خلافت قادریہ سے سرفراز ہوئے۔ خطیب حافظ محمد طاہر سے بھی آپ نے خرقہ خلافت نقش بندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ اخذ کیا تھا۔

مشائخین و علمائے عصر میں بڑے معتبر و معزز و ممتاز تھے۔ حیدرآباد دکن میں آکر سکونت اختیار کی۔ اور آپ سے ایک زمانہ فیض یاب ہوا۔ ۱۷ر شوال ۱۲۰۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار حیدرآباد میں والد کے مزار کے پاس مشہور ہے۔

سید شاہ انوار اللہ قادری قدس سرہٗ

آپ کمل مشائخین کرام اور ساداتِ عظام سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید عبدالفتاح ہے، جامع علوم ظاہری و باطنی، مرتاضِ وقت، اور وحید العصر مشائخین میں از بس معزز و ممتاز تھے۔ فیض ارادت و خلافت قادریہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ انوار الاخبار آپ کی مشہور تصانیف میں سے ایک ہے۔ جس میں اولیائے دکن کا حال مندرج ہے۔

آپ شریعت پر ثابت قدم اور طریقت میں دردم تھے۔ آپ کے اوقات شب و روز عبادت و اذکار و اشغال میں صرف ہوتے تھے۔ آپ نے کبھی خلافِ شرع کوئی کلمہ اپنی زبان سے نہیں کہا۔ طلبہ اور مریدوں کی تعلیم و ارشاد میں پوری زندگی لگا دی۔ توکل و قناعت پر گزر بسر کیا۔ آپ کی صحبت برکت و فیض سے لبریز ہوتی تھی۔ جو کوئی خدمت میں جاتا اس کا دل انوارِ فیض سے منور ہو جاتا تھا۔ ۱۲۰۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار حیدرآباد اندرون بلدہ محلّہ چوڑی بازار میں مشہور ہے۔

شاہ سید غلام حسین چشتی قدس سرہٗ

خلف سید غلام حسن، متوطن جائس۔ آپ مشاہیر بزرگانِ کرام عالی مقام سے ہیں۔ حافظ کلام اللہ، عالم کامل، تارک الدنیا، جامع علوم ظاہری و باطنی، اور تصوف و عرفان میں اکمل تھے۔ آپ شاہ اسماعیل چشتی کے مرید و خلیفہ ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ نے اشغال واذکار کے واسطے زمین میں ایک گڑھا کھود رکھا تھا، وہاں تین روز تک شغل وذکر اور عبادتِ الٰہی میں رہا کرتے تھے، تین روز کے بعد باہر آتے تھے۔ حاجت بشری وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے پھر اس غار میں چلے جاتے۔

آپ طعامِ لذیذ سے نہایت پرہیز رکھتے تھے۔ ایک دفعہ خانقاہ کی ایک دیگ میں قدرے کھانا باقی رہ گیا۔ دوسو فقرا کی ایک جماعت وہاں پہنچی۔ بھنڈاری مطبخ نے آپ سے عرض کی کہ فقیر مسافر بہت آگئے اور کھانا دیگ میں تھوڑا ہی باقی ہے۔

آپ نے یہ سنتے ہی اپنا رومال دیگ کے منہ پر رکھ دیا اور کھانا کو فقرا میں تقسیم کرنا شروع کردیا، چنانچہ اتنا کھانا دوسو فقرا نے شکم سیر ہوکر کھایا، اور جب دیگ کھول کر دیکھا تو جتنا کھانی باقی تھا اب بھی اتنا ہی اس میں موجود ہے۔ جب لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو معتقد و مرید ہوگئے۔

آپ سے عجیب و غریب قسم کی کرامتیں کئی بار ظہور پذیر ہوئی تھیں جن کا حال رسالہ ملفوظ حسینی میں مرقوم ہے۔ ۲ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ایلچپور میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شاہ ندیم قدس سرہٗ

آپ درویش کامل اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ شاہ بہاء الدین سہروردی کے مرید و

خلیفہ، جامع حالاتِ عجیبہ وغریبہ اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ اکثر اوقات آپ ذوق وشوق میں جنگل کی طرف نکل جاتے۔ جب جذبہ فروتر ہوتا تو شہر میں آتے۔

کہتے ہیں کہ اپنے مرشد کی رحلت کے دن آپ حاضر نہ تھے۔ حاضرین نے نمازِ جنازہ پڑھ کران کی لاش کوشاہ زین شبلی کے کوہ پر حیدرآباد بیرونِ بلدہ دفن کر دیا۔

چھ مہینے بعد جب شاہ ندیم تشریف لائے اور مرشد کو نہ پایا تو لوگوں سے پوچھا کہ مرشد کہاں گئے؟ لوگوں نے عرض کی کہ آپ کے مرشد تو انتقال کر چکے ہیں، اور فلاں جگہ مدفون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ دوسرے کی زمین میں میرے مرشد دفن ہوں۔

الغرض! لوگوں نے ہر چند سمجھایا مگر آپ نے نہ سنا، اور مرشد کی لاش کو صحیح وسالم قبر سے باہر نکالا۔ اس پر تمام لوگوں نے نمازِ جنازہ پڑھی اور دوسری جگہ انھیں دفن کیا۔ ۱۵؍ شوال ۱۲۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حیدرآباد دکن میں آپ کا مزار ہے۔

سید علی رمزالٰہی قدس سرہٗ

خلف سید عبدالحسین۔ آپ مشاہیر ساداتِ کرام اور اکابر مشائخین عظام سے ہیں۔ آپ نے فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ شاہ بندہ علی قادری سے اخذ کیا، اور مدت تک ریاضت وعبادت کرتے رہے۔ تمام مراتب سلوک ومقامات کو مرشد کے حضور میں طے کیا، اور تمام رموزات فقر واسرار معارف پر آگاہ ہوئے۔ جامع شریعت وطریقت، اور صاحب کشف وکرامات عالی درجات تھے۔ ہمیشہ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور عبادت وزہد وتقویٰ میں مستحکم تھے۔

مریدوں کی تعلیم وتربیت میں بدل وجاں مصروف رہتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کی تصنیف سے علم سلوک وعرفان میں چند رسائل

مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی ذات مشائخین و فقراے متاخرین میں بس غنیمت تھی۔ ۱۲؍ محرم ۱۲۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حیدر آباد دکن میں بیرون بلدہ یاقوت پورہ میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ تاریخ رحلت ؎

چو سید علی شاہ رمز الٰہی　　بحق گشت واصل بصدق کماہی

بتاریخ او گفت دل از سر آہ　　علی واقف کل رمز خدائی

[مشکوٰۃ]

صوفی محمد دائم ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ صوفی شاہ امانت اللہ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بڑے صاحب کمالات، عالی درجات اور مظہر تجلیاتِ ربانی تھے۔ جب صوفی محمد منعم کی ولایت کا شہرہ ہوا، تو ان کے حضور میں پہنچے اور پیر کے منظورِ نظر ہوئے۔ مدت تک ریاضت و مجاہدہ میں رہے، جب آپ کے دل پر اسرار باطنی کشف ہوئے اور تمام مراتب سلوک و درجات حقایق و عرفان طے فرما چکے تو حضرت قطب العالم صوفی محمد منعم نے آپ کو اجازت خرقہ خلافت ابوالعلائیہ سے سرفراز فرمایا، اور بنگالہ میں طریقۂ بزرگاں کی ترویج اور تعلیم اسلام و تربیت مریدین کے لیے روانہ کیا۔ آپ شہر جہانگیر نگر ڈھاکہ میں تشریف لائے، ایک ویرانہ میں سکونت اختیار کی اور ذکر و شغل و عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

چند روز کے بعد جب رُشد غالب ہوا، تو مخلوق کا رجوع آپ کی طرف زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے اسی مقام پر زمین خرید کر مسجد و خانقاہ کی تعمیر کی۔ مریدین کی طرف سے بے نہایت فتوحات آنے لگے۔ جسے آپ خانقاہ میں فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے۔

آپ سے ایک عالم نے ہدایت پائی۔ ہزاروں لوگ آپ کے سلسلے میں آئے اور

مرید ہوئے۔آپ کی بزرگی نے دوردور تک شہرت پہنچائی۔لوگ آپ کے پاس آتے اور چندروز ہی میں استفادہ واستفاضہ کر لیتے تھے۔

آپ کے تصرفاتِ ظاہری وباطنی زبان زدِ خلائق ہیں۔پورا ملک بنگال آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی سے لبریز ہے۔آپ جامع شریعت وطریقت اور متاخرین مشائخین میں بڑے عالی درجہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔آپ نے کبھی جادۂ شریعت سے انحراف نہیں کیا۔غرۂ شعبان ۱۲۱۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔جہانگیرنگر عرف ڈھاکہ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [کیفیت العارفین مصنفہ حضرت شاہ عطاحسین ابوالعلائی]

سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہٗ

خلف سید محی الدین عرف قادر بادشاہ۔آپ کمل مشائخین متاخرین سے بڑے صاحب تصرفات وعالی درجات تھے۔حضرت سیدنا غوث الصمدانی کی اولاد میں تھے۔ ۱۱۵۰ھ میں تولد ہوئے۔سات برس کی عمر میں آپ کے چہرے سے آثارِ بزرگی نمایاں تھے۔ایام طفلی میں آپ نے اپنے جد امجد کے سایۂ عاطفت میں تربیت پائی۔اور فیض قادریہ سے مستفیض ہوئے۔جب کہ فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے جمیع اذکار واشغال کو سیکھا،مراتب سلوک کے درجات اور وصول الی اللہ کے درجات طے کیے۔

انیس برس کی عمر میں آپ بہمہ صفات موصوف تھے۔۱۱۷۱ھ میں آپ اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین ہوئے۔اور مریدوں کو فیض باطنی پہنچانے میں مصروف ہوگئے۔رات کو عبادت وریاضت میں اور دن کو مریدوں کی تعلیم وارشاد میں گزار دیتے تھے۔

آپ نے شریعت کو ہمیشہ طریقت پر مقدم رکھا۔اور اس شعر کے پیرو رہے۔

شریعت را مقدم دار اکنوں
شریعت از طریقت نیست بیروں

اکثر اوقات آپ سے عجیب وغریب قسم کے کشف وکرامات ظاہر ہوئے۔ حیدر آباد کے اُمراوٴ رؤسا آپ کے معتقد ومرید تھے۔ آپ کا آستانہ کشایش مطالب کے لیے مشہور تھا۔ آپ کی حضوری مریدوں کے لیے عجیب فیض بخش تھی۔ آپ کا حال اکثر ملفوظات میں تحریر ہے۔ ۲۱/ ذی قعدہ ۱۲۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حیدر آباد دکن میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ قطعہ رحلت ؎

شاہ موسیٰ بودبس روشن ضمیر　　رخت رحلت بست چوں زیں دارو گیر
با دل غم ناک تاریخ وفات　　گفت ہاتف بود ایں شیخ کبیر

[مشکوٰۃ]

مولانا سید شاہ حسن رضا ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ عالم علوم ظاہری وباطنی، صاحب زہد وتقویٰ اور پیکر صبر ورضا تھے۔ سید شاہ عبد اللہ رضوی مشہدی متوطن فتوح پور محلّہ رائے پور آپ کے والد ماجد تھے۔ آپ نے ایام طفلی میں فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ اپنے والد سے حاصل کیا۔ جب عالم شباب کو پہنچے تو جملہ علومِ درسیہ سے فراغت پائی۔ حضرت صوفی محمد منعم ابوالعلائی کی خدمت میں آئے، بزرگانِ ابوالعلائیہ کا فیض پایا اور خرقہ خلافت باطنی سے سرفراز ہوئے۔

سید المشایخ کے خطاب سے آپ مشہور تھے۔ جب تک مرشد حیات تھے، ان کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتے۔ جذباتِ صحو سکر عشقیہ آپ کے مزاج پر غالب تھا؛ مگر پنج وقتہ صلات واوراد ووظائف ودروسِ مثنوی معنوی جاری تھا۔ کبھی شریعت سے قدم باہر نہ

رکھا۔ آپ کے خلفا میں شاہ رحمت اللہ، مولوی عبدالرحمٰن لکھنوی، سید شاہ علی اور سید شاہ شمس الدین عظیم آبادی وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۸ر محرم ۱۲۱۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ قصبہ فتوح رائے پور پرگنہ عظیم آباد میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [کیفیت العارفین]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ

آپ کمل بزرگانِ متاخرین نقش بندیہ مجددیہ سے ہیں۔ آپ حضرت مرزا جان جاناں شہید کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا نسب چند واسطوں سے حضرت مخدوم جلال الدین پانی پتی تک پہنچ جاتا ہے۔ علم ظاہری میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ علوم باطن میں ممتاز وقت، یگانۂ عصر، جامع شریعت وطریقت، اور دانائے حقیقت ومعرفت تھے۔ تفسیر مظہری، مالابدمنہ، ارشاد السالکین، تذکرۃ الموتی وغیرہ رسائل تصوف آپ کی تصانیف سے ہیں۔

آپ اوائل عمر میں شیخ محمد عابد نقش بندی کے مرید تھے۔ پھر بارشارۂ مرشد مرزا کی خدمت میں پہنچے۔ پچاس توجہ میں آپ نے سیر سلوک کو تمام کرلیا۔ کہتے ہیں کہ اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے جمیع علومِ ظاہری کو حاصل کرلیا تھا۔ پھر خلافت باطنی لے کر اشاعت دین وفیض باطن میں مشغول ہوگئے۔

مرزا صاحب شہید سے آپ کو علَم الہدیٰ کا خطاب ملا تھا۔ مرزا صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ اگر خدائے تعالیٰ محشر میں مجھ سے سوال کرے گا کہ تو میری بارگاہ میں کیا تحفہ لایا تو عرض کروں گا کہ مولوی ثناء اللہ کو۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے آپ کو بیہقی زماں کا خطاب دے رکھا تھا۔ ۱۲۱۶ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ پانی پت میں مدفون ہیں۔ [انوارِ احمدیہ]

سید شاہ قاسم قادری قدس سرہٗ

خلف سید محمد قادری۔ آپ کمل مشائخین متاخرین سے ہیں۔ فیض ارادت وخلافت باطنی شاہ فخر اللہ قادری سے اخذ کیا اور فیض نقش بندیہ سید مرتضٰی دکنی سے پایا۔ حقائق وسلوک کا دریا آپ کے سینہ مبارک سے جاری تھا۔ رسالہ کنز الحقائق، مجمع النکات الصوفیہ وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔

آپ شب وروز اشغال واذکار میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے مریدوں کے ارشاد وتلقین میں ساری عمر بسر کردی۔ آپ کا فیض محیط عالمیاں ہے۔ ۱۰؍ربیع الاوّل ۱۲۱۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیرونِ حیدر آباد محلّہ رنمست پورہ میں آپ کا مزار ہے۔ [مشکوٰۃ]

قطب شاہ قادری قدس سرہٗ

آپ سورت کے مشاہیر مشائخین کرام سے ہیں۔ بڑے صاحب کمال اور جامع صفاتِ حسنہ تھے۔ آپ کا نام سید قطب الدین، متوطن پیران پٹن۔ آپ نے تحصیل علم ظاہری کے شوق میں سورت میں آکر قیام کیا۔ مفتی محمد نصر اللہ کی خدمت میں علومِ درسیہ سیکھا، پھر علم باطن کے شوق میں شاہ فاضل کے مرید وخلیفہ ہوئے۔

آپ کے مزاج میں انکساری وفروتنی از حد تھی۔ آپ کے وعظ میں اکثر لوگ توبۃ النصوح کرکے اُٹھتے تھے۔ آپ کی زبان نہایت پُر تاثیر تھی۔ صاحب وجد وحال اور کشف وشہود کے مقامات ومنازل آپ پر عیاں تھے۔

دور دور سے لوگ آپ کے حضور میں آتے اور فیض حاصل کرتے تھے۔ تصرفاتِ

ظاہری و باطنی آپ سے بکثرت ظاہر ہوئے۔مولوی جیلانی، سید احمد میاں قادری آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔ ۲۶ر جمادی الثانی ۱۲۱۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔سورت میں مسجد مرجان شاہی سے متصل آپ کا مزار پرانوار ہے۔

پیر بادشاہ قدس سرہٗ

خلف قادر بادشاہ۔آپ عارف باللہ بزرگ اور اپنے والد ماجد کی مسند طریقت کے سجادہ نشین ہیں۔سات برس کی عمر سے آپ کو مرغ لڑانے کا شوق تھا، اور اسی میں رات دن مشغول رہتے تھے۔ایک روز والد ماجد کے پاؤں میں مرغ کا چرکین لگ گیا، آپ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے پیر بادشاہ! اس کو دیکھو کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے بادب تمام فرمایا کہ کل یہ نہیں رہیں گے۔

دوسرے روز سب مرغ مردہ پائے۔آپ کے مزاج میں اکثر جلال رہا کرتا تھا؛ مگر وہ بھی اس روز سے جاتا رہا اور صورتِ جمالی پیدا ہوگئی۔آپ آدھی رات کو جنگل میں جایا کرتے اور وہاں اذکار و اشغال میں مصروف رہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک شعلہ نورانی عین ذکر کی حالت میں وہاں پیدا ہوتا تھا، اکثر لوگوں نے اسے اپنی آنکھ سے دیکھا۔اکثر اوقات آپ سے تصرفات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

یہ بھی مشہور ہے کہ اکثر لوگوں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ایک وقت میں کئی جگہ آپ موجود اور حاضر ہیں۔ نیز آپ نے اوراق بادشاہ صاحب قادری سے فیض باطنی وخرقہ خلافت قادریہ پایا تھا۔۱۵ر شوال ۱۲۱۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار بیڑ ملک دکن میں ہے۔

سید شاہ محمد یوسف باعلوی قدس سرہٗ

آپ بڑے بزرگ عارف باللہ ہیں۔آپ کے والد کا نام شاہ عبداللہ عریضی متوطن بیجاپور۔آپ نے فیض ارادت وخرقہ خلافت والد ماجد سے پایا۔ بیجاپور سے حیدرآباد آکر مولوی عبدالقوی کے مدرسہ میں علوم ظاہری کی تعلیم پائی۔علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے، کئی سال ملک عرب وعجم کی سیر کرتے رہے۔اور بہت سے بزرگانِ دین سے فیوضاتِ ظاہری وباطنی اخذ کیا۔

وہاں سے انا سمندر میں آکر حاجی رحمت اللہ سے فیض نقش بندیہ وقادریہ حاصل کیا، اورخرقہ خلافت سے مستفیض ہوئے۔آپ ہمیشہ طلبہ کو علوم دینیہ کا درس دیا کرتے تھے۔ وہاں سے حیدرآباد تشریف لاکر سکونت اختیار کی، اور طلبہ ومریدین کی تعلیم وارشاد میں مشغول ہوگئے۔

رسالہ فیض الحق آپ کی تصانیف سے مشہور ہے۔آپ کا سینہ فیض وبرکت کا دریا تھا۔جوکوئی آپ کی خدمت میں آتا، فیض سے محروم نہ جاتا تھا۔۳؍صفر ۱۲۱۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔بیرون حیدرآباد فتح دروازہ سے متصل آپ کا مزار پرانوار ہے۔

صادق علی شاہ قدس سرہٗ

آپ فقیر کامل اور درویش واصل تھے۔عالم شباب میں سپاہی کی خدمت پر مامور تھے۔جب عشق الٰہی نے آپ کے دل میں گھر کیا تو خاندانِ قادریہ میں سے ایک نو وارد مسافر شیخ بغدادی سے بیعت کی اور حلقہ ارادت میں آکران سے فیض حاصل کیا۔پیر کے ارشاد پر ذکر وشغل میں مصروف ہوئے۔پھر شاہ رضا کی صحبت میں آکر بارہ برس آپ نے ریاضاتِ شاقہ میں گزار دیے۔

اکثر اُمراے وقت اور حکام دکن آپ کی خدمت سے مستفید و مستفیض ہوتے رہتے تھے۔آپ کا وعظ معارف وحقائق میں ایک دریاے پُر جوش تھا۔ ہزاروں آدمی آپ کے آستانے سے فیض یاب ہوئے۔۵/محرم ۱۲۲۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیرون بلدہ حیدر آباد باغ بلکم پلی سے متصل آپ کا مزار ہے۔

سید غلام محی الدین قادری قدس سرہٗ

متوطن جنیر۔آپ مشاہیر علما اور اکابر عرفا سے ہیں۔ عابد، عارف، عالم، عامل اور صاحب شریعت وطریقت تھے۔جنیر سے اورنگ آباد میں آکر چند روز تک سکونت اختیار کی اور علم ظاہری حاصل کیا۔ وہاں سے علم کی تحصیل میں پورب کے ملک میں تشریف لے گئے اور مولانا کمال الدین و مولانا سعد الدین کے پاس جملہ علومِ درسیہ کی تکمیل کی۔

آپ عالم تجرد میں رہتے، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ پوری عمر عبادت وزہدو تقویٰ میں بسر کردی۔تحصیل علوم کے بعد مولانا فخر الدین چشتی کی خدمت میں آئے۔اور چند روز میں جمیع اذکار واشغال کی اجازت لینے کے بعد مولانا فخر کا اِشارہ پاکر حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید کی خدمت میں پہنچے، مرید ہوئے، چند روز اشغال واذکار نقش بندیہ کی تعلیم پائی اور خرقہ خلافت باطنی سے سرفراز ہوئے۔

حضرت مرزا کی رحلت کے بعد پھر مولانا فخر کی حضوری اختیار کی اور بہت سے فوائد حاصل کیے۔ ۱۱۹۱ھ میں باجازت مولانا فخر جنیر آئے، اور علومِ ظاہری وباطنی کا ایک مدرسہ جاری کیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیوضاتِ ظاہری وباطنی کو اخذ کیا۔

بیت اللہ کی طرف روانہ ہوکر وہاں حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔اور اکثر بزرگانِ دین سے فیض حاصل کیا۔ ۲۸/شوال ۱۲۲۰ھ میں آپ نے رحلت پائی۔جنیر میں آسودہ ہیں۔ [اِرشاد الطالبین]

شاہ کریم عطا چشتی قدس سرہٗ

یہ بڑے نامی بزرگ، کمل مشائخین ہندوستان سے ہیں۔ حضرت شاہ پیر محمد سلونی چشتی قدس سرہ سے فیض ارادت وخرقہ خلافت چشتیہ پایا۔ زاہد، عابد، متورع، صابر، شاکر، جامع علومِ ظاہری وباطنی اور متصف بصفاتِ جمیلہ تھے۔

پیر کی وفات کے بعد سجادۂ فقر پر جلوس فرمایا اور ہزاروں لوگوں کو فیض پہنچایا۔ ۶ رشوال ۱۲۲۱ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ سلون میں آسودہ ہیں۔ قطعہ تاریخ رحلت ؎

شنو کہ میر کریم عطا خلیفہ بود — بجائے حضرتِ پیر محمد نیکو

ششم عیاں چو دریں شش جہت شد از شوال — نہاں بمقصد وصلت بقصر خلد شد او

سنش نکوز الم سرفگندہ ہاتف گفت — باو کریم عطا کرد باب خلد بکو

سید محی الدین قدس سرہٗ

آپ مشائخین متصرفین سے ہیں۔ سیدنا غوثِ اعظم کی اولاد میں تھے۔ والد کا نام سید بڑے، سید منجن نادیری کے نسب میں مشہور ہیں۔ آپ نے نعمت خلافت قادریہ اپنے والد ماجد سے اخذ کیا۔ اور فیض چشتیہ اپنے خالو شاہ شریف اللہ چشتی سے پایا۔ بڑے ریاضت کش، چلہ نشیں، عابد وزاہد، اور ہمیشہ اذکار واشغال میں مشغول رہتے تھے۔ قائم اللیل اور صائم الدھر تھے۔ رحلت کے چند ماہ قبل آپ نے ماکولات کو ترک کردیا تھا، فقط شیر (دودھ) پر اکتفا کرتے تھے۔ خوارق وکرامات اکثر اوقات آپ سے ظاہر ہوئے۔ جو کوئی خدمت میں آتا فیض پاتا تھا۔ ۱۴ رصفر ۱۲۲۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار نادیر میں مزار شاہ نور محمد چشتی سے متصل مشہور ومعروف ہے۔

مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ

آپ اکابر مشائخین متاخرین سے ہیں۔ صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ حضرت مخدوم شاہ محمد منعم ابوالعلائی کے خلیفہ کامل، اور مخدوم شاہ شعیب شیخ پوری کے مرید وخلیفہ تھے۔ فیض ونعمت ابوالعلائیہ قادریہ رکھتے۔ اکثر لوگ خدمت میں آکر مستفیض وفائز المرام ہوتے۔ ۱۲۲۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم شاہ حسین علی قدس سرہٗ

آپ شیخ پورہ تعلقہ مونگیر ضلع بہار کے رہنے والے جامع شریعت وطریقت اور بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔ دس برس کی عمر میں عظیم آباد کے درمیان طالب علمی کرتے تھے۔ ایام طفلی میں آپ سے عجیب وغریب خوارقات رونما ہونا شروع ہو گئے تھے۔ فرماتے تھے کہ کسی وقت دیواریں میری نظر کے سامنے آئینہ بن جاتی ہیں اور کوسوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

آپ نے موضع شیخ پورہ میں آکر اپنے والد سے فردوسیہ طریق کی نعمت اخذ کی۔ روز وشب تعلیم وتربیت طلبہ میں مصروف رہتے تھے۔ جب قطب العالم شاہ محمد منعم عظیم آباد کو تشریف لائے، آپ بھی اُن کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور فیض صحبت مرشد سے مقامِ ارشاد پر پہنچ گئے۔ پیر نے بیعت کے بعد آپ کو علومِ باطنی کی نسبت توجہ اور نعمت بزرگانِ سلسلہ ابوالعلائیہ سے بھرپور کر دیا۔

مقامات سلوک وعرفان اور اشغال واذکار کے سارے آپ کو معلوم کرائے گئے۔ غرض! آپ کی ذات مشائخین متاخرین میں بس غنیمت تھی۔ بہت سے لوگوں نے آپ

کی خدمت میں آکر فیض باطنی حاصل کیا۔حکیم سید فرحت اللہ، اور سید شاہ سلطان احمد وغیرہ آپ کے کمل خلفا سے مشہور ہیں۔ ۲۸؍ربیع الاوّل ۱۲۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار عظیم آباد محلّہ گھاٹ خواجہ کلاں لب دریا مشہور ہے۔

خواجہ قاضی محمد عاقل چشتی قدس سرہٗ

خلف محمد شریف جیو۔آپ مشاہیر شیوخِ کرام عالی مقام سے ہیں۔آپ کا لقب کوریچہ ہے،اور قوم قریش سے تھے۔ جامع علومِ ظاہری وباطنی، صاحب تصرفات وخوارق وعادات، زاہد وعابد اور مرتاضِ زماں تھے۔تمام عمر مریدوں کی تلقین وارشاد میں بسر کردی۔سماع کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے۔

آپ نے ریاضت ومجاہدۂ شاقہ کیا ہے۔صبر وتوکل کی حالت میں زندگی بسر کی۔ آپ نے فیض باطنی وخرقہ خلافت مخدوم نور محمد مہاروی چشتی سے اخذ کیا تھا۔اور اُن کی خدمت میں چندروز رہ کر درجۂ کمال پر پہنچ گئے تھے۔

کتابوں کے اندر آپ کے عجیب وغریب حالات مرقوم ہیں۔آپ کے کمل خلفا سے خواجہ گل محمد کرخی چشتی احمد پوری ہیں جن کے فیوضات وبرکات کے انہار ہندوستان میں آج بھی جاری ہیں۔۸؍رجب ۱۲۲۹ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔مٹھن کوٹ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

خواجہ شاہ محمد محمود چشتی قدس سرہٗ

آپ کمل مشائخین متصرفین متاخرین سے ہیں۔آپ شاہ محمد مراد چشتی کے مرید و خلیفہ تھے۔علومِ ظاہری میں آپ دست گاہ کامل رکھتے۔ایام طفلی سے عشق ومحبت الٰہی نے

آپ کے دل پر نقش بٹھا دیا تھا۔ آپ کے دل میں جو کچھ محبت دنیا تھی سب محو ہوگئی۔ جو زبان سے نکل جاتا وہی ظہور میں آ جاتا۔

سماع کے دوران اکثر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی۔ آپ کی نظر کیمیا اثر جس پر پڑ جاتی اس کے دل سے دنیا کی محبت زائل ہوجاتی تھی۔ آخر عمر میں جاذبِ حقیقی اورنگ آباد سے سورت کی طرف لے گیا۔ چند سال وہاں سکونت کی، ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ چندے پیرانِ پٹن میں جا کر کوس مشیخت بجا دیا، وہاں بھی فیوضات صوری و معنوی کا دروازہ کھول دیا۔ لوگ دور دراز سے آتے اور فیض پاتے تھے۔

پھر چند سال کے بعد سورت میں آ کر قیام کیا۔ عجیب وغریب کشف و کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔ آپ طی الارض وغیرہ میں مشہور تھے۔ ۳رذی الحجہ ۱۲۲۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔ شہر سورت محلّہ رام پور میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

سید محمد ثالث قدس سرہٗ

مشہور دست گیر عالم۔ آپ شاہ صبغۃ اللہ ثانی کے فرزند ہیں۔ ۱۱۷۷ھ میں تولد ہوئے اور والد کی خدمت میں رہ کر جمیع علومِ صوری کو حاصل کیا۔ علم ظاہری کی تکمیل کے بعد فیض باطنی وخرقہ خلافت شطاریہ اخذ کیا۔ آپ جامع شریعت وطریقت تھے۔ آپ کے تصرفات زبان زدِ خاص وعام ہیں۔

آپ کی مہمان نوازی مشہور ہے کہ کسی بھی مذہب وملت کا مسافر آتا آپ اس کی ضیافت کرتے تھے۔ مسلمان ہوتا کھانا کھلاتے اور دوسری قوم کا ہوتا تو اسے کچا سیدھا برتا دیا کرتے تھے۔

آپ کی خانقاہ میں ہزاروں لوگ کھانا پاتے تھے۔ سید علی محمد ثانی اور سید حبیب اللہ

وغیرہ آپ کے مشاہیر خلفا میں ہیں۔ ۳۰ر جمادی الاول ۱۲۳۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار تاجپورہ میں والد ماجد شاہ صبغۃ اللہ ثانی کے مزار سے متصل ہے۔

شاہ عبدالرحمٰن قادری کشمیری قدس سرہٗ

آپ مادرزاد ولی، اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ ایام طفلی میں ولایت کے آثار آپ سے نمایاں تھے۔ سیر و سیاحت کے شوق میں اپنے وطن کشمیر سے نکلے، ہندوستان کی طرف آئے، حضرت شاہ محمد روشن قادری کی خدمت میں پہنچے، مرید ہوئے اور چندے پیر کی خدمت میں رہے۔ ریاضت و مجاہدہ کیا، جمیع مراتب سلوک اور مقامات و درجاتِ باطنی طے کر کے مقامِ عالی پر پہنچے۔

پیر نے جب ہر قسم کے اذکار و اشغال کی تعلیم اور انھیں ہونہار دیکھا تو فیض باطنی و خرقہ خلافت قادریہ سے سرفراز کر کے وطن جانے کی اجازت دے دیا۔ جب آپ کشمیر کی طرف روانہ ہوئے، چند سال کوہ مارمولہ میں سکونت کی، چلہ میں بیٹھے اور وہاں بڑی بڑی ریاضتیں کیں۔

وہاں جو کچھ مل جاتا اسی پر قناعت، صبر اور شکر و توکل کے ساتھ جمے رہے۔ اکثر اوقات برگِ درختاں پر زندگی گزارتے تھے۔ آپ سے تصرفاتِ ظاہری و باطنی بکثرت صادر ہوئے۔

ایک روز آپ کے مرید میر بہاء الدین نے سوال کیا کہ ابوالوقت کے کیا معنی ہیں، اور وہ کون ہے؟ فرمایا: ابوالوقت وہ شخص ہے کہ تمام اموراتِ عالم کون و فساد کا مختار ہو، جو کچھ کہ اس کی خواہش ہو ویسا ظہور ہو۔ اسی اثنا میں آپ نے تیقن قلب مرید کے واسطے اپنا کف پائے مبارک زور سے زمین پر مارا۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت زمین کو شدید زلزلہ

اطرافِ عالم میں ظاہر ہوا۔ ۷؍شعبان ۱۲۳۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار کشمیر میں ہے۔ [فتوحاتِ قادری]

سید شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہٗ

خلف سید شاہ آل محمد مارہروی۔ آپ بزرگانِ کاملین ومشائخین متصرفین سے ہیں۔ آپ اپنے والد ماجد کی خدمت میں رہ کر فیض علومِ ظاہری وباطنی نیز خرقہ خلافت قادریہ سے سرفراز ہوئے۔ ۱۱۳۱ھ میں تولد ہوئے، گیارہ سال جدامجد کی تربیت میں پرورش پائی، اوران سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ جدامجد نے اپنی کلاہِ مبارک آپ کے سر پر رکھ دی، جس کی برکت سے آپ کورشادت پیدا ہوئی۔ والد کے رحلت فرما جانے کے بعد آپ نے مسندارشاد پر جلوس فرمایا اور سجادۂ فقر کو خوب زینت بخشی، اس وقت آپ کی عمر چونتیس سال کی تھی۔ تمام مشائخین عصر کے درمیان آپ معزز وممتاز رہے۔

آپ کی بزرگی کا شہرہ سن کر لوگ دور دور سے آپ کے حضور میں آتے اور فیض پاتے تھے۔ آپ کا آستانہ حاجت مندوں کے لیے ایک پُر فیض مخزن بن گیا تھا۔ آپ کی ریاضت کا یہ حال مرقوم ہے کہ بارہ برس تک اپنے آپ کو کنویں میں لٹکا کر صلوٰۃِ معکوس پڑھتے رہے۔ چنانچہ پیرمبارک میں رسی کے نشان نمودار تھے۔ ۱۷؍ربیع الاوّل ۱۲۳۵ھ میں آپ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ قصبہ مارہرہ میں آپ کا آستانہ فیض بخش عالمیان ہے۔ [عمدۃ الصحائف]

صوفی احمد اللہ ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ عارف باللہ اور بڑے کامل بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے

فیض اجازت وخرقہ خلافت ابوالعلائیہ منعمیہ حاصل کیا؛ مگر کم سن تھے، اس لیے آپ کے برادرِ نسبتی صوفی شاہ روشن علی نے - جوصوفی محمد دائم کے داماد اور خلیفہ کامل تھے - اپنے سایۂ عاطفت میں چند روز رکھ کر آپ کی تربیت کی۔

اپنی تمام دولت آپ کی خوشنودی میں صرف کردی، اور مریدوں کے مشورے سے صوفی احمد اللہ کو مسند ارشاد پر اپنا جانشین کردیا۔ حلقہ وتوجہ میں کمالِ انتظام رکھتے تھے، یہاں تک کہ صوفی احمد اللہ رشادت وکمالیت کے درجے پر پہنچے، اور پھر ایک عالم نے آپ سے فیض پایا۔

۵رشعبان ۱۲۳۰ھ میں شاہ روشن علی کا انتقال ہوا۔ ڈھاکہ میں اپنے مرشد کے پاس آسودہ ہیں۔ اور صوفی احمد اللہ ۵رشعبان ۱۲۳۸ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ اور ڈھاکہ میں اپنے والد کے پاس آسودہ ہیں۔ [کیفیت العارفین]

خواجہ حافظ سید محمد حسینی قدس سرہٗ

آپ شیخ محمد روشن چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ موضع ڈسکھ ہریاد کے رہنے والے، اور حافظ کلامِ ربانی تھے۔ جب آپ پر ذوق وشوقِ الٰہی غالب ہوا، اپنے وطن سے روانہ ہوئے، بہلول پور میں پہنچے اور شیخ محمد روشن چشتی کی خدمت میں حاضر ہوکر فیض ارادت وخرقہ خلافت چشتیہ اخذ کیا۔ قصبہ سنام میں آکر سکونت اختیار کی اور ہدایت وارشاد خلایق میں مشغول ہوئے۔

نسخہ مواعظ الصالحین ملفوظ شیخ ناصر الدین میں مرقوم ہے کہ آپ بڑے زاہد وعابد، اور کمل مشائخین متاخرین سے ہیں۔ عجیب وغریب خوارقات آپ سے ظاہر ہوئے۔ ایک عالم نے آپ سے فیض پایا ہے۔ ۱۷رمضان ۱۲۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار سنام میں محمود نبوی صاحب کی خانقاہ کی جانب مشہور ہے۔

شاہ عبداللہ عرف غلام علی شاہ نقش بندی قدس سرہٗ

خلف سید عبداللطیف متوطن وتالہ۔ آپ اکابر مشائخین متصرفین متاخرین سے ہیں۔ آپ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کے مرید وخلیفہ تھے۔ جملہ مراتب سلوک طے کر کے دہلی میں سکونت اختیار کی اور حضرت مرزا مظہر کے جانشین ہوئے۔ تمام عمر دہلی میں رہے۔ ابوابِ ہدایت وارشاد لوگوں پر کشادہ کرتے رہے۔ اور وہ فیض کا چشمہ جاری کیا کہ ہزاروں تشنگانِ فیض باطن آپ سے سیراب ہوئے۔ گویا آخر زمانہ میں ہند کی ولایت آپ کی ذات پر ختم ہوئی۔

بے شمار خوارق وکرامات آپ سے وقوع پذیر ہوئیں۔ چنانچہ کتاب احوال مظہر جانِ جاناں میں لکھا ہے کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بیمار کی صحت کے لیے عرض کیا۔ حضرت اس وقت نان وکباب تناول فرمارہے تھے، اس میں سے ایک نان اور تھوڑا کباب اس عورت کو بطورِ تبرک دے دیا، جب وہ گھر میں آئی تو دیکھا کہ کباب حلوہ بن چکا ہے۔ جانا کہ مریض جاں بر نہ ہوگا، ویسا ہی ظہور میں آیا۔ اسی طرح آپ کے عجیب خوارق اکثر کتابوں میں تحریر ہیں۔ ۲۲ رصفر ۱۲۴۰ھ میں وفات ہوئی۔ دہلی میں آپ کا مزار ہے۔

مولوی شاہ محمد رمضان مہمی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر شیوخِ کاملین اور اکابر علمائے دین سے ہیں۔ قصبہ مہم کے رہنے والے تھے۔ ہریانہ میں آپ کی بزرگی کا شہرہ بہت ہے۔ قوم راج پوت جو سخت متعصب رانگر مشہور ہے، آپ کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہوئی۔

آپ کا وعظ ایسا پُر تاثیر ہوتا تھا کہ جو اسے سن لیتا کفر وشرک، بت پرستی اور بدعقیدگی سے توبہ کر لیتا۔ بڑے زاہد، متقی، پرہیز گار اور جامع شریعت وطریقت تھے۔ ہزارہا لوگوں نے آپ کی خدمت میں آکر توبہ کی، اسلام قبول کیا، اور آپ کے مرید ہوئے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ بیت اللہ کے حج سے مشرف ہوکر ہند کی طرف واپس ہوئے، جہاں جاتے لوگ مستفیض ومستفید ہوتے تھے۔ جب مندسور میں پہنچے، تو وہاں ایک روز مجلس میں وعظ فرمارہے تھے کہ ایک بُہرے دشمن دین نے آپ پر بندوق چلائی اور اس کی گولی سے آپ نے ۱۲۴۰ھ میں شہادت پائی۔ مریدوں نے وہاں سے آپ کی لاش کو اُٹھا کر قصبہ مہم میں لاکر دفن کیا۔ تاریخ رحلت ؎

جناب شاہ رمضاں قطب آفاق — سراپا معرفت عرفاں مآبی
ظہور از بہر تاریخ شہادت — خرد گفتہ خسوف آفتابی

مولانا غلام مرتضیٰ زبیری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین متاخرین دکن سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام حافظ محمد ابراہیم تھا اور آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔ عابد وزاہد، سرحلقہ اہل عرفاں، وحید العصر اور شیخ کامل مشہور ہیں۔

آپ کو علومِ ظاہری وباطنی میں کمال حاصل تھا۔ مریدوں کی تعلیم عرفان وہدایت میں شہرۂ آفاق تھے۔ آپ نے فیض ارادت وخرقہ خلافت شطاریہ مخدوم شاہ عبد اللہ حسینی علوی بیجاپوری سے حاصل کیا۔ ۱۱ ر جمادی الثانی ۱۲۴۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بیجاپور میں آسودہ ہیں۔ [روضہ]

سید شاہ سلطان احمد ابوالعلائی قدس سرہٗ

خلف سید شاہ غلام حسین ابوالعلائی۔ آپ کمل بزرگانِ ابوالعلائیہ سے ہیں۔ خورد سالی میں علومِ رسمیہ کو اپنے والد ماجد سے سیکھا۔ علم ظاہری کی تحصیل کے بعد مخدوم شاہ حسن علی کی خدمت میں آئے۔ شب و روز عبادت و مجاہدہ میں رہے۔ منازلِ سلوک طے کر کے آپ سے بیعت کی، اور فیض خرقہ خلافت ابوالعلائیہ اخذ کیا۔

چند روز اموراتِ عدالت میں کسی کام پر مقرر تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک شب خواب میں دیکھا کہ مخدوم شاہ حسن علی تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ اے عزیز! تو دنیا کی محبت میں ایسا آلودہ ہوگیا ہے کہ ہمارا نام بھول گیا۔

آپ خواب سے گھبرا کر اُٹھے، عہدے کو استعفیٰ دی اور داناپور میں آکر خانہ نشیں ہوگئے۔ شب و روز یادِ الٰہی میں مشغول رہتے، پھر کبھی کسی دنیادار سے ملاقات نہ کی، اور نہ دنیا کی محبت کو دل میں جگہ دی۔ بقولِ بزرگ ؎

چاہتے ہیں جس کو بلاتے ہیں یوں
شربت دیدار پلاتے ہیں یوں

اکثر اوقات آپ پر عالم استغراق طاری رہتا۔ اکثر بزرگوں کی ارواح آپ سے ملنے آتیں۔ مشاہدۂ ارواحِ مشائخین سے اکثر بار آپ بے ہوش ہوجاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار تین روز تک آپ عالم بے خودی میں پڑے رہے۔ تین روز گزرنے کے بعد جب چوتھا دن آیا تو آپ ہوشیار ہوئے اور عباداتِ الٰہی میں مصروف ہوگئے۔

کسی لامذہب بدعقیدہ سے آپ کی تکرار ہوئی، اور اس نے آپ کو زہر کھلا دیا۔ اس کے اَثر سے ۵/ذی الحجہ ۱۲۴۱ھ کو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ داناپور میں آسودہ ہیں۔ آپ کا مزار جائے پُرفیض ہے۔

مولوی سید نور قادری قدس سرہٗ

آپ جامع علوم شریعت وطریقت، بزرگِ عصر اور عالم کامل تھے۔ مولوی رفیع الدین دہلوی سے علوم ظاہری کو حاصل کیا۔ جب کہ فیض ارادت وخلافت قادریہ چشتیہ مولوی عبدالقادر دہلوی سے اخذ کیا۔ دہلی سے حرمین شریفین کو تشریف لے گئے۔ حج وزیاراتِ اماکنہ متبرکہ کے بعد ہند کی طرف لوٹے اور ناسک میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔

بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے مستفیض ہوئے۔ چنانچہ میرے جد امجد سید عبداللہ حسینی اور نواب صادق علی خان وغیرہ نے آپ ہی سے فیض ارادت قادریہ پایا اور سند خلافت حاصل کی ہے۔

آپ بارہ سال ناسک میں رہے۔ متوکل، صابر، قانع، اور شب وروز عبادت وزہدو تقویٰ میں مصروف رہے۔ کبھی دنیاداروں سے اختلاط نہ رکھا۔ آپ کے حضور میں سوائے قال اللہ وقال الرسول کوئی اور ذکر نہ تھا۔ آپ کی خدمت دل کو فیض پہنچانے والی تھی۔ ۱۲۴۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ ناسک میں کوکنی پورہ کی مسجد کے صحن میں آسودہ ہیں۔

اسی شہر میں شاہ دودھا' دھاری درگاہ میں، امین شاہ چشتی باغبان پورہ میں، پیر مُہنا قبرستان میں، سُرخ ابدال ندی کے پار مسکین شاہ کے تکیہ میں آسودہ ہیں۔

خواجہ گل محمد چشتی احمد پوری قدس سرہٗ

خلف مولوی اللہ یار چشتی۔ آپ اعظم مشائخین واکابر عارفین متاخرین سے ہیں۔ خواجہ قاضی محمد عاقل چشتی کے مرید وخلیفہ، بزرگِ عصر، صاحب خوارقات، متقی، متوکل، صابر، زاہد وعابد اور متشرع تھے۔

ہمیشہ طلبہ کی تربیت وارشاد میں مشغول رہتے۔آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی ہر سمت ہندوستان کے درمیان نمایاں ہیں۔نسخہ تکملہ شریف آپ کی تالیف سے ہے۔جس میں اپنے سلسلہ کے بزرگوں کا حال بخوبی مرقوم ہے۔۹رمحرم۱۲۴۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔احمد پور میں آپ کا مزار پرانوار فیض بخش عالمیاں ہے۔تاریخ رحلت ؎

مولوی شیخ گل محمد پیر — کرد در رفتن بہشت شتاب
لفظ تاریخ وصل او ہاتف — گفت مغفور بے حساب وجواب

سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ

متوطن ویلور۔خلف سید عبداللطیف ذوقی۔حضرت سیدنا امام علی نقی کی اولاد میں ہیں۔۱۱۸۶ھ میں تولد ہوئے۔آپ مشائخین عظام ومشاہیر ساداتِ کرام سے ہیں۔

آپ کے والد ماجد بڑے مال دار اور امیر کبیر تھے۔بیس برس کی عمر میں آپ کو جذب وشوقِ الٰہی پیدا ہوا، لاکھ روپے نقد اور کئی گھوڑے راہِ خدا میں دے دیے۔۱۲۳۵ھ میں ایک عالی شان مسجد ویلور میں بنوائی۔ برسوں نمازِ تہجد کے بعد تفسیر جلالین اور تفسیر رحمانی کا مطالعہ صبح کی نماز تک کیا کرتے۔آخر عمر میں جماعت ملامتیہ میں مجذوبِ کامل بن گئے۔ویلور میں آسودہ ہیں۔

غرض! سید شاہ ابوالحسن نے علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد علم باطن کی تعلیم پائی۔ جامع شریعت وطریقت تھے۔آپ کا زہد وتقویٰ مشہور ہے۔ روز وشب مریدوں کی ہدایت وارشاد میں مصروف رہتے۔آپ کا فیض اطرافِ مدراس کو محیط ہے۔۲۶رجمادی الثانی ۱۲۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔آپ کا مزار ویلور میں ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن چشتی لکھنوی قدس سرہٗ

خلف مولوی محمد حسن، ساکن پنجاب۔ آپ مشاہیر علماے کرام اور اکابر صوفیہ عظام سے ہیں۔ انوار الرحمٰن میں آپ کا حال مفصلاً تحریر ہے۔ اُنیس برس کی عمر میں آپ کو تحصیل علوم ظاہری کا شوق پیدا ہوا۔

سندھ میں شیخ محمد فاضل سے کتب درسیہ پڑھیں۔ مولوی اسد اللہ سے علم تفسیر وحدیث اور مولوی کلیم سے کتب فقہ، اصول اور عقائد پڑھا۔ پھر شہر بخارا کو جانے کا اِرادہ کیا لیکن قطب البلاد شاہ محمد نظیر کی بشارت سے دہلی آئے، اور قطب العصر شاہ فخر الدین چشتی کی خدمت میں استعدادِ کامل بہم پہنچائی، اور ان سے بیعت کی۔

رام پور میں مولوی محمود سے علم حدیث کی سند حاصل کی، اور مولانا شاہ عبدالعلی صدیقی سے فیض ظاہری و باطنی اخذ کیا۔ اکثر بزرگانِ وقت سے ہر سلسلے کا فیض باطنی آپ کو ملتا رہا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ خرچ نہ تھا، روزے کی نیت کر لی، دوسرے روز بھی کچھ فتوح نہ ملا، تین دن روزے پر روزہ رکھتے رہے، چوتھے روز کسی نے چند خر مہرے دیے، آپ نے اس سے نخود بریاں منگوا کر اپنے رفیقوں کے ساتھ اِفطار کیا۔

بعد ازاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خانقاہ میں اجمیر آئے۔ لنگر خانہ کا دلیہ ملا، تناول فرمایا۔ وہاں ایک اربعین مراقبہ میں بیٹھے رہے، اور جے پور میں مولانا فخر دہلوی کے خلیفہ کامل مولوی ضیاء الدین سے ملاقات کر کے ان سے فیض یاب ہوئے۔

اکثر بزرگوں کی ارواح سے آپ کو فیض باطنی اویسیہ نصیب ہوا۔ مشائخین ہم عصر میں آپ کی ذات فیض آیات جامع شریعت وطریقت تھی۔ آپ کے اوقات ہمیشہ اذکار

واشغال، عبادتِ الٰہی اور تربیت طلبہ ومریدین سے معمور رہے۔

مولوی انوار اللہ وغیرہ علما آپ کے مشاہیر خلفا میں ہیں۔ خوارقاتِ ظاہری وباطنی بکثرت آپ سے جلوہ گر ہوئے۔ مفتاح التوحید، جهد المقل، کلمۃ الحق، کاسرۃ الاسنان وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے معروف ہیں۔ ۶/ذی قعدہ ۱۲۴۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار مسجد پنداین لکھنو میں فیض بخش قلوبِ معتقدین ہے۔ تاریخ رحلت ؎

آں مرشد پاک عبد رحماں　　　اہل دل وصاحب مقامات

چو بہ سیر ملک لاہوت　　　زیں منزل خاک وجائے آفات

تاریخ سروش غیب بامن　　　گفت از سر جہد فانی ذات

شیخ طٰہٰ شطاری قدس سرہٗ

سیدنا امام محمد تقوی کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشائخین متاخرین دکن میں مشہور تھے۔ سید شاہ علی الدین شطاری ساکن ملھیر کے مرید وخلیفہ ہیں۔ زاہد وعابد، متقی وپرہیزگار، متوکل، ہمیشہ اوراد ووظائف اور اشغال واذکار میں مصروف رہتے تھے۔

مریدوں کی تلقین وارشاد میں تمام عمر گزاردی۔ اکثر ملک گجرات میں آپ کے سلسلے کا فیض جاری ہے۔ ۲۴/ربیع الاوّل ۱۲۴۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ چیلپار ضلع خاندیس میں آپ کا مزار ہے۔

حافظ موسیٰ چشتی مانک پوری قدس سرہٗ

آپ شیخ بھیک چشتی کے سلسلے میں ہیں۔ بڑے باخدا اور عارف باللہ ہوئے ہیں۔ آپ شیخ اعظم چشتی روپڑی کے مرید وخلیفہ تھے۔ ابتدائے حال میں صیقل گری کا کام کیا

کرتے اور اسی پر اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب جاذبِ حقیقی نے انھیں اپنی طرف کھینچا، تو ترکِ دنیا کر کے بہمہ تن عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے، اور شیخ اعظم چشتی روپڑی کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے۔ تکمیل کے بعد فیض چشتیہ حاصل کیا۔

کہتے ہیں کہ آپ کے جذب کا عالم یہ تھا کہ وجد وحال کے وقت جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی وہ مجذوب سرمست ہو جاتا۔ چنانچہ کئی شخص مثل کریم شاہ، اور محمد شاہ وغیرہ مجذوب ہوگئے۔ صدہا لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔ مولوی امانت علی امروہوی، خواجہ عبداللہ وغیرہ آپ کے خلفاے مشاہیر سے ہیں۔ ۱۶/ رمضان ۱۲۴۷ھ میں وفات پائی۔ قصبہ مانک پور میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

سید قطب الامام گیلانی قدس سرہٗ

آپ کا نام قطب الدین، خلف سید صدر الدین قادری۔ ۱۱۸۲ میں تولد ہوئے۔ آپ کمل اولیاے متصرفین سے ہیں۔ آپ قطب وقت، جامع علم ظاہری وباطنی اور صاحب کرامات وخوارق تھے۔ جذب واستغراق قوی رکھتے۔ دنیا اور اہل دنیا کی آپ کی نگاہ میں کوئی عزت ووقعت نہ تھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے جد سید عبدالرزاق بیمار ہوئے۔ سید صدر الدین نے جنابِ الٰہی میں دعا مانگی کہ اگر میرے والد اچھے ہوگئے تو میں اپنے لڑکے سید قطب الدین کو حضرت کے تصدق کر دوں گا۔ چنانچہ یہ دعا ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ چار سالہ سید قطب الدین یک دم اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پاؤں سے چل کر سات مرتبہ جد بزرگ کے گرد پھرے اور ان کی دستار اپنے سر پر رکھی۔

کہتے ہیں کہ سید عبدالرزاق نے صحت پائی اور جو کچھ نعمت باطنی سید عبدالرزاق نے

بزرگوں سے حاصل کیا تھا سب آپ کے سپرد کر دیا۔ رحلت جد کے بعد آپ سجادۂ مشیخت پر بیٹھے اور ہزاروں کو مستفیض و مستفید کیا۔ ۶؍ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ میں رحلت پائی۔

پہلے کوٹ بیگم میں مدفون تھے، پھر آپ کی نعش کو وہاں سے نکال کر حجرہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ آپ کا مزار حاجت برآری کے لیے اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے۔

سید شاہ نیاز احمد چشتی قدس سرہٗ

آپ علوی سید ہیں۔ عالم علومِ ظاہری و باطنی اور مشاہیر مشایخین متاخرین متصرفین سے تھے۔ حضرت مولانا فخر الدین چشتی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ عشق الٰہی میں ہمیشہ سرشار رہتے۔ آپ کے والد کا نام حکیم سید شاہ رحمت سرہندی ہے۔ ایام طفلی میں والد کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ والدۂ ماجدہ نے آپ کی پرورش کی اور مولانا فخر کی خدمت میں آ کر تعلیم و تربیت کے واسطے انھیں سپرد کر دیا۔

آپ نے سترہ برس کی عمر میں علومِ ظاہر کو حاصل کر لیا۔ انیس برس کی عمر میں مولانا فخر الدین چشتی سے بیعت کی۔ چند سال مرشد کامل کی خدمت میں رہے۔ جمیع علومِ باطن کی تکمیل کے بعد سلوک کے درجات و مراتب طے کیے اور خرقہ خلافت چشتیہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ اپنے پیر سے رخصت ہو کر بانس بریلی کی ولایت پر مامور ہوئے۔ یہاں آ کر آپ ہدایت و ارشادِ خلایق میں مصروف ہو گئے۔ ممالک دور دراز مثلاً کابل، قندھار، شیراز، اور بدخشاں کے لوگ آپ کے حضور میں آتے اور فیض ظاہری و باطنی پاتے تھے۔

سلسلہ چشتیہ کو آپ سے بڑی رونق ملی۔ آپ کا فیض ہر جگہ پہنچا۔ پھر آپ نے شاہ عبداللہ بخاری سے رام پور جا کر خرقہ خلافت قادریہ اخذ کیا۔ انوار العارفین میں تحریر ہے

کہ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے جو بڑی زاہدہ و عابدہ تھیں فیض باطنی پایا تھا۔

اکثر اوقات آپ پر محویت غالب رہتی تھی۔ کلامِ توحید برملا کہتے تھے۔ مشائخین متاخرین میں آپ جیسا شیخ کامل خاندانِ چشت میں کم ہوا ہے۔ آپ جامع شریعت وطریقت تھے۔ آپ کے تصرفاتِ ظاہری و باطنی مشہور اور آپ کے انوارِ ولایت جابجا نمایاں ہیں۔ ۶/ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار بانس بریلی میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

شاہ ابوسعید مجددی دہلوی قدس سرہٗ

خلف صفی القدر۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشائخین کاملین اور مشاہیر بزرگانِ متاخرین سے ہیں۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب نقش بندی سے فیض ارادت نقش بندیہ حاصل کیا اور پھران کے سجادۂ مشیخت پر جلوس فرما کر مریدین کے ارشاد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

علوم ظاہری فقہ وحدیث وتفسیر میں طاق اور علومِ باطن میں شہرۂ آفاق تھے۔ مفتی شرف الدین دہلوی، اور مولوی رفیع الدین دہلوی سے علومِ ظاہری سیکھا۔ خوارقات عجائب آپ سے نمایاں ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات سے خلق خدا نے بہت فیض پایا ہے۔

ایک مرتبہ آپ رام پور اپنے وطن سے بسواری عرابہ سنبل کو جا رہے تھے، شام کے وقت دریا پر پہنچے، کشتی وملاح حاضر نہ تھے۔ حضرت نے گاڑی بان کو حکم کیا کہ بہلی کو دریا میں ڈال دے، اس نے انکار کیا اور عرض کی کہ دریا میں گاڑی ڈالنا موجب بربادی جان ومال ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں بھی اسی گاڑی میں بیٹھا ہوں تو کچھ اندیشہ نہ کر۔ چنانچہ اس

نے گاڑی دریا میں ڈال دی۔ اور وہ گاڑی حضرت کی توجہ سے پانی چلتی رہی جس طرح زمین پر چلتی تھی۔ جب آپ دریا سے اُترے تو گاڑی بان ہندو تھا اس نے فوراً آپ کے ہاتھ پر اِسلام قبول کیا، شرک سے توبہ کی اور آپ کا مرید بھی ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ آپ آخر عمر میں بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ جب حج و زیارتِ حرمین شریفین سے واپس آئے، مقام ٹونک پہنچے۔ اور وہیں ۱۲۵۰ھ میں اِنتقال فرمایا۔ مریدین آپ کی لاش کو دہلی لائے، اور حضرت غلام علی شاہ صاحب کے مزار کے قریب آپ کو دفن کیا۔

شاہ محمد آفاق نقش بندی قدس سرہٗ

آپ کے والد کا نام احسان اللہ۔ حضرت خازن الرحمت محمد سعید نقش بندی کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشاہیر مشائخین کرام اور اکابر علماے عظام سے تھے۔ مشائخین متاخرین میں آپ جیسا شیخ کم ہوا ہے۔ جامع علومِ ظاہری و باطنی، اور صاحب تصرفات تھے۔ ۱۱۶۰ھ میں تولد ہوئے۔ دہلی میں نشو و نما پائی، اور وہیں علما و فضلاے کبار سے علومِ ظاہری اخذ کیا۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقش بندی کی خدمت بابرکت میں پہنچے، اور ان سے بیعت کر کے چندروز خدمت میں حضوری اختیار کی۔ ریاضت و مجاہدہ کی تکمیل اور اشغال و اذکار نقش بندیہ مجددیہ کی تعلیم کے بعد آپ پیر کے منظور نظر بن گئے۔ اور خرقہ خلافت سے فیض یاب ہوئے۔ کچھ روز حضرت میر درد کی صحبت میں بھی رہے، اور فوائد باطنی اخذ کیے۔

آپ تمام عمر طلبہ کی تعلیم و تربیت اور مریدین کی ہدایت و ارشاد میں مصروف رہے۔

آپ کا آستانہ فیض و برکت کا مخزن بنا ہوا تھا۔ ہزاروں لوگ دور دراز ملکوں سے وہاں آتے اور فیض پاتے تھے۔

شیخ الوقت مولانا حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی آپ کے کمل خلفاے مشاہیر سے ہیں۔ آپ کے انوارِ فیوضات ہندوستان میں جابجا نمایاں ہیں۔ ۸؍محرم ۱۲۵۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ شاہ جہاں آباد دہلی میں مسجد مغل پورہ کے عقب میں آپ کا مزار فیض بخش قلوبِ عارفاں ہے۔

سید عبدالرحمٰن قادری قدس سرہٗ

آپ کا وطن کشمیر۔ خلف سید عبدالرحیم قادری۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشائخین متاخرین میں مشہور، صاحب برکت اور جامع شریعت وطریقت ہوئے ہیں۔ اپنے والد ماجد سے فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ اخذ کیا۔

سات بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ بمبئی میں آکر متوکلانہ زندی بسر کی، توکل وصبر وقناعت پر ثابت قدم رہے۔ تمام عمر مریدوں کی ہدایت وارشاد میں مشغول رہے۔ قادریہ، نوربخشیہ وچشتیہ کا فیض باطن وخلافت حضرت مخدوم فریدالدین گنج شکر سے حاصل کیا تھا، جو شیخ محمد گجراتی احمدآبادی کے خلیفہ تھے۔

احمدنگر اورنگ آباد وغیرہ ملک دکن وکوکن میں آپ کے مریدین ومعتقدین بکثرت ہیں۔ ۲۶؍ربیع الاول ۱۲۵۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ بمبئی میں گورے ملا کی مسجد کے صحن میں آسودہ ہیں۔ (راقمِ اوراق کے جد مادری ہیں)

مولوی عبداللہ قدس سرہٗ

آپ مشاہیر علما و اکابر زہاد سے ہیں۔ متوکل و قانع اور عابد و زاہد تھے۔ علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد درویشی کے میدان میں قدم رکھا۔ مسجد جامع اُمراؤتی ملک برار میں سکونت اختیار کی۔ روز و شب عبادتِ الٰہی، اور قرآن خوانی میں مشغول رہتے۔ غربا و مساکین کو کھانا کھلاتے اور موسم سرما میں ان کو رضائیاں اور اونی کپڑے دیا کرتے تھے۔ بڑے صاحب برکات و فیوضات تھے۔

تمام عمر لوگوں کی حاجت برآری میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ۱۲۵۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ امراؤتی میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت از حضرت امجد حسین خطیب ایلچپوری۔

مولوی عبداللہ صاحب قدوہ علمائے دیں
عارف و متوکل و سرحلقہ اہل یقیں

قانع و مرتاض و باذل زبدۂ ارباب دل
خلق او ہم رنگ خلق رحمۃ للعالمیں

رفت ہستی چوں بسوے جنۃ الماویٰ کشید
ازفراقش شد جہانے سینہ ریش و دل حزیں

بہر استقبال رضواں تا در جنت رسید
گفت یا مولانا طبتم فادخلوہا خالدیں

صوفی لقیت اللہ ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ کمل مشائخین و اولیاے متصرفین سے ہیں۔ جامع شریعت و طریقت تھے۔ اپنے مرشد طریقت صوفی محمد دائم متوطن ڈھاکہ کی رحلت کے بعد مسند ارشاد پر جلوس

فرمایا۔فیض اجازت وخلافت باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ملک بنگال میں آپ کے فیوضات ظاہری وباطنی کے چشمے جاری ہیں۔

۱۲۴۰ھ کو زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔اور وہاں سے آکر سلسلہ ابوالعلائیہ کے معمولات،توجہ واشغال واذکار کی کامل طور سے اشاعت شروع کردی۔ ہزاروں لوگ آپ سے فیض ہوئے۔

آپ سے بہت سے کشف وکرامات ظاہر ہوئے۔جب کوئی مریض آپ کے روبرو خستہ حال روتا ہوا آتا،ایک نگاہ پڑتے ہی ہنستا ہوا گھر چلا جاتا تھا۔صبروتوکل،قناعت وتحمل آپ کے مزاج میں بدرجۂ کمال تھا۔فقیر کے رنگ میں بالکل ڈوبے ہوئے تھے۔دنیا اور اہل دنیا سے کم محبت رکھتے اور کمالِ نفرت رکھتے تھے۔اپنے روز وشب کے اوقات آپ اذکار واشغال اور مریدوں کے ارشاد وہدایت میں بسر فرماتے تھے۔۲۶/رجب۱۲۵۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ڈھاکہ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ [کیفیت العارفین]

شاہ رؤف احمد نقش بندی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر بزرگانِ دین اور اکابر علمائے متقین سے ہیں۔حضرت شاہ غلام علی شاہ نقش بندی کے مرید وخلیفہ تھے۔علومِ ظاہری وباطنی میں یگانۂ وقت تھے۔کتاب در المعارف،تفسیر رؤفی اور دیوان نعتیہ رافت آپ کی تصانیف سے مشہور روزگار ہے۔

شاہ غلام علی نے خرقہ خلافت نقش بندیہ عطا کرنے کے بعد انھیں شہر بھوپال پر مامور کیا۔آپ نے بارشادِ پیر روشن ضمیر وہاں جاکر قیام کیا۔اور صدہا طالبانِ حق کو فیض باطنی وارمنزل قربِ الٰہی پر پہنچایا۔آخرش بارادۂ حج بیت اللہ روانہ ہوئے۔جب جہاز دریاے محیط میں پہنچا،پیک اجل آیا اور مولانا موصوف اس جہانِ فانی سے ۱۲۵۳ھ میں رہ گزارِ عالم جاودانی ہوئے۔ [حدیقۃ الاولیاء]

خواجہ اللہ بخش سنامی چشتی قدس سرہٗ

آپ ہندوستان کے مشاہیر مشائخین متاخرین سے ہیں۔ آپ حافظ سید محمد چشتی صابری کے مرید وخلیفہ تھے۔ علم ظاہری کو مولانا شہاب الدین عرف سابو شاہ قادری سے اخذ کیا، اور ان سے فیض نعمت قادریہ وشطاریہ حاصل کیا۔ وہاں سے اپنے وطن سنام میں آکر یادِ الٰہی میں مشغول، اور خلق اللہ کی ہدایت وارشاد میں مصروف ہو گئے۔

آپ چشتیہ صابریہ میں بیعت کرتے تھے۔ آپ کی خلوت گاہ ہمیشہ ایک حجرہ میں ایک بھورہ کے درمیان رہتی، چنانچہ وہ بھورا اب تک موجود ہے۔ مواعظ الصالحین میں مرقوم ہے کہ آپ اپنے اصحابوں اور یاروں کو بقوتِ توجہ باطنی سے مقامِ اعلیٰ تک پہنچا دیتے تھے۔ ۲۰ ربیع الاوّل ۱۲۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ سنام میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

مولوی احمد معروف بہ سید میاں قدس سرہٗ

مولد ومتوطن پٹن گجرات۔ آپ مشاہیر علماے ربانی اور اکابر مشائخین گرامی سے ہیں۔ صاحب توکل وفقر، پیکر ریاضت وعبادت، صوفی مشرب اور عالی نسب ساداتِ موسوی سے تھے۔ علومِ ظاہری کو مولوی نصر اللہ، مولوی ظہیر الدین، قطب شاہ اور مولانا محمد ہادی سے حاصل کیا۔ جب تکمیل کر چکے تو خرقۂ خلافت قادریہ کا فیض حضرت قطب العصر سید قطب قادری سے اخذ کیا۔

اکثر اوقات درس وتدریس میں مرجان شامی کی مسجد میں مشغول رہتے۔ پیر کی رحلت کے بعد سورت میں آپ نے سجادۂ فقر پر جلوس فرمایا، اور بڑی رونق دی۔ آپ کا آستانہ مرجع فیض علومِ ظاہری وباطنی تھا۔ آپ کی ذات شریعت وطریقت کا مجمع البحرین

تھی۔تصرفات وخوارق بکثرت آپ سے جلوہ بار ہوئے۔بڑے صاحب برکت، عارف باللہ اور مخدوم العصر بزرگ تھے۔۱۵/ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔شہر سورت میں آسودہ ہیں۔تاریخ رحلت ۔

سرگروہِ پاک بازارنِ جہاں — سید احمد شد لقب سید میاں
صوفی وصاف از طریق قادری — شیخ عالی مقتدائے کاملاں
صاحب حل مقاماتِ فصوص — باوجود وحدت وکشف وعیاں
حافظ اوضاع شرعِ باصفا — درمعارف رہنمائے عارفاں
خمس عشر از شہر ذی الحجہ حرام — صبح یوم الاربع شد در جہاں
در جوار پیر خود شیخ الشیوخ — شاہ فاضل قطب شہ شد ہم قراں
گفت رضواں سال از اوجِ بہشت — سید احمد فاضل وقطب زماں

[سیر الاولیاء مصنفہ مولوی عبدالحکیم سورتی]

سید شاہ قمر الدین حسین ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ اکابر مشائخین متاخرین سے ہیں۔آپ کے والد کا نام سید شاہ شمس الدین ہے۔آپ نے علوم ِظاہری کو مولوی شاہ شعیب اللہ سے سیکھا۔سید شاہ یحییٰ سے فیض ارادت وخلافت ابوالعلائیہ رکھتے تھے۔سید شاہ حسن علی سے بھی فیض باطنی اخذ کیا تھا۔شاہ ابوالبرکات وحکیم فرحت اللہ ابوالعلائی سے بھی مستفیض تھے،اور جملہ مراتب سلوک حاصل کر کےان سے خرقہ خلافت پایا تھا۔

آپ عظیم آباد کے قطب الولایت تھے۔آپ سے خوارق وتصرفات بکثرت صادر

ہوئے۔ ہزارہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ ۲۰؍ شعبان ۱۲۵۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ عظیم آباد میں آپ کا مزارِ پر انوار ہے۔ تاریخ وفات ؎

روزِ ہجرانست یا شب تاریک   شمس یا در لباس ماتم ہست

چرخ می گوید از سرزاری   قمر دیں بنور حق پیوست

سید شاہ محمد غوث قدس سرہٗ

آپ درویش کامل آگاہ دل، جملہ صفات وخلق اللہ سے موصوف تھے۔ قصبہ زمانیہ علاقہ بنارس کے متوطن تھے۔ سید شاہ آل احمد سجادہ نشین قادری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ عنفوانِ شباب میں خدا شناسی کی تلاش میں اپنے وطن سے نکلے، مارہرہ شریف میں آکر مرشد کی خدمت میں مدت تک رہے۔ اکتسابِ فیوض وبرکات کرنے کے بعد خرقہ خلافت قادریہ سے مشرف ہوئے۔ نیز فیض اجازت قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقش بندیہ اور مداریہ بھی حاصل کیا۔

سیاحت کے شوق میں مدت تک پھرتے رہے، ہر ایک بزرگ سے ملتے اور فیض حاصل کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ پھر بدایوں کے قریب شیخو پورہ میں آکر قیام فرمایا، اور عزلت قبول کر کے کمالِ تجرد اور وارستگی وبے اعتنائی سے اوقات بسر کرتے تھے۔

خلق خدا کی فیض رسانی میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ پر لوگ دست غیب کا شبہہ کرتے تھے، چنانچہ آخر عمر میں آپ شیخو پورہ سے بدایوں چلے آئے، وہاں اسی شبہہ پر چوروں کی جماعت نے آپ کو سخت مجروح کیا۔

آپ نے چوروں کو مارے جانے سے قبل یہ ہدایت فرمائی کہ یہاں سے جلد چلے

جائیں، مبادا میرے قتل میں گرفتار ہوں۔ یہ ریاضت ومجاہدۂ نفس کا ثمرہ ہے کہ آدمی کے مزاج میں فروتنی پیدا ہوجاتی ہے، اور اپنے لیے غیر کی ایذا اور تکلیف کو قبول نہیں کرتا۔ ۵ر شعبان ۱۲۵۵ھ کو شہادت پر فائز ہوئے۔ بدایوں محلّہ بیروں بودلہ میں آپ کا مزار مشہور ہے۔ [عمدۃ الصحائف]

خواجہ نذر حسین شاہ قدس سرہٗ

آپ مدراس کے کمل مجاذیب سے ہیں۔ آپ گروہِ موسیٰ سہاگ شاہی کے فقیر تھے۔ شب وروز عبادت وریاضت میں مصروف، جذب وعشق الٰہی میں مستغرق اور خم خانۂ وحدت سے سرشار رہتے تھے۔ اہل دنیا سے کم التفات رکھتے، کبھی سوال نہ کیا اور نہ کسی سے کوئی شے مانگی، اور نہ ہی کسی کے گھر پر گئے۔

متوکل، قانع، صابروشاکر تھے۔ اکثر اوقات کشف وکرامات وخوارقِ عادات آپ سے ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ جو کچھ زبان پر آتا اسی کا ظہور ہوتا تھا۔ ۱۲۵۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بنگلور راجہ پلٹن کے میدان میں آپ کا مزار ہے۔

سید غلام علی شاہ قدس سرہٗ

خلف قطب العصر۔ سید شاہ موسیٰ قادری حیدرآبادی۔ آپ مشاہیر مشائخین متاخرین دکن سے ہیں۔ عالم علومِ ظاہری وباطنی تھے۔ ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مشغول اور اذکار واشغال میں مصروف رہتے تھے۔

علم سلوک وتصوف میں دست گاہِ کامل رکھتے تھے۔ اکثر بزرگوں کی علم عرفان پر کتابیں آپ کے پاس تھیں، اور اسی کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ

خوب پڑھتے تھے، اور حاضرین سن کر وجد و تواجد کرتے تھے۔

تفسیر سورۂ عیسیٰ و مریم، مشکٰوۃ النبوۃ وغیرہ رسائل سلوک آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔ مریدین کی تعلیم وارشاد میں کمالِ سعی فرماتے تھے۔ آپ کے مزار سے برکات عیاں ہیں۔ ۱۲۵۸ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ مزار حیدرآباد دکن میں مشہور ہے۔

میاں جی نور محمد چشتی جھنجھانوی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین کاملین سے ہیں۔ صاحب دل، ذاکر، شاغل، متوکل، صابر اور قانع تھے۔ حاجی عبدالرحیم چشتی کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے، اور اذکار و اشغال، نیز ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل کے بعد خرقہ خلافت باطنی سے سرفراز ہوئے۔ شب و روز عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

آپ شریعت وطریقت میں جامع، صاحب خوارق وتصرفات حالات وجذبات تھے۔ ہزار ہا لوگوں نے آپ سے فیض باطنی پایا تھا۔ آپ کا آستانہ فیض وبرکات سے معمور رہتا تھا۔ جو کوئی خدمت میں جاتا مستفیض ومستفید ہوتا تھا۔ مشائخین عصر میں آپ نہایت معزز وممتاز رہے۔ حاجی شاہ امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی آپ کے خلفا سے مشہور ومعروف ہیں۔ ۴؍شوال ۱۲۵۹ھ میں رحلت فرمائی۔ جھنجھانہ میں آسودہ ہیں۔

سید علی محمد ثانی قدس سرہٗ

خلف ثانی شاہ صبغۃ اللہ حسینی بیجاپوری۔ آپ مشاہیر سادات واکابر مشائخین عالی درجات سے ہیں۔ عابد وزاہد، اور صابر وشاکر بزرگ تھے۔ والد کی رحلت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ آپ نے اپنے بھائی دست گیر دوعالم کے سایۂ عاطفت

میں پرورش پائی۔علومِ ظاہری و باطنی کو حاصل کیا اور بیعت وفیض خلافت شطاریہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے اوصاف تمام اطرافِ عالم میں زبان زدِ خلائق ہیں۔آپ خدا کی جانب ایسے مستغرق رہتے کہ دنیا کے معاملات کی ذرا بھی آپ کو خبر نہ ہوتی۔ ہمیشہ عبادت وریاضت اوراذکار واشغال میں مصروف رہتے تھے۔آپ کے اوقات مریدوں کی تعلیم وارشاد سے معمور رہا کرتے تھے۔خوارق وتصرفات ہروقت آپ سے ظاہر ہوتے رہتے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ میسور کی طرف تشریف لائے اور وہاں چندے سکونت اختیار کر کے مریدوں کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ ۹رشوال ۱۲۶۲ھ کو آپ نے اس جہانِ فانی الوداع کہا۔ چھ ماہ کی میعاد سے وہاں زمین میں سونپ دیے گئے۔ چھ مہینہ پورا ہونے کے بعد مریدوں نے آپ کی نعش کو وہاں سے نکال کر تاج پورہ میں دفن کیا۔آپ کے خلفا میراں محمد ثانی حسینی اور شاہ برہان الدین حسینی وغیرہ مشہور ہیں۔

خواجہ محمد شاہ باریاب چشتی قدس سرہٗ

آپ خواجہ محمد نصریاب برہان پوری کے فرزند وخلیفہ تھے۔مشائخین کاملین متاخرین دکن سے ہوئے ہیں۔ بڑے نامی گرامی تھے۔۱۱۹۱ھ میں تولد ہوئے۔علم ظاہری کی تحصیل کے بعد اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور جمیع سلاسل کی اجازت ونعمت خلافت حاصل کی۔ والد کی رحلت کے بعد برہان پور میں سجادۂ مشیخت پر جلوس فرمایا،اور ہزار ہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔مدت تک مریدوں کی تعلیم وارشاد میں سرگرم رہے۔

عبادت وریاضت، زہدوتقویٰ اور صبر وتوکل وغیرہ آپ کا کام تھا۔ متاخرین مشائخین ہم عصر میں آپ کی ذات بس غنیمت تھی۔۱۲۴۴ھ میں حج بیت اللہ کو تشریف

لے گئے، وہاں سے واپس آکر چند روز بمبئی میں قیام فرمایا اور لوگوں کو فیض باطنی پہنچاتے رہے۔

سید عبداللہ حسینی، مولوی محمد اکبر سورتی سلطان الواعظین، ہلال الدین، حکیم عبداللہ شاہ وغیرہ آپ کے مشاہیر خلفا سے ہیں۔ ۲۱/ذی قعدہ ۱۲۶۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ برہان پور میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

آدم شاہ چشتی قدس سرہٗ

بڑے فقیر کامل اور درویش واصل باللہ تھے۔ آپ مست علی شاہ چشتی درویش کے مرید وخلیفہ ہیں، جن کا مزار بنگالہ میں ہے۔ صاحب شریعت وطریقت تھے، ہوش در دم نظر برقدم پر کمالِ مستقیم مزاج تھے۔ تمام اوقات دائم وضو اور قائم نماز رہے۔ سرودسماع کا بڑا شوق تھا، خود بھی اس فن میں کامل تھے۔

اکثر عمر سیر وسیاحت میں گزاری۔ ہر جگہ کے بزرگوں کی خدمت سے مستفیض ہوتے تھے۔ آخر عمر میں ناسک میں آکر قیام کیا۔ گوشہ قناعت میں بیٹھ کر یادِ معبود میں کمالِ استغنائی سے اپنی زندگی بسر کی۔ عمر بھر حالت تجرید وتفرید میں رہے۔ ۲۶/محرم ۱۲۶۶ھ میں رحلت فرمائی، اور ناسک میں مدفون ہیں۔

خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہٗ

خلف زکریا خان بن عبدالوہاب خان۔ آپ کمل مشائخین متاخرین اور مشاہیر عارفین چشتیہ سے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ نور محمد بھیل چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ کشف وکرامات، زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں مشہور تھے۔

آپ کا اصل وطن پہاڑی ملک میں موضع گرگوچھی ہے۔ ابتدائے حال میں قصبہ کوٹ مٹھن میں قاضی محمد عاقل چشتی کی خدمت میں حاضر ہوکر علم ظاہری حاصل کیا۔ علوم کی تحصیل کے بعد حضرت شیخ العصر نور محمد چشتی کی خدمت میں پہنچ کر مرید ہوئے۔ اور چند سال مرشد کی خدمت میں رہ کر وصول الی اللہ کے جملہ مراتب کی تکمیل کی، اور خرقہ خلافت چشتیہ سے سرفراز ہوئے۔

پیر کے حکم کے مطابق آپ نے قصبہ توسہ میں آکر سکونت اختیار کی۔ ہزاروں طالبانِ خدا کو فیض پہنچایا اور ہدایت کا راستہ بتایا۔ ہزاروں مسافر فقیر مساکین دووقتی کھانا آپ کے لنگر خانے سے کھاتے تھے۔ یہ فیض وبرکت ساری عمر جاری وساری رہا۔

غرض! حق تعالیٰ نے آپ کو وہ قبولیت عطا فرمائی کہ اس زمانے میں کسی کو حاصل نہ تھی۔ مشائخین کے درمیان آپ نے بڑا اعزاز پایا۔ تمام عمر خلق خدا کی ہدایت وارشاد میں بسر کردی۔ شیخ محمد یار، خواجہ شمس الدین سیالی، اور مولوی محمد علی وغیرہ آپ کے خلفا سے مشہور ومعروف ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک لاکھ سے زیادہ آپ کے مرید تھے۔ ۹رصفر ۱۲۶۷ھ میں ملک بقا کی طرف راہی ہوئے۔ توسہ میں آپ کا مزار پُرانوار زیارت گاہ عالم ہے۔ مناقب المحبوبین میں آپ کے حالات بخوبی مرقوم ہیں۔ معتقدین آپ کے مزار سے فیض وبرکت پاتے ہیں۔ آپ کا یہ تصرف آج بھی جاری ہے۔

شاہ سعد اللہ نقش بندی مجددی قدس سرہٗ

ساکن پکلی علاقہ کابل۔ آپ اکابر علما اور مشاہیر عرفا سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد کئی سال تک حضرت مخدوم عصر شاہ عبداللہ عرف

غلام علی شاہ نقش بندی مجددی کی خدمت میں رہے۔ فیض خرقہ خلافت کے حصول کے بعد حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔

پھر مرشد کے حکم کے مطابق حیدرآباد دکن میں آکر سکونت اختیار کیا۔ آپ کی خدمت بابرکت سے علما وفضلا بہرہ اندوز ہوتے تھے۔ آپ قادریہ، نقش بندیہ، اور چشتیہ وغیرہ جملہ سلاسل بزرگان کی اجازت رکھتے تھے۔

نواب ناصر الدولہ آپ کی ملاقات کا آرزومند رہا کرتا تھا لیکن آپ نے قناعت واستغنا کے سبب اس کی ملاقات قبول نہ کی۔ اور یومیہ وانعام وغیرہ بھی قبول نہ فرمایا۔ خرچ خانقاہ درویشاں وطلبہ صرف توکل پر چلتا تھا۔

مولوی محمد عثمان، مولوی میر اشرف علی، مولوی نیاز محمد بدخشانی، مولوی حسن علی، مولوی عبدالرحیم اور مسکین شاہ وغیرہ آپ کے مشاہیر خلفا میں ہیں۔ ہزارہا لوگ آپ کی خدمت میں آکر فیض یاب ہوئے۔ ۲۸ ر جمادی الاوّل ۱۲۷۰ھ میں رحلت فرمائے ملک جاودانی ہوئے۔ حیدرآباد دکن میں اپنی خانقاہ کے درمیان آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت از مولوی محمد خلیل الرحمٰن برہان پوری۔

شدہ شدہ سعداللہ صاحب بحق	ہدانا الی المذہب المستقیم
برفت از جہاں زبدۂ اولیا	بجنات عدنٍ و دارالنعیم
شہِ عابداں و مہِ عارفاں	شدہ واصل حق بفوز عظیم

[انوارِ احمدیہ]

صوفی دلاور علی شاہ ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ بڑے کامل درویش اور عارف باللہ ہیں۔ شاہ روشن علی ابوالعلائی سے فیض

ارادت وخرقہ خلافت رکھتے تھے۔مگر حضرت شاہ لقیت اللہ کی صحبت میں چندروز رہ کر آپ نے فیض باطنی پایااورخرقہ خلافت باطنی سے بھی سرفراز ہوئے۔

کہتے ہیں کہ پہلے آپ اپنے وطن کشمیر سے لاہور آئے اور وہاں سے جذبۂ شوق طلب حق آپ کو عظیم آباد کی طرف کھینچ لایا۔ بارہ برس کامل جنگل میں اذکار واشغال کے درمیان پھرتے رہے۔درختوں کے پتے کھاتے اور پانی پیتے تھے۔

جب مولانا شاہ زائر قطبی القادری کی صحبت نصیب ہوئی تو اذکار واشغال قادریہ کی برکت اجازت سے جذب جاتا رہا، اور آپ سالک ہوگئے۔حضرت سید شاہ قمر الدین حسین داناپوری کی خدمت میں چندے رہے اوران سے بھی فیض پایا۔

آپ پابند صوم وصلوٰۃ ہوگئے اور شریعت نبوی پر ثابت قدمی اختیار کی۔آپ نے ریاضت ومجاہدہ بہت کیا۔آپ قوت توجہ میں ممتاز تھے اور تمام مقامات سلوک ومدارج آپ کے طے کیے ہوئے تھے۔۱۲۶۱ھ میں حج بیت اللہ سے مراجعت فرمائی۔بمبئی میں چند ماہ رہے۔راقم کے والد ماجد سلمہ اور جدامجد مرحوم نیز بہت سے لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔

آپ کا حال عجیب وغریب تھا۔کبھی جذب میں آجاتے،اور کبھی سلوک میں رہتے تھے۔اپنے عصر میں شیخ کامل تھے۔آپ کو حرمین شریفین کے جانے کا دوبارہ شوق پیدا ہوا۔کلکتہ سے آگبوٹ میں سوار ہوکر روانہ ہوئے۔

جب حج سے فارغ ہوئے، مدینہ منورہ پہنچے۔ایک شب خفیف بخار آیا، آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ بندہ یہیں رہے گا۔یکا یک صبح کو حالت وجد میں آپ نے جاں بحق تسلیم کردی۔۴ر جمادی الاول ۱۲۷۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ جنت البقیع میں آسودہ ہیں۔ [کیفیت العارفین]

شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ

خلف ابوسعید مجددی۔ آپ مشاہیر مشائخین متاخرین سے ہیں۔ فیض ارادت وخلافت نقش بندیہ ومجددیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد مسند ارشاد وہدایت پر جلوس فرما ہوئے۔ ہزار ہا لوگ آپ کی خدمت میں آ کر فیض یاب ہوتے رہے۔ مشائخین عصر میں بڑے معزز وممتاز رہے۔

آخر عمر میں جب ۱۸۷۵ء میں انگریزی فوج کی شورش ہوئی، اور تمام شہر دہلی تہ وبالا ہو گیا تو حضرت بھی مع عیال واطفال وطن چھوڑ کر بیت اللہ کے لیے چلے گئے۔ اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔ آپ نے ارشاد وہدایت کا باب وہاں بھی کھول دیا اور کئی روز تک فیض رسانی خلایق میں مشغول رہے۔ ۷؍ربیع الاول ۱۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مکہ میں ہے۔

شاہ تراب علی قدس سرہٗ

خلف شاہ محمد کاظم قلندر علوی قادری۔ آپ درویش کامل اور عارف باللہ تھے۔ حضرت شاہ باسط قلندر سے فیض بیعت ورخرقہ خلافت چشتیہ وقادریہ حاصل کیا تھا۔ دیگر سلاسل کے بزرگوں سے بھی آپ کو فیض ملا تھا۔ تمام عمر توکل، صبر ورضا اور تحمل وشکر میں گزار دی۔ مدام ذکر معبود میں مصروف رہتے۔ تمام ملک اودھ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی سے لبریز ہے۔

آپ نے علوم ظاہری کو اساتذۂ عصر سے سیکھا تھا۔ دیوان تراب، مطالب رشیدیہ وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔ ۵؍جمادی الاول ۱۲۷۵ھ میں آپ کا

انتقال ہوا۔ کاکوری میں آپ کا مزار ہے۔ تاریخ رحلت ؎

ازوجودِ پاک آں قطب زماں — بر فلک گویا دماغ ہند بود
نور او بانورِ حق واصل شدہ — سال تاریخش چراغِ ہند بود

سید عبداللہ حسینی قدس سرہٗ

آپ راقم آثم کے جد امجد ہیں۔ خلف میر شمس الدین، ساداتِ حسینی نقوی سے ہیں۔ آپ مشاہیر مشائخین دکن سے تھے۔ علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ نے علومِ باطن کی تحصیل میں قدم رکھا، اور سیر و سیاحت کر کے ہر ایک بزرگ سے مستفیض ہوئے۔

آپ نے مولانا مولوی سید نور محمد خلیفہ مولانا عبدالقادر دہلوی سے فیض ارادت وخلافت قادریہ اخذ کیا۔ حضرت شاہ ظہور الحق اورنگ آبادی اور مولوی اسلمی مدراسی وغیرہ اکثر بزرگانِ دین سے فیوضاتِ ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ اور عمدۃ المشائخ حضرت سید محمد باریاب چشتی برہان پوری سے جمیع سلاسل کی اجازت لی۔ نیز حضرت صوفی دلاور علی شاہ ابوالعلائی سے خرقہ خلافت ابوالعلائیہ حاصل کیا۔

آپ بڑے متوکل، قانع، صابر اور شاکر تھے۔ آپ کا حال کیفیت العارفین میں مفصلاً مرقوم ہے۔ تمام عمر اشغال واذکار، عبادت وریاضت اور فقر و چلہ کشی میں گزار دی۔ اور درس وتدریس میں مشغول رہے۔ ۱۲۵۲ھ میں نواب مجگاؤں کے پاس بھی چند سال (درس) دیتے رہے۔

جامع المعجزات منظوم، ترجمہ منطق الطیر، دیوار اشعار اُردو وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ ۶ رشوال ۱۲۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ناسک میں رسول باغ کے درمیان آسودہ ہیں۔

آخوند مولانا حافظ محمد عمر قدس سرہٗ

المشہور شاہ سراج الحق قادری، خلف مولوی شیخ محمد فرید الدین۔ آپ مشاہیر مشائخین متاخرین اور اکابر عارفین قادریہ سے ہیں۔ صاحب شریعت وطریقت، اور جامع حقیقت ومعرفت تھے۔ زہدوتقویٰ، اورصبرورضا آپ کے مزاج میں جاگیرتھا۔

آپ ہمیشہ عبادتِ الٰہی، ریاضت اوراشغال واذکار میں مصروف رہتے۔ ۱۲۷۱ھ میں تولد ہوئے۔ ایام غدرتک والدین کی خدمت میں پرورش پاتے رہے۔ والد بزرگوار کی شہادت کے بعد اپنے پیرومرشد آخوند حافظ عبدالعزیز کی خدمت میں رہے۔

چار سال کی عمر میں انھوں نے بسم اللہ پڑھائی اور کچھ سیپارے قرآن مجید کے پڑھے۔ حافظ شرف الدین سے قرآن مجید کوختم کیا۔ کتب فارسی مولانا سید یار علی سے اور کتب عربی مولانا محمد کریم اللہ دہلوی سے پڑھیں۔ نیز مولوی محمد عبدالصمد مبارک پوری سے سند علم حدیث اخذ کی۔

آخوند عبدالعزیز سے فیض ارادت وخلافت حاصل کیا۔ ہمیشہ مریدوں کی تربیت وتعلیم میں مصروف رہتے۔ اپنے ہم عصر مشائخین میں معزز وممتاز تھے۔ دوردور سے حضور میں لوگ آتے اور فیض پاتے تھے۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔ [عمدۃ الصحائف]

محمد امام الدین شوقی چشتی قدس سرہٗ

خلف شاہ امام علی جھنجھوی۔ حضرت سلطان التارکین قدس سرہ کی اولاد میں ہیں۔ بڑے نامی گرامی مشائخین متاخرین چشتیہ صابریہ سے تھے۔ جھنجھو ملک شیخا واٹی آپ کا وطن ہے۔

آپ نے فیض ارادت وخرقہ خلافت چشتیہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ جامع علومِ ظاہری و باطنی، صاحب تصرفات وخوارق عادات تھے۔ فقروتوکل، اور صبر ورضا آپ کا شیوہ تھا۔ تھوڑی مدت میں آپ نے رشدوذوق پیدا کیا۔ اور ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے۔

آپ کے اوقات عبادتِ الٰہی سے معمور رہتے اور مریدوں کے ارشادوہدایات میں بسر ہوتے تھے۔ صدہا لوگ آپ کی خدمت سے مستفیض ہوئے۔ ۲/ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار جھنجھو میں ہے۔ قطعہ تاریخ رحلت ؎

قطب حق خواجہ امام الدین	فانی فی اللہ باقی باللہ
کرد طے منزل فنا فی الشیخ	ہم فنافی الرسول چوں آں شاہ
فضل حق شد کہ باز کرد عروج	بر درِ حضرتِ فنافی اللہ
از فناء الفنا عبور نمود	بر مقام علیٰ بقا باللہ
از قضاءِ گذاشتہ ناسوت	آں شہنشاہ واصل اللہ
پس مراقب شدم بعالم قدس	پئے تاریخ آں ولی اللہ
غوث الہام گشت بردلِ من	سید خلق شد بقاباللہ

عبدالصمد نقش بندی قدس سرہٗ

المشہور بر نمست خان۔ آپ کمل شیوخِ نقش بندیہ سے ہیں۔ بزرگِ عصر، عارف باللہ، صاحب ذوق وشوق اور حالات عجیب وتصرفاتِ غریب رکھتے تھے۔ اکثر آپ اسرارِ شریعت وطریقت بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی زبان میں خدا نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ جیسا فرماتے ویسا ہی ظہور میں آتا تھا۔

حضرت شاہ نامدار نقش بندی کی خدمت میں رہے، ریاضت ومجاہدہ کیا، جملہ اذکار و اشغالِ نقش بندیہ کی تعلیم پائی اور مرید ہوکر خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ صدہا لوگ آپ کی خدمت سے مستفیض ومستفید ہوئے۔ ۳/محرم ۱۲۸۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ تاریخ رحلت مصنفہ سید فضل حق نقش بندی۔

حضرت عبدالصمد کشافِ اسرارِ قدم　　آشنائے بحرِ عرفاں مخزن فضل وکرم
داشت نسبت باجناب نامدار محترم　　نقشبند وصاحب ارشاد در ہر سلسلہ
درمحرم شد ازیں دارِ فنا سوے اِرم　　روز یکشنبہ بتاریخ سیوم وقت زوال
بود طالب ہر یکے در رنج واندوہ والم　　در فراقِ صوری آن قدوۂ اہل صفا
کعبہ اہل طریقت قبلہ اہل کرم　　بہر تاریخش سر ہاتف فروگرویدو گفت

آپ کی مثنوی قلوبِ عارفاں کے لیے لذت بخش ہے۔

مولوی شاہ سلامت اللہ بدایونی قدس سرہٗ

خلف شیخ برکت اللہ صدیقی، متوطن بدایوں۔ آپ مشاہیر علما واکابر عرفائے کاملین سے ہیں۔ فیض ارادت ونعمت خلافت قادریہ سید شاہ آل احمد مارہروی سے رکھتے تھے۔ اساتذۂ عصر مولانا ابوالمعالی، مولوی مدن، مولوی ولی اللہ، مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی سے علومِ ظاہری اخذ کیا۔

آپ جامع علومِ ظاہری وباطنی تھے۔ تحریر الشہادتین، خدا کی رحمت، حقائق احمدیہ، بحر التوحید، اسرار العاشقین، اشباع الکلام وغیرہ رسائل مفیدہ آپ کی تصانیف سے مشہور ہیں۔

ہزارہا لوگ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی سے مستفیض ہوئے۔ آپ کی ذات

جامع شریعت وطریقت تھی۔ عجیب وغریب حالات رکھتے تھے۔ زہدوتقویٰ آپ کے خمیر وطینت کا حصہ تھا۔ تمام عمر درس وتدریس میں جٹے رہے۔

مولوی محمد شاہ عادل آپ کے کمل خلفاسے ہیں۔ ۳؍رجب ۱۲۸۱ھ میں رحلت فرمائی۔ کانپور میں اپنی مسجد کے صحن میں آسودہ ہیں۔

میر محمد حیات مدراسی قدس سرہٗ

آپ کمل شیوخِ کبار اور عرفاے نامدار سے ہیں۔ جامع علومِ صوری ومعنوی تھے۔ تمام عمر درس وتدریس، وعظ وتصنیف، زہدوتقویٰ اور عبادت وریاضت میں صرف کردی۔ متوکل، شاکر، صابر، متورع، اور شریعت مصطفویہ کے پابند تھے۔ مجموعہ عشرۂ مبشرہ، مجموعہ حضرات خمسہ، مجموعہ کشف کبریٰ وغیرہ رسائل سلوک وعرفاں آپ کی تصانیف سے یادگارِ زمان اور مقبولِ خاص وعام ہیں۔

آپ کا کلام اہل شوق کے لیے اَثر کامل رکھتا تھا۔ آپ کی ذات فیض آیات سے فیوضات وبرکات کے چشمے پورے ملک مدراس بلکہ دکن وکوکن میں جاری ہیں۔ ۱۲۸۱ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ ویلور میں آپ کا مزار پرانوار دیدۂ قلوبِ زائرین کے لیے فرحت بخش ہے۔

خواجہ شاہ امام علی چشتی صابری جھجوی قدس سرہٗ

خلف شاہ مدار عالم۔ آپ مشائخین نامدار عالی تبار سے ہیں۔ صوفی حمید الدین ناگوری سلطان التارکین کی اولاد میں جامع علومِ صوری ومعنوی تھے۔ آپ نے مولانا شاہ غلام بھیک چشتی کوڑھائی سے فیض ارادت ونعمت خلافت چشتیہ حاصل کیا۔ اورآخوند صاد

مولانا عبدالغفور سے نعمت باطنی اخذ کر کے کئی روز پیر کی خدمت میں رہے۔ ریاضت ومجاہدہ آپ نے خوب کیا۔

وہاں سے ہند کی طرف آئے، اور صوفی حسام الدین کی خدمت میں آکر مستفیض ہوئے۔ اوائل عمر میں حیدر آباد دکن کے درمیان کسی امیر کے پاس نوکر تھے۔ جب عشق الٰہی نے دل میں گھر کیا، تو ماسوی اللہ کے تعلق کو ترک کر کے فقر ودرویشی اختیار کی اور مدت تک سیر وسیاحت میں پھرتے رہے۔

جہاں کہیں کسی بزرگ کا نام سنتے وہاں جا کر ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔ مجمع البحرین فی مناقب الامامین میں آپ کا حال بہت تفصیل سے تحریر ہے۔ آپ کے تصرفاتِ ظاہری وباطنی اظہر من الشّمس ہیں۔

دکن وغیرہ میں آپ سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہوئے۔ ۱۰ر رمضان ۱۲۸۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ جھنجھو ملک شیخاواٹی میں آپ کا مزار زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ تاریخ رحلت ؎

قطب کون و مکاں امام علی	شیخ ہر دوجہاں امام علی
سال عمراست ہادی اول	نیز لفظ مجید داں اکمل
وصل آں فخر عارفاں می خواں	نیز خورشید سالکاں می داں

حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ

آپ کمل بزرگانِ نقش بندیہ سے ہیں۔ آخر صدی سیزدہم میں بڑے شیخ کامل ہوئے ہیں۔ علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ نے سلوک کے میدان میں قدم رکھا۔ شاہ احمد سعید نقش بندی کی خدمت بابرکت میں پہنچے، مرید ہوئے اور تھوڑے عرصے میں آپ کے

دل پر کشف ہوا۔ جمیع سلاسل بزرگان کی نعمت باطنی سے نوازے گئے، اور پیر کے منظورِ نظر ہوئے۔

کثرتِ ارشاد میں آپ ضرب المثل ہیں۔ ہزار ہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ شریعت پر ثابت قدم، متقی، اور عابد و پرہیز گار تھے۔ ۲۲؍شوال ۱۲۸۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ موضع موسیٰ زئی میں آپ کا مرقد عالی ہے۔

ہمداں شاہ مجذوب قدس سرہٗ

آپ مجاذیب کاملین سے حبشی الاصل ہیں۔ متوطن حیدر آباد دکن۔ عالم مجردی سے آپ کے دل پر جذب پیدا ہوا۔ عالم جذب میں کسی کامل کی نظر پڑتے ہی یکسوئی اختیار کر لی۔ سیر کرتے ہوئے ناسک تشریف لائے اور وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

متوکل، قانع، بے پروا، آزاد مشرب اور رات دن عالم سکر میں رہتے۔ لوہے کے سامان سے بھرا ہوا کمبل کا ایک گٹھا اپنے سر پر رکھے ہوئے گشت کیا کرتے تھے۔

کبھی کبھی لوہار کی دوکان پر جاتے، لوہے کا ایک ٹکڑا نکال کر لوہار کو دیتے اور فرماتے کہ اس کو بنا دے۔ جب وہ لوہار اس کو آگ میں سرخ کرتا اور گھن پر رکھ کر ہتھوڑا مارتا تو آپ اس سرخ لوہے پر ہاتھ رکھ دیتے تھے اور سرخ ہتھوڑے مارنے کا نشان بتاتے تھے۔ چنانچہ آپ کا یہ حال اکثر لوگوں نے بچشم خود دیکھا ہے۔

دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر رہتے۔ جو زبان سے نکلتا وہی ظہور پاتا تھا۔ ۷؍ربیع الاوّل ۱۲۸۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ناسک میں ہیل باوڑی سے متصل آپ کا مزار مشہور ہے۔

مولوی عبد الرشید نقشبندی قدس سرہٗ

خلف شاہ احمد سعید نقش بندی۔ آپ مشاہیر مشائخین کاملین نقش بندیہ سے ہیں۔ جامع علوم صوری و معنوی، اور مظہر حسنات و برکات تھے۔ کلام اللہ حفظ کرنے کے بعد علومِ ظاہری کو اساتذۂ عصر سے سیکھا۔ چند سال اپنے والد ماجد سے تعلیم علم باطن پائی۔ اور طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کے جملہ اشغال و اذکار حاصل کیے۔

ساتھ ہی آپ لطائف ستہ، سیر مراتب سلوک اور دوائر سبعہ عشرہ طے فرما کر خرقہ خلافت نقش بندیہ سے بھی سرفراز ہوئے۔ پیرانِ عظام سے ہر سلسلے کا جو فیض آپ کے والد ماجد کو پہنچا تھا وہ سب آپ کے سپرد کر دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ جب آپ اپنے وطن رام پور کو تشریف لائے، نواب حاجی دین محمد کلب علی خان بہادر مرحوم والی رام پور بکمالِ عقیدت مندی آپ کی خدمت بابرکت میں آ کر مرید ہوئے۔ اور علومِ باطن کو اخذ کیا۔ ۱۲۷۴ھ میں آپ بیت اللہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر کے مریدوں کی تعلیم وارشاد میں مشغول ہو گئے۔

آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی ہند اور ملک عرب میں مشہور و معروف ہیں۔ ۱۲۸۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مکہ معظّمہ میں آسودہ ہیں۔ آپ کے سن رحلت کی تاریخ یہ ہے: 'رونق منزل بہشت فزودٗ۔

مولانا شاہ سید محی الدین ویلوری قدس سرہٗ

آپ کا نام حاجی حافظ سید عبد اللطیف بن سید شاہ ابوالحسن ویلوری ہے۔ آپ سادات نقویہ سے ہیں۔ مشاہیر سادات عظام اور اکابر مشائخین کرام مدراس سے تھے۔

جامع علومِ ظاہری و باطنی، زاہد و متقی، شیخ العصر، حافظ قرآن اور حاجی حرمین شریفین تھے۔

آپ نے مدراس میں کتب علومِ درسیہ اساتذۂ عصر سے پڑھا۔ جب کہ علومِ حقائق و معارف کی شاہ ابوالحسن قادری کی خدمت میں تکمیل کی اور انھیں کے مرید ہوئے۔ بعد چندے فیض خلافت سے ممتاز ہوکر والد ماجد کی رحلت کے بعد سجادۂ مشیخت کو خوب زینت بخشا۔ ہزارہا لوگوں نے آپ سے فیض ظاہری و باطنی پایا۔ آپ نے عقائد باطلہ وہابیہ نجدیہ کی تردید میں کئی رسائل لکھے۔

آپ علما و مشائخین زماں میں معزز و ممتاز رہے۔ فصل الخطاب، جواہر السلوک، جواہر الحقایق وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے مفید انام ہیں۔ ۱۲۶۰ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور اپنے وطن ویلور میں آکر مخلوق کی ہدایت و ارشاد میں سرگرم ہوگئے۔ ۱۲۸۸ھ میں دوسری بار بقصد زیارت حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ پہنچے۔ ۱۱ محرم ۱۲۸۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مدینہ طیبہ میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

شہ محی الدین شیخ اکبر وقت — فائز بشہود رب ارباب
شد چوں بمدینہ فانی فی اللہ — گفتم کہ لغاب قطب الاقطاب

مولانا فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہٗ

خلف مولوی شاہ عبد المجید قادری۔ آپ عثمانی شیخ ہیں۔ مشاہیر علمائے ربانی اور اکابر فضلائے حقانی سے تھے۔ ۱۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ کتب علومِ درسیہ کی تکمیل مولوی نور الحق فرنگی محلی وغیرہ اساتذہ سے کی۔ شیخ مکہ مولانا عبد اللہ سراج، اور شیخ مدینہ مولانا شیخ محمد عابد سندھی مدنی سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ علم سلوک و عرفان اپنے والد ماجد سے پڑھا

اورانھیں سے فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ اخذ کیا۔

کئی بار حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ اور بکمالِ جذب وشوق بغداد جا کر حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ کے سجادہ نشین مولانا حضرت سید علی سے فیوضاتِ باطنی حاصل کیے۔ تمام عمر درس وتدریس اور مریدوں کے ارشاد وہدایت میں گزاردی۔

آپ نے عقائد باطلہ وہابیہ کے رد میں کئی رسائل تحریر فرمائے۔ بوارقِ محمدیہ، تصحیح المسائل، سیف الجبار، مستند معتقد، احقاق الحق، شرحِ فصوص، شرحِ عوارف وغیرہ آپ کی مشاہیر تصانیف یادگار زمانہ ہیں۔

مولوی فیض احمد بدایونی، مولوی سخاوت علی، مفتی اسد اللہ، شاہ احمد سعید، مولوی عنایت رسول چڑیا کوٹی، مولوی (عبدالفتاح گلشن آبادی معروف بہ) سید اشرف علی نقوی وغیرہ آپ کے تلامیذ مشہور ہیں۔ ۳؍ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ بدایوں میں آسودہ ہیں۔

خواجہ ناصر الدین سنامی چشتی قدس سرہٗ

آپ خواجہ اللہ بخش سنامی چشتی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ عالم علومِ ظاہری وباطنی تھے۔ سنام میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ بڑے معزز وممتاز تھے۔ صاحب وجد وسماع وذوق وشوق تھے۔ آپ شیخ قریشی اور قدیم متوطن سنام ہیں۔

پہلے سرکار پٹیالہ میں نوکر تھے۔ جب آپ کے دل پر شوقِ الٰہی نے غلبہ کیا تو نوکری ترک کردی، اور خواجہ اللہ بخش کی خدمت میں آکر بیعت سے مشرف ہوئے، اور چند روز بعد خرقہ خلافت چشتیہ صابریہ حاصل کیا۔

آپ شب وروز یادِ الٰہی اور ہدایت خلایق میں مشغول رہتے۔ اوائل میں آپ کے

مجاہدہ اور ریاضت کی یہ صورت تھی کہ رات کے وقت آپ غلبہ شوقِ الٰہی میں شہر سے باہر جنگل میں تشریف لے جاتے اور تمام رات وہاں اشغال واذکار میں مشغول رہتے تھے۔ علی الصباح اپنی مسجد میں حاضر ہوکر نماز پڑھتے اور بعد نمازِ اشراق درویشوں کے اسباق میں مصروف ہوجاتے تھے۔علم فقہ وحدیث میں آپ کا تبحر مشہور ہے۔

آپ کے مزاج میں خلق محمدی تھا۔ جو شخص آپ کے پاس آتا فیض پاتا تھا۔ کپڑے صوفیانہ رنگ کے پہنتے اور اکثر اپنے ہاتھ سے خود پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ خوارق وتصرفاتِ عجیب وغریب اکثر اوقات آپ سے جلوہ گر ہوتے۔ وہاں کے مسلمان اور ہنود سب آپ کے معتقد ومرید تھے۔۲۲؍رمضان ۱۲۹۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار سنام میں دروازہ خواجہ گوہر والے کے جانب میں مشہور ہے۔

آخوند حافظ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ

۱۲۱۱ھ میں آپ نے ولادت پائی۔آپ کے والد حکیم الٰہی بخش بن حافظ محمد جمیل شاہ جہان آبادی ہیں۔آپ مشاہیر علمائے کرام اور اکابر مشائخین عظام سے ہیں۔آپ کا نام شاہ مقبول احمد قادری ہے۔ جملہ اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے۔آپ نے فیض اِرادت وخرقہ خلافت قادریہ کو حضرت سید شاہ محمد غوث قادری سے اَخذ کیا۔

آپ نے آخوند برہان کے پاس قرآن مجید کو نو سال کی عمر میں حفظ کیا۔اور مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی سے سورۂ بقرہ کا آخر رکوع پڑھا۔مولانا محمد کریم اللہ دہلوی سے علومِ ظاہری کی تحصیل کی۔مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا حاجی محمد اسحٰق سے کتب حدیث پڑھیں۔

کتب علم تصوف وسلوک آپ نے اکثر اربابِ باطن سے اخذ کیں،اور جمیع سلاسل

بزرگان کی نعمت سے مشرف ہوئے۔ نیز اکثر ارواح بزرگانِ پاک سے آپ نے فیض اویسیہ حاصل کیا۔ صاحب زہدوتقویٰ اور جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ کشف وکرامات اورخوارقِ عادات آپ سے بکثرت ظاہر ہوئے۔

ایام شباب میں بارہ سال تک آپ نے دوازدہ تسبیح کا ذکر بالجہر فرمایا۔ ابتدائی زمانہ اذکار واشغال میں ایک سبز نقاب چہرے پر رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ شغل کے بعد بے اختیار چہرے سے نقاب اُٹھ گیا، شیشہ گلاب جو بمواجہہ شریف رکھا تھا پرتو نظر ہیبت اَثر سے فوراً شق ہوگیا۔

ایام ضعف وناتوانی کے باوجود ذکر جہراورتاثیر ضرب لا الٰہ الا اللہ سے حاضرین محفل پرصورت ارتعاش اوردرودیوار کوجنبش معلوم ہونےلگتی تھی۔ ایام شباب میں آپ نے بڑی سخت ریاضتیں کیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ بشفقت مادری طعام ہائے لذیذ وروغنی آپ کے واسطے پکا کر رکھتی تھیں۔ عشا کے بعد وہ طعام آپ کسی غریب مسافر کوخفیہ طریقے سے کھلا کر خود تمام شب حبسِ دم وریاضت شاقہ میں مصروف رہتے تھے۔ ایسے سخت مجاہدہ وریاضت آپ نے کیں تب رتبہ کمال حاصل ہوا۔ ۱۰؍محرم ۱۲۹۶ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار دہلی میں شہر سے باہر خواجہ محمد باقی باللہ کے مزار کے پاس ہے۔ [عمدۃ الصحائف]

سید غوث علی شاہ قلندر قادری قدس سرہٗ

آپ کا نام خورشید علی۔ خلف سید احمد حسن۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد میں، مشاہیر مشائخین متاخرین سے ہیں۔ ۱۲۱۹ھ میں تولد ہوئے۔ جامع علومِ ظاہری وباطنی، واقف اسرار طریقت ومعرفت تھے۔

مولوی محمد حیات، مولوی محمد اسماعیل، مولوی محمد اسحاق اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے علومِ ظاہری کی تحصیل کی۔ دہلی ہی میں سید فدا حسین شاہ سے سلسلہ سہروردیہ میں مرید ہوئے۔ میر اعظم علی شاہ سے نعمت خلافت قادریہ اخذ کیا۔

مولوی حبیب اللہ شاہ کی خدمت میں چند روز رہے، اور فیض نقش بندیہ حاصل کیا۔ آپ نے ریاضت ومجاہدہ بہت کیا، اور سلوک کے تمام درجات طے کرنے کے بعد مریدوں کے ارشاد وہدایت میں مصروف ہو گئے۔

آپ کے اندر زہد وتقویٰ کمال کا تھا۔ شریعت نبوی پر ثابت قدم رہے۔ تذکرۂ غوثیہ میں آپ کے حالات بسط کے ساتھ مرقوم ہیں۔ ۲۶/ ربیع الاوّل ۱۲۹۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ پانی پت میں آسودہ ہیں۔

مولوی میر اشرف علی نقشبندی قدس سرہٗ

خلف مولوی میر سلطان علی۔ آپ مشائخین متاخرین میں بڑے نامی گرامی شیخ ہوئے ہیں۔ جامع علوم ظاہر وباطن خصوصاً علم معرفت، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے والد مولوی میر سلطان علی رئیس کرناٹک ٹیپو سلطان کے پاس ملازم تھے۔ اُس وقت میر اشرف علی نے فن سپاہ گری میں کمال حاصل کیا تھا۔ اخیر میں تمام محبت دنیوی کو چھوڑ کر حضرت مخدوم العصر شاہ سعد اللہ نقش بندی کی خدمت میں پہنچے اور مرید ہوئے۔ بکمال توکل وصبر ورضا وثابت قدمی فیض باطنی حاصل کیا۔ ایک ہفتہ میں دو چار وقت کھانا کھاتے؛ مگر کسی کو اس کی آگاہی نہ ہوئی۔ اور اپنے کسب ومحنت سے جو کچھ ملتا اُسی پر قناعت کرتے اور ہمیشہ مریدین کی تربیت وارشاد میں مشغول رہتے تھے۔

مصارف خانقاہ وطلبہ از حد زیادہ رہتا تھا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے

پہنچا تا تھا۔نواب افضل الدولہ مرحوم نے بار ہا خدمت میں آنے کا اِرادہ کیا؛ مگر آپ دنیا داروں کی صحبت سے انکار کرتے رہے۔اہل دل کے واسطے دنیاداروں کی صحبت زہر کا کام کرتی تھی،توکل کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔اور مریدوں کوتاکید فرمائی تھی کہ دنیاداروں کی صحبت دل کوسیاہ وسخت کردیتی ہے۔

نقل ہے کہ حیدرآباد دکن میں جب مرضِ وبا نے زور پکڑا اور صدہا آدمی لقمہ نہنگ اجل ہونے لگے۔ایک صاحب علم ان کی خدمت میں پہنچے،اور عرض کی کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ یہ مرضِ وبا شہر سے دور ہو جائے۔آپ نے تبسم کیا،اسی روز سے مرض میں کمی ہوئی اور وبا سے شہر پاک وصاف ہوگیا۔

ہزار ہا لوگ آپ کی خدمت میں آکر بیعت سے مشرف ہوئے۔کشف وکرامات وخوارق آپ کے مشہور ہیں۔۱۹رذی قعدہ ۱۲۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔حیدرآباد دکن میں شاہ سعداللہ نقش بندی کے مزار کے پاس آسودہ ہیں۔تاریخ رحلت از مولوی عبدالکریم والاؔ۔

نائب ممتاز سعداللہ شاہِ نقش بند
رفت زیں دارِفنا چوں بہر گلگشت جناں

زد رقم سال وصالش کلک والائے حزیں
سید اشرف علی شد سوئے مولا از جہاں

مولوی شمس الدین چشتی سیالوی قدس سرہٗ

آپ مشاہیر مشائخین متاخرین میں بڑے شیخ اجل اور درویش کامل تھے۔حضرت شاہ سلیمان چشتی سنگھڑی کے مرید وخلیفہ ہیں۔مخدوم زماں، جامع علوم صوری ومعنوی اور

صاحب تصرفات تھے۔ ہمیشہ شریعت پر ثابت قدم، اور ریاضت وعبادت واشغال واذکار میں مصروف رہتے تھے۔ خانقاہ میں مریدوں کو ارشاد وہدایت فرماتے تھے۔

آپ کی ذات بابرکات حکیم روحانی تھی۔ جو کوئی خدمت میں دردو شوقِ الٰہی کا مریض جاتا، آپ کی عین عنایت وحضوری سے شفا پاتا تھا اور اس کے دل میں یادِ خدا کا ایک لقلقہ ہو جاتا تھا۔ دور دراز سے لوگ آپ کے آستانے پر حاضر ہوتے اور فیض پاتے تھے۔

مولوی خواجہ سید لطف علی شاہ چشتی ہراتی آپ کے خلفا سے مشہور ہیں۔ ۲۴ر صفر ۱۳۰۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ سیالکوٹ میں آپ کا مزار قلوبِ زائرین کے واسطے فرحت بخش ہے۔

سید شاہ برہان الدین چشتی قدس سرہٗ

خلف سید علی محمد ثانی صبغۃ اللّٰہی۔ آپ اکابر مشائخین ساداتِ کرام اور عرفاے متاخرین عالی مقام سے ہیں۔ جامع علومِ ظاہر و باطن، زاہد و عابد، صابر وشاکر اور قانع تھے۔ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد مسند ارشاد کو خوب زینت بخشی۔ آپ کا آستانہ مرجع خاص وعام تھا۔

۱۲۲۵ھ میں تولد ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں والد ماجد سے فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ وشطاریہ اخذ کیا۔ آپ کی ذات بابرکات سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔

نواب محمد منور خان پرنس ارکاٹ آپ کے مریدین سے ہیں، اور اسی خاندان کے اکثر حضرات آپ سے مستفیض تھے۔ تصرفاتِ ظاہری وباطنی بکثرت آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ ملک مدراس ودکن آپ کے فیض سے معمور ہے۔ تصرفاتِ برہانی میں آپ کا حال بخوبی مرقوم ہے۔

۱۳؍ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ میں رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ تاجپورہ میں سید شاہ علی محمد ثانی کے مزار کے پاس آسودہ ہیں۔ آپ کے خلفا سید شاہ محمد، شاہ سیف اللہ قادری، سید شاہ محی الدین، سید شاہ حیدر علی، اور شاہ حضرت سید عزیز اللہ مشہور و معروف ہیں۔

سید عطا حسین ابوالعلائی قدس سرہٗ

آپ کا نام سید عبدالرزاق، والد کا نام سید شاہ سلطان احمد ہے۔ آپ مشاہیر مشائخین میں بڑے رُتبہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔ زاہد، متقی، پرہیزگار، صابر و شاکر، قانع اور جامع شریعت و طریقت تھے۔

علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد سولہ برس کی عمر میں اپنے جد اَمجد حضرت سید غلام حسین ابوالعلائی مرحوم سے بیعت کی۔ سید شاہ مراد علی اور مولوی عزیز الدین حیدر سے علومِ ظاہری کی تعلیم پائی۔ چند سال کے بعد آپ کو فقر کا شوق پیدا ہوا، اَشغال واَذکار و ریاضت شروع کر دیا۔

مرشد نے فرمایا کہ قطب العصر سید قمر الدین حسین ابوالعلائی کے حلقے میں ہر روز بیٹھا کرو۔ آپ چند روز پیر کے حکم کے مطابق حلقہ میں بیٹھتے رہے۔ بزرگوں کی برکات نظر اِلتفات سے نسبت قلبی و توجہ غیبی کمال کو پہنچی۔ جملہ سلاسل کی نعمت باطنی و فیض خلافت آپ کو عنایت فرمائی۔

۱۲۶۰ھ میں آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ پا پیادہ وطن سے روانہ ہوئے۔ سیر کرتے ہوئے ہر جگہ کے بزرگوں سے ملتے ہوئے ناسک پہنچے۔ یہاں چند روز ٹھہرے، اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ پھر بمبئی جا کر قیام فرمایا۔ وہاں بھی ابوالعلائیہ کے فیض کو خوب لٹایا۔ بہت لوگ آپ کی خدمت سے فیض یاب ہوئے۔

میرے والد ماجد نے آپ سے بیعت کی اور فیض خلافت ابوالعلائیہ سے سرفراز ہیں۔ بزرگانِ ابوالعلائیہ کا حال کیفیت العارفین میں مفصلاً مرقوم ہے۔ آپ کی توجہ میں خدا نے بڑی تاثیر دی تھی۔ جس پر نگاہ کرتے فوراً مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تھا۔ آپ کے فیوض و برکات سے ملک دکن وکوکن لبریز ہے۔ ...۱۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ صاحب گنج گیا میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

شاہ فضل رحمٰن نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

خلف شاہ اہل اللہ، شیخ صدیقی ہیں۔ مشاہیر اولیاے متصرفین اور اکابر فضلاے کاملین سے تھے۔ جامع علومِ صوری ومعنوی، اور صاحب کشف وکرامات وتصرفات تھے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے علومِ ظاہری سیکھا اور حضرت مخدوم عصر شاہ محمد آفاق نقش بندی سے فیض ارادت وخلافت نقش بندیہ مجددیہ پایا۔

متاخرین مشائخین میں آپ کی ذات بس غنیمت تھی۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی کے انوار دور دراز ملکوں میں درخشاں ہیں۔ بڑے بڑے علما وفضلا آپ کے آستانے پر آ کر مرید ہوئے۔ آپ کا فیض تمام ہندوستان پر محیط ہے۔

مولوی سید محمد علی، نواب سید نورالحسن خاں، اور مولوی سید شاہ ابوسعید ایرایانی وغیرہ آپ کے مشاہیر خلفا سے ہیں۔ ۲۲/ربیع الاوّل میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار گنج مرادآباد میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ تاریخ رحلت ؎

فضل رحمٰن ولادت است بداں　　　سید ولام الف وفات بخواں

عمر او پنج سال ویک صد بود　　　فضل رحمٰن در جناں بہ کشود

فیوضاتِ رحمانی، اور ارشادِ رحمانی میں آپ کے حالات وکرامات بسط کے ساتھ مرقوم ہیں۔

مولوی محمد عثمان نقش بندی قدس سرہٗ

آپ ۱۲۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ متوطن موضع لونی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔ آپ مشائخین متاخرین میں بڑے مشہور ہیں۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد حاجی دوست محمد قندھاری نقش بندی کی خدمت میں پہنچ کر مرید ہوئے، جو حضرت شاہ احمد سعید نقش بندی کے خلیفہ تھے۔ اور تعلیم واذکار واشغال کے چند سال بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اٹھارہ سال کامل مرشد کے حضور میں رہے۔ تمام مراتب سلوک کو طے کیا اور درجۂ ولایت حاصل کیا۔

پیر کی رحلت کے بعد مسند ارشاد وہدایت کو گرم کیا۔ ہزاروں لوگ خراسان وغیرہ کے آپ کی خدمت میں آتے اور فیوضاتِ ظاہری وباطنی حاصل کرتے تھے۔ آپ کے تصرفات وخوارق زبان زدِ خاص وعام ہیں۔ ۱۲ر شعبان ۱۳۱۴ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ موضع موسیٰ زئی میں دامن کوہ کنر ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب آپ کا مزار مشہور ہے۔

مسکین شاہ نقش بندی قدس سرہٗ

آپ کا نام مولوی محمد نعیم بن مولوی محمد حفیظ متوطن احمد نگر۔ آپ مشائخین متاخرین میں بڑے مشہور شیخ ہوئے ہیں۔ علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ کے دل میں عشق خدا طلبی کے آثار ظاہر ہوئے۔ چنانچہ آپ شاہ سعد اللہ نقش بندی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیر کے منظورِ نظر ہوکر مرید ہوئے اور چند روز کے بعد خرقہ خلافت نقش بندیہ حاصل کیا۔ بیس سال کامل پیر کی خدمت میں رہے اور جمیع اذکار واشغال کی اجازت لی۔ اور ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔

حق تعالیٰ نے آپ کی توجہ میں وہ تاثیر بخشی تھی کہ جو کوئی آپ کے حضور میں آتا فیض پاتا تھا۔ ملک دکن میں آپ کا فیض جاری ہے۔ آپ کا آستانہ مرجع شاہ و گدا تھا۔ مولوی محمد خلیل الرحمٰن برہان پوری مرحوم، خواجہ محمود شاہ متوطن ملکا پور وغیرہ آپ کے مریدین مشہورین سے ہیں۔

۱۲۸۶ھ میں آپ نے حج کیا، پھر دوبارہ ۱۲۹۴ھ میں حج کے لیے تشریف لے گئے اور وہاں اکثر بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ تمکین العارفین وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے یادگار و مفید انام ہیں۔

آپ کی ذاتِ بابرکات حیدرآباد دکن میں بس غنیمت تھی۔ آپ کا آستانہ فیض و برکت کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ ۱۳۱۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حیدرآباد دکن میں آپ کا مزار زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ تاریخ رحلت ؎

پیرو مرشد جناب مسکیں شاہ — رہنماے جہان و حق آگاہ

بود قطب زماں مجدد دیں — برکاتش بخلق بود پناہ

آہ افسوس رفت از دنیا — شد بقربِ خدا بعزت و جاہ

مصرعہ سال عرض کرد خلیل — واصل ذات ہادی اللہ

حاجی حافظ شاہ اِمداد اللہ تھانوی قدس سرہٗ

مہاجر مکی۔ خلف حافظ محمد امین متوطن قصبہ تھانہ بھون۔ آپ مشاہیر مشائخین کرام، اکابر علماے عظام اور صاحب تصرفاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ جامع شریعت و طریقت، واقف اسرارِ حقیقت و معرفت، زاہد و عابد، صابر و شاکر اور ہمہ صفت موصوف تھے۔

آپ نے فیض ارادت و خلافت چشتیہ و قادریہ و نقش بندیہ شاہ نصیر الدین اور شاہ نور

محمد جھنجھانوی سے حاصل کیا۔ ضیاء القلوب، تحفۃ العشاق وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے مفید انام ہیں۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی، حاجی شاہ محمد حسین الہ آبادی وغیرہ حضرات آپ کے خلفائے نامدار سے مشہور ہیں۔

آپ کی ذات بابرکات اس زمانہ میں یادگارِ سلف تھی۔ یادِ الٰہی میں آپ کی حضوری دل کو لگاتی تھی۔ زمانۂ غدر میں بعد حصول براءت مخمصہ ہند' مکہ معظّمہ چلے گئے، اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔ حرم شریف میں ہمیشہ مثنوی معنوی کا درس دیا کرتے تھے۔ ہزار ہا لوگ آپ کے آستانے سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی ہندوستان و عرب میں مشہور و معروف ہیں۔ ۱۳/ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ مکہ معظّمہ میں آسودہ ہیں۔

خواجہ سید لطف علی شاہ مودودی چشتی قدس سرہٗ

خلف مولوی سید مدد علی، متوطن قصبہ چشت۔ حضرت خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں ہیں۔ آپ مشاہیر متاخرین دکن سے ہیں۔ عالم علوم ظاہری و باطنی، زاہد و عابد اور مرتاضِ زماں تھے۔ آپ نے علم ظاہری کی اپنے وطن میں تحصیل کی، اور وہاں سے بطریق سیر وسیاحت ہندوستان کی جانب آئے، اور مولانا سید عبد الغفور شیخ العصر صاد کے حکم سے حضرت خواجہ مولوی شمس الدین سیالی چشتی کی خدمت میں پہنچے، مرید ہوئے اور ریاضت واذکار واشغال کی تکمیل کے بعد خرقہ خلافت چشتیہ نظامیہ پایا۔

مدت تک ہندوستان کی سیر کی۔ ہر جگہ کے بزرگوں سے ملے اور اُن سے فیض حاصل کیا۔ گنج مراد آباد میں آکر قطب العصر مولانا شاہ فضل رحمٰن نقش بندی مراد آبادی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ ان سے بیعت کی، اور فیض خلافت نقش بندیہ مجددیہ

اخذ کیا۔ حیدر آباد دکن میں جا کر سکونت اختیار کی۔ مشائخین وعلمائے وقت میں معزز وممتاز رہے۔

۱۳۱۷ھ میں حج وزیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ پھر ناسک تشریف لائے اور چند ماہ یہاں آ کر سکونت کی اور بہت سے لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ چنانچہ یہ راقم ذوالفقار علی صاحب وفیاض الدین نور محمد وغیرہ آپ سے فیض یاب ہیں۔

آپ ہمیشہ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے۔ شریعت وتقویٰ کا بڑا پاس کیا۔ کبھی شریعت سے سرموتجاوز نہ فرمایا۔ آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی ملک دکن وغیرہ میں جاری ہیں۔ آپ کی تصانیف سے چند رسائل بشارت التائبین، ارمغان وغیرہ مفید انام ویادگارِ زمان ہیں۔ ۴؍شوال ۱۳۱۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ حیدر آباد دکن میں آسودہ ہیں۔ قطعہ رحلت، من تصنیف ذوالفقار علی صاحب ؎

خواجہ لطف علی شاہ ہادی وشیخ زماں	ساکن شہر ہرات وآفتاب عارفاں
عالم کامل فرید الدہر عابد نیک ذات	جامع شرع وطریقت پیشوائے سالکاں
یک بیک آئی صدا ہاتف سے کم کر رقم	حیف ہے گل ہو گئی اب شمس بزمِ چشتیاں

خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہٗ

خلف خواجہ گل محمد چشتی بن خواجہ سلیمان۔ آپ عالم علم ظاہر وباطن اور شیخ کامل ہیں۔ ۱۲۴۱ھ میں تولد ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت شاہ گل محمد چشتی سے فیض ارادت وخلافت چشتیہ نظامیہ حاصل کیا۔ صاحب شریعت وطریقت تھے۔ آپ کے اوقات عبادتِ الٰہی اور ریاضت سے معمور رہا کرتے تھے۔ مشائخین متاخرین میں آپ کی ذات فیض آیات بس غنیمت تھی۔ دور دراز ملکوں سے لوگ آپ کے پاس آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔

آپ کا آستانہ مرجع خاص وعام تھا۔ ہمیشہ خانقاہ میں لنگر جاری رہتا۔ ہزاروں مسافر دووقتی کھانا پاتے تھے۔آپ کے فیوضات وبرکات اکثر زبان زدخاص وعام ہیں۔ تصرفات وخوارق اکثر اوقات آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ ۱۸؍ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔تونسہ میں آپ کا مزارقلوبِ زائرین کے لیے فرحت بخش ہے۔
تاریخ رحلت ؎

شاہ اللہ بخش کی رحلت ہوئی تعزیت کا جوش ہے ہرچارسو
سال ماتم اے سخاازروے جوش اِک زمانہ نے کہا: **اغفر لہ**

مولانا عبدالقادر بدایونی قادری قدس سرہٗ

خلف مولانا مولوی فضل رسول بدایونی۔آپ عثمانی شیخ ہیں۔مشاہیر علماواکابرعرفا سے تھے۔۱۲۵۳ھ میں تولد ہوئے۔مولوی نوراحمد بدایونی، اور مولانافضل حق خیرآبادی سے علومِ ظاہری سیکھا۔ نیز والد ماجد سے فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ حاصل کیا۔ ہمیشہ درس وتدریس اورتصنیف رسائل وکتب خصوصاً ردعقائد معتزلہ ورافضیہ ونیچریہ میں مشغول رہتے تھے۔حرمین شریفین کوجاکرمولانا شیخ جمال عمرمحدث مکی سے علم حدیث کی سند لی۔

آپ جامع شریعت وطریقت تھے۔آپ کی ذات اس دورِ آخر میں بس غنیمت تھی۔ مذاہب باطلہ کی تردید میں آپ نے جوقلم اُٹھایا حقیقتاً آپ نے بڑا احسان کیا کہ عوام کو فرقہ ضالہ کے پنجہ مکروفریب سے بچایا اوران کے مکروکیود سے آگاہ کردیا۔

بدایوں میں اہل سنت وجماعت کا دینی مدرسہ جاری فرمایا۔ ہمیشہ طلبہ کی درس وتدریس میں ہمہ تن مصروف رہتے اورعلوم دین کے فروغ میں کوشش فرماتے تھے۔آپ کے فیوضاتِ ظاہری وباطنی ہندوستان میں ہرجگہ جاری ہیں۔۱۷؍ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ

میں آپ نے رحلت فرمائی۔ بدایوں میں آسودہ ہیں۔ تاریخ رحلت ؎

حضرت عبدالقادر نامی　　والاشان و عالی نسبت
فاضل و کامل عالم و عامل　　حاوی دانش جامع حکمت
شیخ امجد و پیر اکمل　　ہادیِ رہبر اہل سنت
واقف سر ظاہر و باطن　　مفتی شرع و پیر طریقت
رفتہ ازیں دنیاے فانی　　دادہ بدلہا داغِ فرقت

سال وصالش گفتہ ہاتف
عالم دلجور رفت بہ جنت

مولانا حاجی شاہ محمد حسین الٰہ آبادی قدس سرہٗ

متوطن الٰہ آباد چشتی صابری۔ آپ حافظ القرآن، حاجی حرمین شریفین، اور جامع علومِ صوری و معنوی تھے۔ حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی کے خلفا میں سے ہیں۔ وحید العصر، فرید الدہر، متوکل و قانع، صاحب ریاضت و فیض و برکت تھے۔

مشائخین علماے عصر میں ہمیشہ معزز و ممتاز رہے۔ مولوی عبدالحیٔ لکھنوی سے علومِ ظاہری سیکھا۔ صدہا لوگ آپ کے آستانے سے فیض یاب ہوئے۔ مشہور ہے کہ آپ نے ۸؍رجب ۱۳۲۲ھ کو سماع کی محفل میں اجمیر کے درمیان حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے مندرجہ ذیل شعر پر ذوق و شوق کرتے ہوئے حالت وجد میں جاں بحق تسلیم کردی ؎

گفت قدوسے فقیرے درفنا و دربقا
خود بخود آزاد بودے خود گرفتار آمدے

آپ کا مزار پرانوار اجمیر شریف میں حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ سے متصل ہے۔

خاتمۃ الطبع

الحمدللہ والمنۃ! ان دنوں کتاب برکت انتساب تذکرۂ بزرگانِ دکن المشہور برکات الاولیاء مصنفہ فاضل اجل مورخ بے بدل مولانا مولوی سید امام الدین احمد نقوی حنفی گلشن آبادی سلمہ اللہ تعالیٰ کی چھپ کر تیار ہے۔

اس میں مشاہیر اولیاے کرام متقدمین اور اکابر مشائخین عظام متاخرین کے احوال خصوصاً ملک دکن، گجرات، کوکن، مالوہ، برار وغیرہ ملک کے بزرگانِ دین کا حال مرقوم ہے۔

ناظرین کی آنکھوں سے آج تک یہ خزانۂ بے بہا پوشیدہ تھا، مصنف نے بڑی جاں فشانی وتلاش سے اس جواہر بے بہا کو یکجا جمع کر کے سلک تحریر میں گوندھ رکھا تھا۔

بندۂ اضعف العباد سید بشیر الدین احمد نقوی نے عام مسلمانوں کی فائدہ رسانی کی غرض سے مطبع افضل المطابع دہلی میں باہتمام مرزا محمد عبدالغفار بیگ صاحب کے زیر طبع سے آراستہ کیا۔ اللّٰھم انفعنا ببرکات أنفاسھم في الدین والدنیا والآخرۃ برحمتک یا أرحم الراحمین . مرقوم ۲۷/ رجب ۱۳۲۲ھ۔

المشتہر: سید بشیر الدین احمد نقوی محلّہ درگاہ شریف، شہر ناسک، علاقہ بمبئی۔

فہرست مضامین باعتبار حروفِ ابجد

الف

[ب]

خ

ش

ص

[ل]

[م]

ن

[و]

[ھ]

[ی]

لمحۂ فکریہ

عصرِ حاضر کی مشینی زندگی میں اِنسان کے پاس فرصت کے لمحات کہاں؟
علمی و دینی محافل میں شرکت کی سعادت بھی کم ہی مل پاتی ہے،
اور پھر بے لگام میڈیا کے اَخلاق باختہ پروگرامز نے
رہی سہی کسر بھی پوری کر دی،
اِن حالات نے کتاب کے مطالعے کی اہمیت واِفادیت
کو اور بھی دوچند کر دیا ہے۔
بے داغ اَخلاق و کردار، صفتِ تحمّل و بردباری،
دانائی و زیرکی، سوچ میں پختگی، خود اِعتمادی،
برداشت و یادداشت میں اِضافہ،
اچھی رائے قبول کرنے کی صلاحیت اور بہترین اِنسان بننے کا حوصلہ۔
یہ سب اَوصاف کتب بینی کے نتیجے میں ہمارے اندر پیدا ہو سکتے ہیں،
تو پھر کیوں نہ ہم کتابوں کا مطالعہ اپنے لیے حرزِ جاں بنالیں،
اور اپنے نیز سارے معاشرے کے لیے سراپا رحمت واَمان بن جائیں۔

پیغام رفاعی مشن، ناسک

مرتب کی کچھ مطبوعہ کتب

کاش نوجوانوں کو معلوم ہوتا!

نوجوان ہی دراصل کسی معاشرے کا مستقبل اور گراں قدر سرمایہ ہوتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اپنے حُسنِ عمل اور جذبۂ خیر وصلاح سے دنیا کو رشکِ فردوس بنادیں، اور چاہیں تو نمونۂ جہنم۔ ملاحظہ فرمائیں ایک چشم کشا اور اِنقلاب آفریں تحریر دل پذیر۔ صفحات:48۔

یارسول اللہ! آپ سے محبت اور آپ پر درود کیوں؟

جدہ کے شیخ، محمد حسن بن عبید باحبیشی کی عقیدت ومحبت کی خوشبوئیں لٹاتی، عظمتِ درود کے نغمات سناتی، اور عشق واَدب کے آداب سکھاتی ایک ایمان اَفروز تحریر، جسے پڑھنا شروع کریں تو پڑھتے ہی چلے جائیں۔ صفحات:80۔

اور مشکل آسان ہوگئی

کرب واِنتشار کے بادل کیسے چھنٹیں؟ غم روزگار کا مداوا کیسے ہو؟، اور غیبی نصرت وفتح کا حصول کیوں کر ہو؟، فتح مشکلات اور کشف مہمات کے لیے ایک تیر بہدف تحریر۔ امام جلال الدین سیوطی کی نایاب کتاب 'الارج بعد الفرج' کا سلیس ترجمہ وتلخیص۔ پڑھیے اور اکتسابِ فیض ونور کیجیے۔ صفحات:96۔

پیارے بیٹے

یہ شیخ المشائخ حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی کی نصیحتوں کا روح پرور مجموعہ ہے، جس میں انھوں نے زندگی کی بہت سی حقیقتوں کو بے نقاب کیا ہے۔ اور دنیا وآخرت سنوارنے کے

بہت سے زرّیں اصول بتائے ہیں۔ اگر ان نصیحتوں کو رنگ عمل دے دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ فوز وفلاح ہمارے ہم رکاب نہ ہوجائے۔ صفحات:36۔

چالیس حدیثیں

بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور چمنستانِ ہستی کے رنگ برنگے پھول ہیں۔ زندگی کے جس موڑ پر وہ کھڑے ہوتے ہیں وہ بڑا ہی نازک موڑ ہوتا ہے۔ عادتیں وہیں سے بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اخلاقی تربیت کا یہ بے مثال تحفہ انھیں اسی لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ وہ قوم وملت کے لیے قیمتی سرمایہ بن سکیں۔ صفحات:96۔

وقت ہزار نعمت

وقت' ایک عظیم نعمت اور اللہ کی عطا کردہ بیش قیمت دولت ہے؛ لہٰذا وقت کو ضائع کرنا عمر گنوانے کے برابر ہے۔ ہر بڑے آدمی کی بڑائی اور مشہور شخصیات کی شہرت کا راز یہی وقت کی قدردانی ہے۔ وقت کی قدر وقیمت کا اِحساس جگانے اور زندگی کو نظام الاوقات کا پابند بنادینے والی ایک منفرد کتاب۔ صفحات:184۔

مرنے کے بعد کیا بیتی؟

یہ کتاب پس اِنتقال خواب میں دیکھے جانے والوں کے کوائف واَحوال پر مشتمل ایک منفرد المثال مجموعہ ہے۔ اِس کتاب کا ہر ہر واقعہ اور مرنے والوں کی ایک ایک بات' عبرت آموز ونصیحت خیز ہے۔ یہ واقعات جہاں ہمیں اپنی اِصلاح کی دعوت دیتے ہیں وہیں آخرت کی یاد بھی دلاتے ہیں۔ ہر گھر کی ضرورت۔ صفحات:264۔

موت کیا ہے؟

یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ اِس دنیا سے چل چلاؤ کے وقت مومن کن کن نعمتوں اور انعامات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ مرنا چوں کہ ہر ایک کو ہے اِس لیے یہ کتاب ہر کسی

کے مطالعہ سے گزرنا چاہیے۔ کائنات کی ہر چیز میں اِختلاف ہوسکتا ہے؛ مگر موت ایک ایسی حقیقت ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ صفحات:88۔

لختِ جگر کے لیے

یہ کتاب 'کوزے میں سمندر' کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحتیں کی ہیں جو دین ودنیا کی سعادت وبرکات کو محیط ہیں۔ انداز یوں ہے: بیٹے! 'سبحان اللہ وبحمدہٖ' پڑھنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ لگا دیا جاتا ہے، تو ذرا سوچو کہ وقت برباد کرنے والا کتنے بہشتی باغات کھو بیٹھتا ہے!۔ صفحات:48۔

برکات الترتیل

ترتیل وتجوید کے موضوع پر یوں تو بہت سی کتابیں دستیاب ہیں؛ مگر ایک ایسی کتاب جو ترتیل وقراءت کے تقریباً سارے گوشوں پر اطمینان بخش دلائل ومباحث لائے، اُس کے اَسرار ورموز کھول کر رکھ دے، اور اس کی جملہ پیچیدگیوں کا محققانہ حل پیش کرے، یہ خوبی 'برکات الترتیل' کی سطر سطر سے عیاں ہے۔ ہر مسلمان کی ضرورت۔ صفحات:216-

انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود وفاتحہ

عقائد ومعمولاتِ اہلسنّت خصوصاً میلاد وفاتحہ وغیرہ کے موضوع پر لکھی گئی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب۔ یہ وہی کتاب ہے جس کے جواب میں رسوائے زمانہ کتاب 'براہین قاطعہ' وجود میں آئی۔ اہل سنت وجماعت کے جملہ معمولات ومعتقدات پر اس سے جامع اور سہل کتاب ملنا مشکل ہے۔ ہر سنی اسے ضرور زیر مطالعہ رکھے۔ صفحات:820-

رسائل وکلیاتِ حسن

یہ دراصل برادرِ اعلیٰ حضرت، اُستاذ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی کی قلمی کاوشوں کا

انسائیکلو پیڈیا ہے۔مولانا کی شعری ونثری خدمات کو بڑے سلیقے سے مرتب کیا گیا ہے۔اہل سنت وجماعت کے لیے ایک عظیم تحفہ۔ رسائل حسن:صفحات:786۔کلیاتِ حسن:450-

بستانُ العارفین

دین اِسلام کے اِعتدال وتوازن (Balance) اور تصورِ یسر وآسانی کی سچی ترجمانی کرنے والی، اور عوام وخواص ہر ایک کے لیے یکساں اِفادیت کی حامل ایک لاجواب کتاب۔ہزار سال کے بعد پہلی بار شائع ہونے والا شاہکار۔ صفحات:510-

آئینۂ مضامین قرآن

خلاصہ قرآنی پر مشتمل اپنی نوعیت کا بالکل اچھوتا کام۔ یہ تحفہ بس اِسی لیے پیش کیا جارہا ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر قرآنی تعلیمات سے اِکتسابِ فیض ونور کر کے بھولا ہوا اِنسان نہ صرف خود شناس بلکہ خداشناس بھی بن جائے۔ رمضان اور غیر رمضان قرآنی پیغامات سے آشنا ہونے کا اہل اسلام کے لیے ایک سنہرا موقع۔ صفحات:352-

-: اِن کتابوں کے علاوہ مرتب کی یہ کتب بھی شائع ہو چکی ہیں :-

- آئیں دیدارِ مصطفیٰ کرلیں۔
- تزکِ مرتضوی۔
- شیعہ ’آستین کے سانپ‘۔
- اربعین مالک بن دینار۔
- مصطفیٰ جانِ رحمت پر الزام خودکشی، کیا غلط کیا صحیح۔
- تحفہ رفاعیہ۔
- دولت بے زوال....۔
- چار بڑے اقطاب۔
- جامع ازہر کا فتویٰ۔
- مناظرۂ راندیر۔
- میلادنامۂ گلشن آبادی۔

BARAKATUL-AULIYA

یہ کتاب 'برکات الاولیاء' دراصل مشاہیر اولیا، اکابر صوفیہ وعرفا، درویشان کامل اور واصلانِ حق کی حیات وخدمات اور اُن کی تعلیمات ومعمولات پر مشتمل ایک دل آویز تاریخی دستاویز اور محبوبانِ بارگاہ کے جلوۂ صد رنگ کا آئینہ خانہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے اہل اللہ کی حیاتِ طیبہ وراضیہ کے زندگی بخش نقوش ہماری نگاہوں کے سامنے گھوم جائیں گے، جن کے مطابق ہم نفس امارہ کی مار سے پٹی ہوئی اپنی زندگیوں کو ڈھال کر قربِ خداوندی کی نعمتوں اور معرفت سرمدی کی لذتوں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

کہنے کو تو یہ اولیاے دکن کا ایک تذکرہ ہے، مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کتاب کو برصغیر ہند وپاک اور اس کے علاوہ بھی بہت سے معروف وغیر معروف خطوں کے اولیاے متقدمین ومشائخ متاخرین کا ایک اجمالی وتفصیلی انسائکلوپیڈیا کہنا چاہیے۔

یہ نایاب کتاب 'برکات الاولیاء' ہمارے ممتاز محققین اور طبقات وتراجم سے دلچسپی رکھنے والے نامور مصنفین کے لیے ایک وقیع ماخذ اور اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہے؛ اس لیے ہم نے چاہا کہ اس کو تسہیل وترتیب جدید کا جامہ پہنا کر اشاعت کی راہ سے گزار دیا جائے، تا کہ ہمارے عہد کے مشتاقانِ تحقیق کے لیے بھی اس سے استفادہ آسان، اور برکات الاولیاء کی برکاتِ بے پناہ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو جائے۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ — اللہ بس باقی ہوس۔

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

ولاس یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

KHWAJA BOOK DEPOT

419/2, Matia Mahal, Jama Masjid

Delhi-6, Mobile +91-9313086318

E-mail: khwajabd@gmail.com

KAMAL BOOK DEPOT

Madrsa Shamsul Uloom, Gh

Distt. Mau (U.P.)

Cell: 9935465182, 093350827